UNIVERSAL LIBRARY
OU_226205
UNIVERSAL LIBRARY

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

جلد (۶)

رسالہ

علم الفقہ

(جو)

مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس اور عام فہم
اُردو زبان مین سب سے پہلا اور بے نظیر ماہواری رسالہ ہے

(مرتبہ)

خاکسار سراپا عجز و قصور محمد عبد الشکور غفر لہ اللہ الغفور

(باہتمام)

کارپردازان صحیفہ مبارکہ النجم ابقاہا اللہ وادامہا واعانہا آمین

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہوا ۱۳۳۲ھ

علم الفقہ

مسلمانون کے لیے نہایت ضروری و مفید

پہلے یہ کتاب ماہوار رسالہ کی صورت مین شایع ہوئی ۱۳۱۷ھ مین اسکا آغاز ہوا اور بعونہ تعالی اب تک چھ جلدین اسکی مرتب ہو چکی ہین - انکی قیمت حسب ذیل ہے - جلد اول مین طہارت کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد دوم مین نماز کا بیان ہے قیمت ۱۲/ جلد سوم مین روزہ کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد چہارم مین زکوۃ و عشر وغیرہ کے مسائل ہین قیمت ۸/ جلد پنجم مین حج و زیارات کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد ششم مین نکاح کا بیان ہے قیمت ۸/ ۱۲ آنہ

ترجمہ اسد الغابہ یہ وہی مقدس کتاب ہے جسمین (۷۵۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہین اردو زبان مین آجتک کوئی ایسی کتاب نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ انجمن نے اس کمی کو پورا کر دیا ۸ جلدین اس کتاب کی تیار ہین پہلی جلد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۴۲۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ دوسری جلد مین (۸۰۵) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ تیسری جلد مین (۵۷۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ چوتھی جلد مین (۷۰۲) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ پانچوین جلد مین (۲۲۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ چھٹی جلد مین (۹۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ ساتوین جلد مین (۷۰۶) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ آٹھوین جلد مین (۵۹۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۲/ دو روپیہ

ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ ابتک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا۔ بحمد اللہ کہ اس کتاب کا ترجمہ شروع ہو گیا پہلی جلد کامل موجود ہے جسمین آغاز آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت ۱/

چہل حدیث حدیث شریف مین ہے کہ جو چالیس حدیثین یاد کریگا قیامت کے دن وہ علما مین محشور ہوگا - اس بنا پر اکثر علمانے چہل حدیثین لکھین حتی کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی یہ چہل حدیث حضرت امام ربانی امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز روزہ کے متعلق جمع کی ہین ابتک نہ طبع ہوئی تھی اسکا ترجمہ کرکے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان صبح کو ورد رکھے قیمت ۲/ دس جلدون کے خریدار سے ۱۲/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؀

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ طِیۡنٍ ؞ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَہٗ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّھِیۡنٍ ؞ فَاصۡطَفٰی لِمَنۡ یَّشَآءُ الۡبَنٰتِ وَاَعۡطٰی مَنۡ شَآءَ الۡبَنِیۡنَ ؞ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ زَوۡجَیۡنِ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ؞ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الۡاَمِیۡنِ ؞ سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہِ الۡمُھۡتَدِیۡنَ ؞ کہان اُس پاک بے نیاز کے الطاف غیر متناہیہ کا شکر اور کہان ایک مشت خاک اور وہ بھی ناپاک مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الۡاَرۡبَابِ ؞ عـہ

اِن حادث اور بیجان لفظون سے نہ اُسکی صفت وثنا ہو سکتی ہی نہ اُسکی نعمتون کا شکر ادا ہو سکتا ہی ہان اتنا تو ضرور ہو جاتا ہی کہ اُسکے پاک نام سے ہمارے ناقص کلام کی زینت ہو جاتی ہے - یہ اُسکا بہت بڑا احسان ہے کہ مجھ جیسے کم علم و ہیچمیرز سے اتنے بڑے کام کو انجام سے آشنا فرمایا - مین اِسوقت خوش ہون کہ

عـہ ترجمہ ہرطرح کی تعریف اُس خدا ہی کے لیے ہی جسنے انسان (یعنی آدم) کو مٹی سے پیدا کیا - پھر اُسکی نسل ایک ذلیل پانی کے خلاصہ (یعنی نطفہ) سے جاری کی - پھر جسکو چاہتا ہی لڑکیان عنایت کرتا ہی اور جسکو چاہا لڑکے عنایت کیے - اور ہر چیز کو اُسنے جوڑا جوڑا پیدا کیا پس بزرگ ہی اللہ بہتر پیدا کرنیوالا اور اللہ رحمت نازل کرے امانت دار نبی یعنی ہمارے سردار اور آقا محمدؐ اور اُنکے ہدایت یافتہ آل و اصحاب پر ۱۲ عـہ مٹی کو رب الارباب سے کیا نسبت ۱۲

علم الفقہ مین عبادات کا حصہ ختم ہو گیا اسلام کے چارون رکن نماز - روزہ - زکوۃ حج کے مسائل بیان ہو چکے اب معاملات کا حصہ شروع ہوتا ہی ویذٰلک فلیفرح المومنون میرا دل اگرچہ ایک صدمہ سے غمگین ہی اور میری آنکھین ابر بہار کا نمونہ بن رہی ہین اور اب میری حالت حضرت میرزا جان جانان علیہ الرحمۃ کے اس شعر کی مصداق ہے

خشک شد رگہا و لے جاریست از زخم دلم جوے خون کز حسرت سر در ولے مانده است

لیکن پھر بھی مین سچے دل سے اس بات کی شہادت دیتا ہون کہ اس واقعۂ غم مین بھی اُسکے ہزار ہزار لطف پوشیدہ ہین - یہ زندگی سے زیادہ پیاری موت نہ صرف اُس فرزند مرحوم کے لیے بلکہ میرے لیے بھی باعث رحمت اور انشاء اللہ وسیلہ نجات ہی جو لوگ اس کتاب سے فائدہ اُٹھائین اُنسے میری آرزو ہی کہ میرے اُس نونہال کیلیے ارحم الراحمین سے دعاے رحمت فرمائین اور ایصالِ ثواب سے اُس طائر خلد آشیان کی روح کو خوش کرین اَللّٰھُمَّ اَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ اٰمِین بِالنَّبِیِّ الْاَمِیْنِ اگرچہ علم الفقہ کے مقدمہ مین فقہ کی تعریف اور اُس کے اقسام کا بیان بہت تفصیل سے موجود ہے لیکن اسقدر معلوم کرنا یہان بھی ضروری ہے کہ فقہ کی دو قسمین ہین - عبادات - معاملات -

عبادات اُس حصہ کو کہتے ہین جسمین مکلف کے اُن افعال سے بحث کی جاے جن کا اجرا شریعت کی طرف سے عبد اور معبود کے درمیان مین تعلق پیدا کرانے کے لیے ہوا ہو جیسے نماز - روزہ -

معاملات اُس حصہ کو کہتے ہین جسمین مکلّف کے اُن افعال سے بحث ہو جن کا

عہ ترجمہ اور اس بات پر تمام مسلمانون کو خوش ہونا چاہیے ۱۲ عہ نام اس عزیز کا محمد عبد الرشید تھا ۲ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کو وفات پائی ۱۲ عہ ترجمہ اے اللہ اسکی مہمانی اچھی کر اور اسکی قبر کشادہ فرما اور ہمکو اس مصیبت عظیم کے ثواب سے محروم نہ کر۔ یہ دعا نبی امین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مین قبول فرما ۱۲

اجرا شریعت کی طرف سے بندون مین باہمی تعلق پیدا کرانے کے واسطے ہوا ہو جیسے خرید فروخت۔

پھر بعضے افعال ایسے ہین جو ذوجہتین ہین یعنی اُنمین عبادات کی بھی شان موجود ہے اور معاملات کی بھی جیسے نکاح۔ اس حیثیت سے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی اور اُسکی ترغیب قرآن وحدیث مین وارد ہوئی ہے اُسکے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے جو عبد اور معبود کے تعلق کا نتیجہ ہے وہ عبادات مین داخل ہی اور اِس حیثیت سے کہ اس فعل کے سبب سے دو بندون یعنے زوجین مین باہمی تعلق پیدا ہو جاتا ہے وہ معاملات مین داخل ہی لہذا مناسب معلوم ہوا کہ عبادات کے بعد اور معاملات سے پہلے ایسے ذوجہتین افعال کا ذکر کیا جائے اور چونکہ ان تمام افعال مین نکاح کے مصالح اور فوائد دینی اور دنیاوی زیادہ اور بہت زیادہ ہین اسلیئے اسکا ذکر سب سے مقدم کیا گیا۔

نکاح

حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس آخری شریعت تک کوئی شریعت نکاح سے خالی نہین یعنی ایک خاص معاہدہ مرد وعورت کا باہم اجتماع کے لیے ہر شریعت مین ہوتا تھا اور بغیر اس خاص معاہدہ کے مرد وعورت کا باہمی اجتماع کسی شریعت نے جائز نہین رکھا۔ ہان یہ ضرور ہے کہ اِس معاہدہ کی صورتین مختلف رہین اُسکے شرائط وغیرہ مین تغیر وتبدل ہوتا رہا۔

نکاح کے لغوی معنی جماع کرنا۔ اصول فقہ مین نکاح کے یہی معنی برقرار رکھے گئے ہین۔ پس قرآن مجید مین یا احادیث مین جہان کہین نکاح کا لفظ

واقع ہو اُس سے یہی معنی لغوی مراد لینا چاہیئے بشرطیکہ کوئی قرینہ اس کے خلاف نہ دلالت کرتا ہو۔

اور علماے فقہ کی اصطلاح مین نکاح اُس معاہدۂ خاص کو کہتے ہین جو عورت و مرد مین ہوتا ہے جس سے دونون مین زوجیت کا تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ یہی معنے زیادہ تر مشہور ہین۔

نکاح کے فوائد و مصالح دینی و دنیاوی بہت زیادہ اور عظیم الشان ہین جن کا کچھ اندازہ صرف اس امر پر غور کرنے سے ہوسکتا ہے کہ تمام آسمانی شریعتین اسکی خوبی پر متفق ہین گویا یہ بھی اصول ملت مین سے ایک اصل ہے۔ علمار نے بہت سے مصالح بیان کیے ہین اور ہر ذی عقل اپنی فہم کے موافق جدید فوائد نکال سکتا ہے۔ نمونہ کے طور پر کچھ یہان بھی درج کیے جاتے ہین۔

(۱) حق تعالیٰ کو ایک وقت معہود تک تمام حیوانات کا عموماً اور بنی آدم کا خصوصاً باقی رکھنا مقصود ہے اور اُسکا طریقہ حکمتِ بالغہ نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ باہم توالد و تناسل جاری ہو اور توالد و تناسل کا سبب تمام حیوانات مین نر و مادہ کے اس اجتماع خاص کو قرار دیا ہے اور تمام حیوانات کی طبیعت مین ایک قوت شہوانیہ ودیعت فرمائی جو اس اجتماع خاص پر طرفین کو مجبور کرے اگر یہ قوت نہ ودیعت رکھی جاتی تو انسان کی فطری لطافت کبھی اس اجتماع کو پسند نہ کرتی اور ہمیشہ اس سے متنفر رہتی۔ کیونکہ یہ اجتماع فی حد ذاتہ

ع مثلاً لاتنکحوا ما نکح اباؤکم مین نکاح سے جماع مراد لیا جائیگا کیونکہ اسکے مخالف کوئی قرینہ نہین ہے پس باپ نے جس عورت سے جماع کیا ہو خواہ حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے یعنی زنا کیا ہو بہر صورت لڑکے کو اُس عورت سے نکاح کرنا حرام ہوجائیگا بخلاف حتی تنکح زوجا غیرہ کے کہ یہان نکاح سے جماع نہ مراد لیا جائیگا بلکہ عقد مراد ہوگا کیونکہ قرینہ خلاف موجود ہے اور وہ قرینہ یہ ہے کہ اگر جماع مراد ہوتا ہے تو عورت کی طرف نسبت نہ کی جاتی کیونکہ جماع عورت کا کام نہین ہے ۱۲

لطافت و نظافت[ع۵] سے بعید ہی۔ پس جب توالد و تناسل کا یہ خاص طریقہ حکمت الٰہیہ نے قایم فرمایا تو یہ امر بہ لحاظ شرافت انسانی ضروری ہوا کہ اس فعل مین بھی اور حیوانات سے اُسکو امتیاز عطا ہو جیسا کہ اور افعال مین مثل کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے وغیرہ کے عطا فرمایا گیا ہے۔ لہذا یہ حکم دیا گیا کہ اس اجتماع خاص کے لیے پہلے سے مرد و عورت مین باہم رضامندی سے ایک معاہدہ ہو جایا کرے اور اُس معاہدہ کے لیے شرائط و ارکان وغیرہ مقرر کیے گئے تاکہ وہ ایک معمولی بات نہ سمجھی جاسے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کے اجتماع کی (جسکو اہل شریعت زنا کہتے ہین) سخت ممانعت کردی گئی۔

(۲) نکاح مین تناسل عمدہ طریقہ پر ہوتا ہے بخلاف زنا کے۔ نکاح مین چونکہ ایک علاقہ محبت زوجین مین قائم ہوتا ہے اور دونون ملکر بچہ کی تعلیم و تربیت مین کوشش کرتے ہین اس لیے امید کی جاتی ہی کہ اُسکی تربیت اور تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہوگی۔

(۳) نکاح مین علاوہ تناسل کے اور بھی فائدے مین مثلاً سلسلۂ نسب کا قائم رہنا[ع۵] اور زوجین اور اُن کے اعزہ مین سلسلۂ محبت کا پیدا ہونا۔ مرد و عورت کا باہمی یہ خاص اور دائمی تعلق نظام عالم کے لیے جسقدر مفید ہے اُسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہی عورت فطرۃً کمزور پیدا کی گئی ہے اس لیے زندگی کے اہم مقاصد مین اسکی منفردہ قوت

ع۵ اسی وجہ سے فقہا لکھتے ہین کہ نکاح مین اصل حرمت ہی اور اباحت اسکی عارضی ہی اور بضرورت ہوئی ہو (بحر الرائق)

ع۵ سلسلۂ نسب کے محفوظ نہ رہنے مین بہت خرابیان ہین تمام نظام عالم درہم و برہم ہوا جاتا ہی نہ ایک کو دوسرے سے محبت ہوگی نہ کوئی کسیکی ہمدردی کریگا۔ نہ کوئی باپ ہی نہ بیٹا نہ بھائی نہ بھتیجا نہ کوئی وارث نہ مورث وعلی ہذا اسی سبب سے اس سلسلہ نسب و زوجیت کے قائم فرمانے کو حق سبحانہ نے اپنے انعامات کی فہرست مین درج فرمایا ہی قولہ تعالیٰ وجعلکم نسباً و صھراً ترجمہ اور اللہ نے تمھارے لیے نسب و سسرال قائم فرمائی ۱۲۔

کام نہین دیتی مرد کی اعانت کی ضرورت پڑتی ہے اور مرد چونکہ اہم اور اعلیٰ مقاصد کی تحصیل مین مصروف رہتے ہین لہذا اُنکو خانہ داری کی ضروریات مین عورتون سے مدد لینے کی احتیاج ہی اسکے علاوہ اور بھی وجوہ ہین جنسے مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف سخت احتیاج ہی۔ خلاصہ یہ کہ مرد وعورت کا یہ خاص تعلق تدبیر منزل کا جزء اعظم ہے۔

انھین وجوہات سے شرائع ربانیہ کی توجہ نکاح کی طرف ہوئی اور اُسکی ترغیب دی گئی اسکے محاسن بیان فرمائے گئے اور زنا کی مذمت اور قباحت بیان فرمائی گئی اور اُسکے مرتکب کے لیے سخت سخت وعیدین وارد ہوئین جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب واضح ہوگا۔

مقدمہ اصطلاحی الفاظ کی توضیح۔

ایجاب وقبول مرد وعورت کا یا اُنکے وکلا یا اولیا کا دونون مین باہم زوجیت کا تعلق پیدا کرنیکی گفتگو کرنا۔ سب سے پہلی جسکی گفتگو ہوگی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی اُسکو ایجاب کہینگے اور اُسکے بعد دوسرے کی گفتگو کو قبول۔

مثال (۱) مرد عورت سے کہے کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا۔ عورت کہے کہ مین نے منظور کیا۔ مرد کا کلام ایجاب ہی اور عورت کا کلام قبول۔

(۲) عورت مرد سے کہے کہ مین نے اپنے کو تیری زوجیت مین داخل کیا مرد جواب دے کہ مین نے تجھکو اپنی زوجیت مین لے لیا اس صورت مین عورت کا کلام ایجاب ہی اور مرد کا قبول۔

مہر وہ چیز ہے جو بوجہ عقد نکاح کے شوہر کی طرف سے عورت کو اس معاوضہ مین

لمنا چاہیے کہ اُسنے اپنے خاص منافع کا شوہر کو مالک بنا دیا ہی حاصل یہ کہ
اُن منافع کی قیمت کا نام مہر ہے - مہر کی چار قسمین ہین -

مہر معجل وہ مہر جسکے ادا کرنیکا علی الفور وعدہ کیا گیا ہو -

مہر موجل وہ مہر جسکی ادائی کا علی الفور وعدہ نہو بلکہ کسی مدت پر محول ہو خواہ وہ مدت معلوم ہو یا مجہول -

مہر مسمی وہ مہر جسکی مقدار عقد نکاح کے وقت معین ہو گئی ہو -

مہر مثل آزاد عورت کا مہر مثل وہ مہر ہی جو اُسکے باپ کے خاندان کی اُن عورتون کا ہو جو تیرہ[عه] باتون مین اسکے مثل ہون - عمر - جمال - مال - شہر - زمانہ - عقل دینداری - بکارت و ثیوبت - علم - ادب - خلق - صاحب اولاد ہونا نہونا شوہرون[عسه] کا اوصاف مین یکسان ہونا - اگر باپ کے خاندان کی عورتون کا مہر نہ معلوم ہو یا وہ عورتین ان اوصاف مین اُسکی مماثل نہون تو اور کسی اجنبی عورت کا مہر دیکھا جائیگا اور وہی اسکا مہر مثل قرار دیا جائیگا بشرطیکہ ان اوصاف[عه] کے علاوہ نسب مین بھی اُسکی مماثل ہو - اور لونڈی[اللعه] کا مہر مثل اگر وہ باکرہ ہی تو اُسکی قیمت کا دسوان حصہ باکرہ نہو تو

عه ان تیرہ باتون مین مماثلت اس سبب سے شرط کی گئی کہ ان باتون کے اختلاف سے مہر یکسان نہین رہتا - مثلاً ایک جوان یا خوبصورت کا مہر جسقدر ہو گا بوڑھیا یا بدصورت کا اسقدر نہین ہو سکتا - شہر سے مراد یہ ہی کہ دونون ایک ہی شہر کے رہنے والے ہون - کیونکہ مختلف شہرون کے رسم و رواج مختلف ہوتے ہین - زمانے سے مراد یہ ہی کہ دونون کا زمانہ ایک ہو زمانہ کے بدل جانے سے بھی رسم و رواج مین فرق ہو جاتا ہی ۱۲ -

عسه اگر شوہر دونون کے ان اوصاف مین یکسان نہون گے تو مہر مین اختلاف ہو جائیگا کیونکہ ایک جوان یا ذی علم یا دیندار مرد کیساتھ کم مہر پر بھی عورت یا اُسکے ولی راضی ہو جاتے ہین بخلاف بوڑھے یا جاہل یا فاسق کے ۱۲ عه بعض فقہا کا قول ہی کہ کل اوصاف مین دو عورتون کا مماثل ہونا دشوار ہی لہذا بعض مین مماثلت بھی کافی ہی - مگر یہ قول متون فقہ کے خلاف ہی ۱۲

اللعه بعض فقہا کا قول ہی کہ لونڈی کا مہر مثل وہ ہی جو اور لونڈیون کا ہو بشرطیکہ وہ جمال مین اسکے مساوی ہون اور مالک بھی ان دونون کے مال اور جاہ مین مماثل ہون ۱۲

بیسوان حصہ۔

ف زنا کے معاوضہ مین جو چیز دیجاے اُسکو مہر بغی کہتے ہین اسی کو اُردو مین خرچی کہتے ہین۔

عقر وہ مہر جو ناجائز جماع کے معاوضہ مین عورت کو دیا جاے اور یہ ناجائز جماع کسی شبہہ کے سبب سے نادانستہ وقوع مین آیا ہو۔

بکارت کنواری ہونا جو عورت کنواری ہو اُسکو بکر کہتے ہین۔ بکر کی دو قسمین ہین۔

بکر حقیقی وہ عورت جس سے کبھی جماع نہوا ہو نہ جائز طور پر نہ ناجائز طور پر خواہ جھلی باقی ہو یا ٹوٹ گئی ہو۔ جھلی کبھی حیض آنے سے بھی ٹوٹ جاتی ہے کبھی زخم کی وجہ سے کبھی زیادہ سن ہو جانے سے کبھی کودنے پھاندنے کی وجہ سے جو عورت کسی کے نکاح مین آچکی ہو مگر قبل جماع کے نکاح سے علحدہ ہو گئی ہو وہ بھی حقیقۃً بکر ہے۔

بکر حکمی وہ عورت جو ایک مرتبہ زنا مین مبتلا ہو چکی ہو اور یہ فعل اسکا لوگون مین مشہور نہوا نہ اُسکو حاکم شریعت کی طرف سے اسکی سزا ملی ہو۔

ثیوبت کنواری نہونا جو عورت کنواری نہو اُسکو ثیّب کہتے ہین یعنے وہ عورت جس سے جماع ہو چکا ہو اگر زنا ہوئی ہو تو ایک مرتبہ سے زیادہ یا مشہور ہو گئی ہو

ولی لغت مین تو اُسکے معنی دوست اور اہل اصول کی اصطلاح مین خدا کا دوست جو اُسکے اسماء وصفات کا عارف ہو گناہون سے بچتا ہو اور عبادات مین مشغول رہتا ہو اور اصطلاح فقہ مین وہ رشتہ دار جو عاقل بالغ ہو اور وارث ہو سکتا ہو اور اُسکو تصرف کا اختیار شریعت نے دیا ہو۔ یہی معنی یہان مراد ہین۔

ف - اگر کوئی رشتہ دار نہو تو قاضی یا اُسکا نائب بھی ولی ہو سکتا ہی -

کفو جو دو شخص باہم اِن چھ اوصاف مین شریک ہون انمین سے ہر ایک دوسریکا کفو ہے - نسب[۱] - اسلام[۲] - حریت[۳] - دیانت[۴] - مال[۵] - پیشہ[۶] -

نسب کی برابری صرف عربی النسل لوگون مین معتبر ہے[ع] اُن کے علاوہ اور لوگ نسب مین مختلف ہونیکے سبب سے غیر کفو نہ کہلائینگے - عرب مین قریشی قریشی سب برابر ہین گو کوئی عدوی ہو کوئی تیمی کوئی نوفلی غیر قریشی قریشی کا کفو نہین - اور غیر قریشی سب ایک دوسرے کے کفو ہین اور غیر عربی النسل عربی النسل کا کفو نہین -

اسلام سے مراد نو مسلم ہونا - نو مسلم اُسکو کہتے ہین جو بذات خود مسلمان ہوا ہو یا اُس کا باپ بھی مسلمان ہو گیا ہو اور جسکی دو پشتین اسلام مین گذر جائین یعنے باپ اور دادا کے وقت سے اسلام چلا آتا ہو وہ قدیم الاسلام سمجھا جائیگا - نو مسلم قدیم الاسلام کا کفو نہین وہ نو مسلم جو صرف خود اسلام لایا ہے ایسے نو مسلم کا کفو ہو سکتا ہی جسکا باپ بھی مسلمان تھا ہان دو پشتون کے بعد پھر سب باہم کفو سمجھے جائینگے گو ایک کی کم پشتین اسلام مین گذری ہون اور ایک کی زیادہ **اسلام** کی برابری کا اعتبار وہان کے لوگون کے لیئے نہین ہی کہ جہان نو مسلم ہونا کچھ عار نہین سمجھا جاتا (فتاوی ہندیہ)

ع وجہ اسکی یہ ہی کہ عرب کا فخر اپنے نسب پر بہت ہے اور اُن کو غیر نسب مین مناکحت سے بہت عار آتی ہی بخلاف غیر عرب کے کہ اُن کو نسب کا اتنا لحاظ نہین ۱۲ **عه** اسی وجہ سے حضرت علی مرتضی نے جو ہاشمی تھے اپنی صاحبزادی بی بی ام کلثوم کا جو حضرت فاطمہ زہرا کے بطن اقدس سے تھین حضرت عمر سے نکاح کر دیا حالانکہ وہ عدوی تھے رضی اللہ عنہم ۱۲ **عه** جس مقام پر نئی نئی اشاعت اسلام کی ہوتی ہی وہان تو نو مسلم ہونا کچھ معیوب نہین سمجھا جاتا ہان جب اسلام کو کسی مقام پر بہت زمانہ گذر جاتا ہے وہان پھر معیوب سمجھنے لگتے ہین اکثر فقہا نے اس مقام پر یہ لکھدیا ہی کہ اسلام کی برابری کا اعتبار اہل عرب کیلیے نہین ہی کیونکہ وہان نو مسلم ہونا عیب نہین سمجھا جاتا حالانکہ یہ صرف اسی زمانہ تک تھا جب وہان اسلام شروع ہوا تھا اب وہان بھی عیب سمجھا جاتا ہی ۱۲

حریت - یعنی غلام نہونا - غلام آزاد کا کفو نہین نہ وہ شخص جو صرف خود آزاد ہوا ہو اُس شخص کا کفو ہو سکتا ہے جو اپنے باپ کے وقت سے آزاد ہے ہان دو پشتون کے بعد پھر آپسمین برابر سمجھے جائینگے اگرچہ ایک کی زیادہ پشتین آزادی مین گذری ہون اور دوسرے کی کم دو پشتون کی آزادی مین گزرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود بھی آزاد پیدا ہوا ہو اور باپ دادا بھی آزادی کی حالت مین پیدا ہوے ہون - اگر آزادی کی حالت مین نہین پیدا ہوا بلکہ بعد پیدا ہونے کے آزاد کیا گیا تو وہ شخص دو پشتون سے آزاد سمجھا جائیگا جو غلام کسی شریف النسب کا آزاد کیا ہوا ہو اُسکا کفو وہ غلام نہین ہو سکتا جسکو کسی کم نسب نے آزاد کیا ہے -

دیانت یعنی دینداری جو شخص فاسق ہو وہ ایسی عورت کا کفو نہین ہو سکتا جو خود بھی پرہیز گار ہے اور اُسکا باپ بھی پرہیز گار ہے اور اگر وہ عورت[ع] خود پرہیز گار ہو مگر باپ پرہیز گار نہو یا باپ تو پرہیز گار ہو مگر خود پرہیز گار نہو تو اُس کا کفو ایک فاسق ہو سکتا ہے فاسق مین تعمیم ہے چاہے اُسکا فسق علانیہ ہو یا چھپا ہوا (رد المحتار)

مال سے مراد اسقدر مال ہے کہ جسکی وجہ سے مہر اور نفقہ کی ادائی پر قدرت ہو مہر اگر کل معجل ہے تو کل کی ادائی پر اور جو کوئی جز اسکا معجل ہے تو صرف اُسی جز کی ادائی پر قدرت کافی ہے اور نفقہ پر قدرت صرف بقدر ایک ماہ کے ضروری ہے - اگر پیشہ ور نہو اور جو پیشہ ور ہو اور وہ اپنے پیشہ سے اسقدر کما لیتا ہو جو ہر روز کے خرچ کو کافی ہو جاے تو وہ صرف اتنی ہی بات سے نفقہ پر قادر سمجھا جائیگا ایک ماہ کے خرچ کے بقدر اُسکے

[ع] اس مقام پر فقہا کی عبارتین مختلف ہین کوئی کہتا ہے کہ صرف عورت کا پرہیز گار ہونا کافی ہے فاسق اُسکا کفو نہین ہو سکتا کوئی کہتا ہے نہین اُسکے باپ کا پرہیز گار ہونا ضروری ہے چاہے خود پرہیز گار ہو یا نہو اسی وجہ سے صاحب بحر الرائق فرماتے ہین کہ مجھے اس مسئلہ مین تردد ہے مگر علامہ شامی نے اسکی خوب نفیس تحقیق کی ہے انھین کی تحقیق یہان درج کی گئی ۱۲

پاس اندوده ہونے کی حاجت نہین۔ (عالمگیریہ وغیرہ)
پس جو شخص اسقدر مال کا مالک نہو وہ عورت کا کفو نہین ہوسکتا چاہے عورت بالکل فقیر ہو اور جو شخص اسقدر مال کا مالک ہی وہ ہر عورت کا کفو ہے اگرچہ بڑی دولتمند ہو

پیشہ مین برابری کا مطلب یہ ہی کہ جس قسم کا پیشہ ایک کے یہان ہوتا ہو اسی قسم کا دوسرے کے یہان بھی ہوتا ہو۔ پیشے چونکہ مختلف ہوتے ہین اور عام طور پر کوئی پیشہ ذلیل سمجھا جاتا ہی جیسے نائی۔ دھوبی۔ بھنگی وغیرہ کا۔ اور کوئی عزت والا سمجھا جاتا ہے جیسے کاشتکار اور سوداگر وغیرہ کا لہذا پیشہ کی برابری کا اُسی مقام مین لحاظ کیا جائیگا جہان باہم پیشون مین امتیاز سمجھا جاتا ہو اور کوئی ذلت کی نظر سے اور کوئی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو۔ پھر جو دو مختلف پیشے کسی مقام مین مساوی سمجھے جاتے ہون وہان کے لیے اُن دونون پیشون کے کرنے والے باہم کفو ہین اور جس مقام مین مساوی نہ سمجھے جاتے ہون وہان کے لیے اُن دونون پیشون کے کرنے والے باہم کفو نہین ہین۔

محرم وہ مرد و عورت جن کا نکاح باہم ناجائز ہو ایک دوسرے کے محرم ہین خواہ یہ عدم جواز نکاح کا ابدی ہو جیسے مان بیٹے بھائی بہن داماد خوشدامن وغیرہم یا کسی زمانہ کے ساتھ موقت ہو جیسے کسی غیر کی منکوحہ جس زمانہ تک غیر کے نکاح مین ہی اسی زمانہ تک اُسکا نکاح ناجائز ہے یا کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو جیسے تین طلاق والی عورت اگر وہ کسی دوسرے سے نکاح کرکے اُس سے طلاق لے لے تو پھر حرام نہین۔

وکیل وہ شخص جو کسی دوسرے کے حقوق مین اُسکی اجازت یا حکم سے بطور نائب کے تصرف کرنیکا اختیار رکھتا ہو اور جس نے اُسے اختیار دیا ہی اُسے موکل کہتے ہین

فضولی جو شخص کسی دوسرے کے حق مین تصرف کرنیکا اختیار نرکھتا ہو وہ اُس دوسرے شخص کے اعتبار سے فضولی ہی مثلاً زید عمرو کے حقوق مین تصرف کا اختیار نہین رکھتا یعنی نہ اُسکا ولی ہے نہ وکیل تو زید کو عمر کے اعتبار سے فضولی کہینگے۔

بطلان وفساد عبادات کے مسائل مین تو اِن دونون لفظون کا ایک ہی مفہوم ہی نماز باطل ہوگئی اور فاسد ہوگئی دونون کا ایک مطلب ہی مگر معاملات کے مسائل مین بطلان اور چیز ہے اور فساد اور چیز **باطل** اس معاملہ کو کہتے ہین جو منعقد ہی نہوا ہو یعنے اُس کے ارکان مین خلل آگیا ہو اور **فاسد** وہ معاملہ ہے جو منعقد تو ہوگیا ہو لیکن شرعاً قابل فسخ ہو اُسکے ارکان مین خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطون مین فتور پڑگیا ہو۔

خلوت صحیحہ زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز جماع سے مانع نہو۔ مانع کی **مثال** کوئی مرض ایسا ہو جسکی وجہ سے جماع ممکن نہو[ع] یا نقصان کرے یا زوجین مین سے کوئی غایت درجہ کم سن ہو یا مثلاً کوئی تیسرا شخص وہان موجود ہو[ع] یا آجانیکا خوف ہو اگرچہ یہ ثالث اُن دونون مین کسی کی لونڈی ہو یا مرد کی دوسری زوجہ ہو اور اگرچہ یہ ثالث نابینا ہو یا سو رہا۔ ہان اگر یہ ثالث کوئی ناسمجھ بچہ ہو یا کوئی بیہوش تو پھر مانع نہ سمجھا جائیگا۔ یا مثلاً جماع کرنے مین کسی کا خوف ہو یا مثلاً شریعت

ع مثلاً عورت کے خاص حصہ مین ہڈی ہو کہ مرد کا خاص حصہ اُسمین نہ داخل ہوسکے یا اسی قسم کا کوئی مرض ہو ۱۲

ع اگر کوئی بے پردہ مقام ہو مثل عام شاہراہ اور میدان کے تو وہ مقام مانع سمجھا جائیگا کیونکہ وہان کسی کے آجانیکا ظن غالب ہے ۱۲

سے بعض فقہا نے لکھدیا ہے کہ لونڈی خواہ زوجین مین سے کسیکی ہو جماع سے مانع نہین ہے لہذا اُسکا موجود ہونا خلوت صحیحہ کے منافی نہ ہوگا مگر یہ خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ اور اُن کے صاحبین بالاتفاق قائل ہین کہ لونڈیکا موجود ہونا خلوت صحیحہ کے منافی ہو امام محمد پہلے اسکے خلاف تھے مگر اخیر مین انھونے رجوع کیا فتاوی قاضیخان اور رد المختار وغیرہ نے ایسا ہی لکھا ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲

کی طرف سے کوئی چیز جماع کو مانع ہو مثل احرام کے اور صوم رمضان کے یا وہ مقام جہان زوجین ہین مسجد ہو۔

شوہر کا عنین یا خصی ہونا خلوت صحیحہ کے منافی نہین اسی طرح مخنث ہونا بھی منافی نہین بشرطیکہ خلوت سے پہلے اُسکا مرد[عه] ہونا ظاہر ہوگیا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

خلوت فاسدہ زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز مانع جماع ان موانع مین سے پائی جائے۔

ف - ہم لفظ جماع کی بجاے خاص استراحت کا لفظ استعمال کرینگے اور بوسہ کی جگہ پر تقبیل اور عورت کے چھو لینے کو لمس اور شہوت کو نفسانی کیفیت لکھین گے۔

نکاح کی ترغیب اور فضیلت

نکاح کی فضیلت بیان کرنیکی چندان حاجت نہین قرآن مجید اور احادیث کو جسنے سرسری نظر سے دیکھا ہے اُسپر نکاح کی فضیلت پوشیدہ نہین ہے اصل یہ ہے کہ جس طرح بعض مذاہب مین نکاح کو ترک کردینا اور لذائذ زندگی سے کنارہ کش ہوجانا عبادت سمجھا جاتا ہے شریعت اسلامیہ نے اسکو کچھ نہین سمجھا صاف صاف سُنا دیا گیا لَا رُهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ اسلام مین تکالیف شاقہ کا برداشت کرنا اور لذائذ سے کنارہ کش ہوجانا عبادت نہین ہے۔ اس اعتدال و میانہ روی کے شرف کا جو شریعت اسلامیہ کو حاصل ہے کوئی صاحب عقل انکار نہین کرسکتا۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا

عه یہ شرط اس سبب سے لگائی گئی کہ اگر اسکا مرد ہونا نہ معلوم ہوا ہوگا تو نکاح ہی صحیح نہ ہوگا اور خلوت صحیحہ بھی نہ ہوگی اس حالت کی کہ نکاح صحیح ہوگیا ہو۔ مخنث اسکو کہتے ہین جسمین عورت اور مرد دونو نکی علامتین موجود ہون اور ایک کا نہ خاص مین کسی علامت کو غلبہ تھا ہو اور کسی زمانہ مین کسیکو

شناسی کی راہین سب کے لیے کھلی ہین - جس طرح ایک فقیر گوشہ نشین اس پاک شریعت پر پورا عمل کر کے خدا کے دوستون مین داخل ہو سکتا ہے اسی طرح ایک دنیادار اہل و عیال والا بھی بے دقت اس شرف کو حاصل کر سکتا ہے - خدا کا تقرب اور اسکی مرضی پر پوری طرح چلنا کسی قوم کسی فرقہ کسی شخص کے ساتھ مخصوص نرہا - اسلام مین یہ بہت بڑا کمال سمجھا گیا ہے کہ مشاغل مین مبتلا ہو کر یاد خدا سے غافل نہ ہو اسکی عبادت مین قصور نہونے پائے -

الغرض انھین مقاصد عظیمہ کے پورا کرنے کے لیے رہبانیت کا دروازہ بند کر دیا گیا اور ہر امر مین میانہ روی کی ترغیب دی گئی - یہی باعث ہے کہ نکاح کرنا بھی ایک فضیلت قرار دیا گیا اور خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو عملی طور پر رائج کیا اور تمام دنیا کو دکھا دیا کہ مشاغل مین رہ کے خدا پرستی اس طرح کرتے ہین - خدا اور اسکی مخلوق دونون کے حقوق اس طرح ادا کیے جاتے ہین - کثرت ازدواج مین ایک مصلحت منجملہ مصالح کثیرہ کے یہ بھی تھی -

نکاح کی فضیلت کے لیے یہ بات کیا کم ہے کہ قرآن مجید مین جابجا اسکا ذکر ہے کہین تعدد ازدواج کی اجازت عطا ہو رہی ہے کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ جو عورتین تمکو اچھی لگین انسے نکاح کر لو دو دو اور تین تین اور چار چار کہین بی بیون کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید ہو رہی ہے کہ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ بی بیون سے اچھی معاشرت کرو - کہین زوجین کے حقوق تعلیم کیے جاتے ہین کہین مہر کے مسائل کہین طلاق کے احکام کہین عدت کے مسائل غرض نکاح کے متعلقات کا ذکر کلام پاک مین بیش از بیش ہے - یہ بات کچھ کم فضیلت کی نہین ہے -

سب سے زیادہ نکاح سے مانع انسان کو تنگدستی اور افلاس ہوتا ہے - لہذا اسکا بہت شدومد سے دفعیہ کیا گیا اور قرآن مجید میں بڑے اہتمام سے اسکے متعلق ایک بشارت نازل ہوئی کہ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ اگر وہ لوگ فقیر ہون گے تو خدا اُنکو اپنے فضل سے (بباعث نکاح کے) مالدار کردیگا - اب اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے کہاں ہین وہ لوگ جو افلاس کے خیال سے اس سنت کو چھوڑے ہوئے ہین کیا یہ بشارت اور یہ سچا وعدہ اُن کے اطمینان کے لیے کافی نہین ہے -

احادیث کو اگر دیکھیے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف پر نظر ڈالی جائے کہ آپنے نکاح کس کثرت اور رغبت کے ساتھ کیے اُسکے بعد آپکے اقوال شریفہ پر غور کیا جائے مین یہان نمونہ کے طور پر دو ایک صحیح حدیثون کا ترجمہ درج کرتا ہون -

(۱) ایک مرتبہ تین شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات سے آپکی عبادات کی کیفیت پوچھنے آئے پھر جب اُنکو آپکی عبادات کی کیفیت بتائی گئی تو اُنھون نے اُسکو کم سمجھا اور کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کیونکر ہو سکتے ہین آپکے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو چکے تھے (اسکے بعد) ان مین سے ایک شخص نے کہا کہ مین ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کرتا ہون دوسرے نے کہا کہ مین بارہ مہینے برابر روزے رکھا کرتا ہون کبھی ترک نہین کرتا تیسرے نے کہا کہ مین عورت کے پاس نہین جاتا اور کبھی نکاح نکرونگا اتنے مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپنے فرمایا کہ تم لوگون نے یہ یہ باتین کہین حالانکہ خدا کی قسم مین تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنیوالا اور سب سے زیادہ خاص اُسی کے لیے پرہیزگاری کرنیوالا ہون مگر مین کبھی روزہ رکھ لیتا ہون کبھی نہین

رکھتا اور (رات کے وقت کچھ دیر) نماز پڑھتا ہون اور کچھ دیر سو رہتا ہون اور عورتون
سے نکاح کرتا ہون پس جو شخص میری سنت سے منھ پھیرے وہ میرا نہین ہی (صحیح بخاری)
اس حدیث کا آخری جملہ سرسری نہین ہے کیا اس سے زیادہ مسلمان کے لئے اور کوئی
تہدید ہو سکتی ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یہ فرمائین کہ تو میرا نہین ہے
شاید یہ حدیث اُن لوگون کو نہین پہونچی جو اپنے زہد و تقوی پر فخر کیا کرتے ہین اور بوجہ اس
سنت کو ترک کیے ہوے ہین اور پھر اسپر نادم نہین ہوتے بلکہ ایک اچھی بات سمجھتے ہین
(۲) علقمہ کہتے ہین مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ مقام منیٰ مین اُنسے
عثمان رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمن مجھے تمسے کچھ کام ہی پس وہ
دونون تنہا رہ گئے عثمان نے کہا کہ ای ابن مسعود کیا تمکو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم
کسی بکر سے تمہارا نکاح کردین کہ جو (عیش و عشرت) تم پہلے کیا کرتے تھے وہ تمکو یاد
دلادے چونکہ عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ انکو ضرورت نہین ہے تو انھون نے (انکار کیا
اور) میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اے علقمہ! چنانچہ مین اُن کے پاس گیا اُسوقت وہ
یہ کہہ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ای جوانون جو شخص تم مین سے نکاح کا مقدور
رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جو نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اُس کے لیے خصی
کرنیکا فائدہ دیگا۔ اور ایک دوسری حدیث مین نکاح کی تعریف مین یہ الفاظ وارد ہوے
ہین کہ وہ نظر کا (نامحرم پر پڑنے سے) باز رکھنے والا اور شرمگاہ کا (فعل حرام سے) حفاظت
کرنے والا ہے (صحیح بخاری)
(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا مین سب چیزون مین اچھی چیز نیک عورت
ہی (صحیح مسلم) المختصر اسی قسم کی بہت سی احادیث ہین جنسے نکاح کی فضیلت نکلتی ہی یہ صحابہ

صحابہ میں بمشکل نہایت تلاش سے چند لوگ ایسے ملین جنھون نے نکاح نہ کیا ہو سو وہ بھی عذر سے خالی نہون گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے اُس شخص کے مثل (بدنصیب عـہ) مینے کسیکو نہین دیکھا جو بعد اس آیہ کریمہ اِن یَّکُونُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ کے (بخیال تنگدستی) نکاح نکرے (مسند امام شافعی)

نکاح ہی ترویج کے لیئے خدا کی طرف سے یہ اہتمام ہوا کہ زنا کی ممانعت کی گئی اُسکے ارتکاب پہ سخت سخت عذابون کی خبر دی گئی دنیا مین بھی اُسکی سزا نہایت سخت عـہ رکھی گئی کہ ایسی سخت سزا سوا قتل انسان کے اور کسی جرم کی معلوم نہین ہوتی اخروی سزا کی بابت جو کچھ احادیث مین وارد ہوا ہی سب سے زیادہ میرے نزدیک یہ ہی کہ بعض احادیث صحیحہ مین آیا ہی کہ زنا کا مرتکب دائرہ ایمان سے خارج ہی اس سے زیادہ زنا کی مذمت اور کیا ہو سکتی ہے (العیاذ باللہ منہ)

الغرض شریعت الٰہیہ کی پوری توجہ نکاح کی طرف مصروف ہی اسکی ترغیب و فضیلت مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا گیا اور جو جو چیزین اسکی مانع ہو سکتی تھین اُنکا کافی انسداد کر دیا گیا اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اسکو زینت و عزت عطا فرمائی۔

انھین وجوہ سے فرقۂ ظاہریہ کے لوگ مثل علامہ داؤد ظاہری وغیرہ کے اس امر کے قائل ہو گئے ہین کہ حالت اعتدال مین نکاح (مثل نماز روزہ کے) فرض عین ہی اور خود حنفیہ مین بعض مشائخ اسکو فرض کفایہ کہتے ہین اور بعض واجب اگرچہ اُنکے قول پر فتویٰ نہین ہی (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

عـہ ایسے شخص کے بدنصیب ہونیکی وجہ ظاہر ہی کیونکہ جب اللہ جلشانہ اس آیت مین وعدہ فرماتا ہی کہ اگر نکاح کرنے والے تنگدست ہونگے تو ہم اُنکو اپنے فضل سے مالدار کر دین گے تو اب نکاح کو بخیال تنگدستی ترک کرنا بدنصیبی نہین تو اور کیا ہی ۱۲

عـہ وہ سزا یہ ہی کہ اگر زنا کرنیوالا محصن نہو تو اُسکے سو درے [illegible] جائین خواہ مرے یا زندہ رہے اور محصن ہو تو نصف جسم اُسکا زمین مین گاڑ کر تمام لوگ اسکو پتھر مارین یہانتک کہ مر جائے اور حکم ہی کہ یہ دونون سزائین عام مجمع مین ہون ۱۲

نکاح کے احکام

فرض ہی - اگر خاص استراحت کی خواہش اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نکرنے کی صورت مین زنا مین مبتلا ہوجانیکا یقین ہو اور مہر پر اور زوجہ کے نفقہ پر بھی قدرت حاصل ہو اور یہ خیال نہو کہ بی بی کے ساتھ معاشرت عمدہ^ع^ طور پر نکرسکیگا بلکہ اُسپر ظلم کریگا اور بدمزاجی اور کج خلقی کا برتاؤ اُسکے ساتھ کریگا -

واجب ہی اگر خاص استراحت کی خواہش غالب ہو مگر نہ اُس درجہ کہ زنا مین مبتلا ہوجانیکا یقین ہو اور مہر اور نفقہ پر قادر ہو اور بی بی پر ظلم کرنیکا خوف نہو -

سنت موکدہ ہی اگر اعتدال کی حالت ہو یعنی خاص استراحت کی خواہش نہ بہت غالب ہو نہ بالکل مفقود (بحر الرائق وغیرہ)

ف مستحب^ع^ ہی اگر مہر و نفقہ کے لئے روپیہ پاس موجود نہو تو قرض لے لے بشرطیکہ سودی قرض نہ ہو اور اُسکے ادا کرنے پر قادر ہو سکے گو بالفعل قدرت نہو (درالمختار وغیرہ)

مکروہ تحریمی ہے - اگر بی بی پر ظلم کا خوف ہو -

حرام ہی - اگر ظلم کا یقین ہو -

اگر خاص استراحت کی خواہش کا کمال درجہ غلبہ ہو کہ زنا مین مبتلا ہوجانیکا خوف ہو مگر اُسکے ساتھ ہی بی بی پر ظلم کرنیکا بھی خوف ہو تو اس صورت مین بھی نکاح حرام^ع^ یا مکروہ تحریمی رہیگا (بحر الرائق وغیرہ)

عــہ بعض لوگون کا مزاج ایسا تند ہوتا ہی کہ اُنکو غصہ مین اپنی طبیعت پر بالکل قابو نہین رہتا اور ذرا سی بات مین غصہ آجاتا ہی ایسے لوگ کبھی یقین نہین کرسکتے کہ ہم کسی سے دائمی تعلق پیدا کرکے اُسکے ساتھ حسن معاشرت قائم رکھ سکینگے ۱۲ عــہ بعض علمائے جو ایسی حالت مین نکاح کو مستحب لکھا ہی اُنکی مراد مستحب سے سنت موکدہ ہی (فتح القدیر) ۱۲ عــہ اسکی وجہ یہ ہی کہ نکاح نکرنے مین حق اللہ کے تلف ہونیکا خیال ہی اور نکاح کرنے مین حق العبد کے تلف ہونیکا اور کلیہ قاعدہ ہے کہ حق العبد کا خیال زیادہ کیا جاتا ہی ۱۲

نکاح کا مسنون و مستحب طریقہ

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خواہ مرد ہو یا عورت تو قبل اسکے کہ نکاح کا پیغام دیا جائے ایک دوسرے کے حالات کی اور اُسکے عادات واطوار کی خوب جستجو کرلین تاکہ پھر پیچھے سے کوئی امر خلاف طبع معلوم ہو کر ناموافقت کا سبب نہو جائے۔

مرد کو عورت مین یہ باتین دیکھنی چاہیین دینداری حسب ع نسب اور حسن وجمال و نیک مزاجی خوش خلقی مین اپنے سے زیادہ مال ودولت۔ زور قوت۔ قدوقامت عمر مین اپنے سے ع کم۔ اگر کئی عورتین ان اوصاف کی ہون تو اُنمین سے اُسکو ترجیح دے جو کم مہر پر راضی ہوجائے جو عورت دیندار ہو مگر شکل وصورت مین اچھی نہو وہ ایسی عورت سے بہتر ہی جو شکل صورت مین تو اچھی ہو مگر دیندار نہو۔ بانجھ ع عورت سے نکاح کا قصد نکرے کیونکہ حدیث مین آیا ہے بدصورت جو بانجھ نہ ہو خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے۔

مرد کیلیے یہ امر بھی مسنون ہی کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اُسکو خود دیکھ ع لے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مین اگر اسکو پیغام دونگا تو منظور ہو جائیگا (شامی جلد ۲ صفحہ ۲۸۴)

عورت کے ولی نہ ہو تو خود عورت کو مرد مین یہ باتین دیکھنی چاہیین۔ مرد کفو ہو عمر مین بہت زیادہ نہو جو مرد مال ودولت نسب وغیرہ مین کفو نہو مگر دینداری مین کفو ہو تو وہ بہتر ہے بہ نسبت اُس مرد کے جو اور سب باتون مین کفو ہو مگر دیندار نہو۔

ع؎ حسب کے معنی فضل وکمال عزت ووقار ایک شخص سید ہو مگر برے کام کرتا ہو کہ لوگون کی نظر مین ذلیل ہو تو صاحب نسب تو ہو مگر صاحب حسب نہین ہی ۱۲ ع؎ ان باتون مین کم ہونیکا فائدہ یہ ہی کہ وہ اپنے شوہر کو حقیر نہ سمجھے گی اور اگر ان باتون مین شوہر کے برابر یا زیادہ ہوگی تو اسکو حقیر سمجھے گی سبب سے طور پر اطاعت نہ کرے گی ۱۲ ع؎ بانجھ ہونیکا علم اس طور پر ہوسکتا ہی کہ پہلے اسکی شادی ہوچکی ہو اور باوجودیکہ شوہر کے ساتھ بہت دنون تک یکجائی رہی ہو مگر کوئی بچہ نہ ہوا ہو ۱۲ ع؎ خود دیکھنا اُسوقت مسنون ہی کہ جب اور کوئی صورت اسکے حالات دریافت کرنیکی ممکن نہ ہو ۱۲۔

جہان خوب تفتیش و تحقیق سے تمام امور موافق مزاج معلوم ہون وہان مرد کیطرف سے عورت کے ولی کو یا خود عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جائے اُسکو ہمارے عرف مین نسبت در منگنی کہتے ہین مستحب ہے کہ پیغام نکاح بھیجنے سے پہلے دولہا کا ولی یا جو شخص پیغام نکاح کا بھیجا چاہے نماز استخارہ مسنون طریقہ سے پڑھ لے بعد اُسکے پیغام بھیجے اسیطرح دولہن کے ولی کو یا خود دولہن کو بھی مستحب ہی کہ پہلے نماز استخارہ پڑھ لے بعد اسکے پیغام کی منظوری کا اظہار کرے۔

پیغام نکاح کے منظور ہوجانیکے بعد کوئی دن عقد نکاح کے لیے بتراضی طرفین مقرر کرلیا جائے مستحب ہی کہ جمعہ کا دن ہو۔ تاریخ اور مہینے مین اختیار ہے جاہے جو تاریخ جس مہینہ کی مقرر کی جائے کیونکہ کوئی مہینہ کوئی دن کوئی تاریخ شریعت مین منحوس نہین عہ سمجھی جاتی نہ شریعت نے کسی دن کسی تاریخ کی نکاح کے لیے تخصیص کی ہے۔

عورت اگر عدت مین ہو تو عدت ختم ہوجانے کے بعد نکاح کا پیغام بھیجنا چاہیئے۔

جس عورت کے پاس ایک شخص نکاح کا پیغام بھیج چکا ہو تو جب تک اسکا سلسلہ قطع نہو جائے دوسرے شخص کو اُسکے پاس پیغام بھیجنا مکروہ عہ تحریمی ہے۔

مستحب ہے کہ نکاح کی مجلس علانیہ طور پر منعقد کی جائے اور اُسمین طرفین کے احباب واعزہ اور نیز بعض ابرار و اخیار بھی شریک کیے جائین (احیاء العلوم)

مستحب ہے کہ عقد نکاح مسجد کے اندر کیا جائے۔

عہ دن تاریخ کا منحوس سمجھنا مجوسیون کی تقلید ہی جسکی سخت ممانعت ہماری شریعت مین ہی۔ اسلام نے جہان اور امور مین توحید کی بنیاد ڈالی ہی وہان یہ بھی تعلیم دی ہی کہ سوا ایک خدائے واحد کے کیسکو ضرر پہونچانے والا اور نفع دینے والا نہ سمجھو سب کی کنجی اُسی کے ہاتھ مین ہے جسکو وہ نفع پہونچاتا ہی۔ کوئی تاریخ یا دن اُسے روک نہین سکتا اسیطرح اسکی مضرت کو بھی کوئی دفع نہین کرسکتا۔ مسلمانون مین دن تاریخ کے سعد و نحس ہونیکا خیال ہندؤن کے اختلاط سے پیدا ہوگیا ہی اسکو ترک کرنا چاہیئے ۱۲ عہ حدیث مین اسکی بہت ممانعت آئی ہی اس حرکت سے دو مسلمانون مین رنجش پیدا ہوجانیکا اندیشہ ہی ۱۲

مستحب ہے کہ اگر مجلس مین غیر لوگ بھی ہون تو دلہن شریک مجلس نہ کی جاے بلکہ اُسکا کوئی ولی
جو پرہیزگار ہو اور طریقہ نکاح کا موافق سنت کے جانتا ہو اُسکی طرف سے شریک مجلس ہو اور اگر دلہن
کا کوئی ولی نہ ہو اور وہ خود بالغہ ہو تو کوئی وکیل اُسکا شریک ہو ان سب امر کے طے ہو جانیکے بعد مسنون
ہی کہ ایک خطبہ پڑھا جاے جسمین حمد و نعت ہو اور توحید و رسالت کی شہادت ہو اور خدا سے
ڈرنے اور اُسکے احکام پر عمل کرنیکی اور عہد و اقرار پر قائم رہنے کی ترغیب ہو نکاح بھی ایک
معاہدہ ہی وہ بھی اس عہد و اقرار کے ضمن مین آجائیگا اور زیادہ مناسب ہے کہ یہ خاص خطبہ پڑھا جاے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُ بِہٖ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ
نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ
بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ
یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ط علامہ طحطاوی نے

ع ترجمہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہی ہم اُسکی تعریف کرتے ہین اور اس سے پناہ مانگتے ہین اور اُس سے معافی
چاہتے ہین اور ہم اپنے نفسون اور بُرے اعمال کی آفتون سے اللہ کی پناہ مانگتے ہین (اور یہ جانتے ہین کہ) جسکو اللہ
ہدایت کرے اُسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہین اور جسکو وہ گمراہ کرے اسکا کوئی ہدایت کرنیوالا نہین اور مین اس بات کی شہادت دیتا ہون
کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین وہ ایک ہی کوئی اسکا شریک نہین اور مین (یہ بھی) شہادت دیتا ہون کہ محمد اُس کے بندہ
اور اُسکے پیغمبر ہین اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جسنے تمکو ایک شخص (یعنی آدم) سے پیدا کیا اور اُس سے اُسکی بی بی کو
نکالا اور اُن دونون سے بہت مرد اور عورتین (دنیا مین) پھیلا دین اور اُس اللہ سے ڈرو جسکے واسطے تم باہم سوال
کرتے ہو اور قرابتون (کے حق تلفی) سے (بچو) بیشک اللہ تمپر نگہبان ہی - اے مسلمانون اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنا
چاہیے اور نہ مرو مگر بحالت اسلام - اے مسلمانون اللہ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تاکہ اللہ تمھارے اعمال کی اصلاح کرے
اور تمھارے گناہون کو بخشدے اور (یاد رکھو کہ) جسنے اللہ اور اسکے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہونچا ۱۲

حصن حصین سے نقل کیا ہے کہ یہ وہی خطبہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے
مشکوۃ مین یہ خطبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے۔

یا یہ خطبہ پڑھا جاوے جو حسب نقل مواہب لدنیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نکاح کیوقت پڑھا تھا وہ خطبہ یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِہٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِہٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِہٖ الْمَرْھُوْبِ مِنْ عَذَابِہٖ وَسَطْوَتِہٖ النَّافِذِ اَمْرُہٗ فِیْ سَمَائِہٖ وَاَرْضِہٖ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِہٖ وَمَیَّزَھُمْ بِاَحْکَامِہٖ وَاَعَزَّھُمْ بِدِیْنِہٖ وَاَکْرَمَھُمْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُہٗ جَعَلَ الْمُصَاھَرَۃَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرِضًا اَوْشَجَ بِہِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا وَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا فَاَمْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَجْرِیْ اِلٰی قَضَائِہٖ وَقَضَاؤُہٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِہٖ وَلِکُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ ۞ نکاح کا خطبہ خود تو مسنون ہے مگر اسکا سننا حاضرین پر واجب ہے اور کچھ تخصیص خطبہ نکاح کی نہین بلکہ تمام خطبون کا یہی حال ہے خواہ فی نفسہ مسنون ہون یا واجب مگر انکا اول سے اخیر تک سننا حاضرین پر بہر حال واجب ہے طحطاوی شرح مراقی الفلاح صـــ ۲۱

عه ترجمہ ہر طرح کی تعریف اللہ کو سزاوار ہے جو اپنی نعمت کے سبب سے سب کا محمود ہے اپنی قدرت کی وجہ سے سب کا معبود ہے اپنے غلبہ کی وجہ سے سب کا مطاع ہے اسکے عذاب اور قہر سے لوگ ڈرتے ہین اسکا حکم اسکے آسمان اور اسکی زمین مین جاری ہے اُسنے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے احکام سے انکو امتیاز دیا اور اپنے دین سے انکو عزت دی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو مشرف کیا بیشک اللہ بڑا بزرگ ہے نام اسکا اور برتر ہے عظمت اسکی) رشتہ نکاح کو ایک امر شدنی اور ضروری کام قرار دیا ہے اسی سے قرابتون کو زینت دی ہے اور لوگون پر لازم کر دیا ہے چنانچہ اسی لیے کہا ہے وہ (ہر کہنے والے سے بزرگ ہے) کہ اُسنے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اُسکے لیے نسب اور سسرال بنائی اور تمہارا پروردگار قدرت والا ہے پس اللہ تعالی کا حکم اُسکی قضا کی طرف جاری ہے اور اُسکی قضا اُسکی قدر کی طرف جاری ہے اور ہر قضا کا ایک اندازہ ہے اور ہر اندازہ کی ایک میعاد ہے اور ہر میعاد کے لیے ایک نوشتہ ہے اللہ تعالی جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اُسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) ہے ۱۲

مسنون ہے کہ خطبہ نکاح کا وہ شخص پڑھے جو دلہن کا ولی ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کے نکاح کیوقت خودہی خطبہ پڑھا تھا جیساکہ مواہب لدنیہ وغیرہ مین کورہے ہان اگر کوئی جاہل شخص ولی ہو یعنی خطبہ نہ پڑھ سکتا ہو تو پھر اور کسی شخص سے خطبہ پڑھوائے جب خطبہ تمام ہو جائے تو عورت کا ولی دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کو گواہ بنا کر دولھا سے یا اُسکے ولی سے مخاطب ہو کر کہے کہ مین نے فلان عورت کا جسکا نام یہ ہی تمھارے ساتھ یا تم جسکے ولی ہو اُسکے ساتھ اسقدر مہر کے عوض مین نکاح کردیا۔ دولہا یا اُسکا ولی اُسکے جواب مین کہے کہ مین نے منظور کر لیا اسی باہمی گفتگو کا نام ایجاب وقبول ہے۔ جب گفتگو ہو چکی تو نکاح ہو گیا۔ عورت کا ولی اگر خود اتنا سلیقہ نرکھتا ہو کہ ایجاب وقبول کرائے تو کسی دوسرے شخص کو اپنی طرف سے وکیل کردے وہ وکیل نکاح کردے یعنی ایجاب وقبول کرادے مگر اس صورت مین یہ شرط ہی کہ ایجاب وقبول کیوقت ولی خود بھی موجود رہے یا دلہن بالغ تو اس وکیل کو بلا واسطہ دلہن سے اجازت وکالت کی دلادے گواہون کو اور دولہا یا اُس کے ولی کو دلہن کا نام اور اُس کے باپ کا نام بتادے محلہ اور پیشہ وغیرہ کی ضرورت ہو تو یہ بھی بتادے تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہجائے اور وہ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لین کہ فلان عورت کا نکاح ہی۔

مستحب ہی کہ پرہیزگار آدمی گواہ بنائے جائین نہ فاسق۔

نکاح کیوقت جو ہمارے ملک ہندوستان کے اکثر مقامات مین دستور ہے کہ نکاح پڑھانیوالے دولہا سے تجدید ایمان کے کلمات پڑھواتے ہین یعنی اُس سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آمنت باللہ وغیرہ کہلاتے ہین یہ مسنون ہی نہ مستحب۔ غالبًا اسکی مصلحت یہ ہوگی کہ بعض اوقات لاعلمی کیوجہ سے

عہ اسکی وجہ یہ ہی کہ اس صورت مین ولی نکاح کا وکیل ہی اور نکاح کے وکیل کو یہ بات جائز نہین ہے کہ اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل کردے اور اگر کردیگا تو اس دوسرے وکیل کا نکاح کرنا اُسیوقت جائز سمجھا جائیگا جب پہلے وکیل کے سامنے کرے یہ جزیہ فتاوی قاضیخان مین صاف صاف مذکور ہے مگر اکثر لوگ ناواقفی سے اسکا خیال نہین رکھتے ١٢

عہ فاسق کی گواہی نکاح کے معاملہ مین امام شافعی کے نزدیک درست نہین اور یہ کلیہ قاعدہ ہی کہ دوسرے مذہب کی رعایت مستحب ہے بشرطیکہ اپنے مذہب کا کوئی مکروہ نہ لازم آتا ہو ١٢

آدمی کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہین جنسے مرتد ہوجانیکا اندیشہ ہوتا ہے اور چونکہ وہ ناواقف ہی توبہ بھی نہین کرتا ایسے وقت مین نکاح کی صحت مین تردد ہوگا کیونکہ مرتد کا نکاح مسلمان کیساتھ نہین ہوتا لیکن یہ مصلحت ہی تو دُلہن سے بھی تجدید ایمان کرانی چاہیئے مگر پھر بھی اس دستور کو ایسا لازم سمجھ لینا کہ ہر شخص کے ساتھ اسکا عملدرآمد کیا جاے خواہ وہ ذی علم بھی ہو اور محتاط بھی ہو محض نادانی ہے اور اگر اسکو مسنون یا مستحب سمجھ لیا جائے تو بدعت ہو جائیگا۔

مہر جہانتک ممکن ہو کم باندھا جائے اور مقدور سے زیادہ ہرگز ہونے پائے۔ زیادہ مہر باندھنے مین کوئی خوبی نہین ہی بلکہ نہایت مناسب ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات یا بنات طیبات کے مہرون مین سے کسی مہر کو اختیار کرے انشاء اللہ تعالیٰ باعث برکت ہوگا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ مہر کے بیان مین ایک نقشہ بنائینگے جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج و بنات کے مہر انگریزی روپیہ مروجہ ہند کے حساب سے تحقیق کرکے لکھدینگے نکاح ہو جانے کے بعد چھوہارے کا ایک طبق لٹا دینا مستحب ہی۔

نکاح ہو جانے کے بعد اعزہ اور احباب زوجین کو یا اُنکے اولیا کو مبارکباد دین اسطرح کہ اللہ تجکو یہ نکاح مبارک کرے اور تم دونون مین موافقت اور بھلائی کے ساتھ یکجائی رکھے یہ مبارکبادی مستحب ہی (وصول الامانی باصول التہانی)

نکاح ہو جانیکے بعد بغرض اعلان دَف کا بجا دینا بشرطیکہ اسمین جھانجھ نہو جائز ہے۔[عسہ]

دلہن کا آراستہ کرکے رخصت کرنا مستحب ہی۔

عسہ یہ کتاب نہایت نفیس ہی۔ علامہ سیوطی کی تصنیف ہی اسمین تمام اُن باتون کا ذکر ہی جن پر مبارکباد دینا مسنون ہے ۱۲

عسہ بعض غیر محققین کا خیال ہی کہ نکاح مین دف بجانا مستحب ہی، یہ صحیح نہین حنفیہ کے نزدیک غنا اور مزامیر دونون مطلقاً مکروہ تحریمی ہین یہی صحیح ہی۔ اس مسئلہ کی تحقیق مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہی جسکا نام رفع النزاع عما یتعلق بالسماع ہی ۱۲

شب زفاف یعنی اُس رات کے بعد جسمین زوجین کی یکجائی ہو شوہر کو چاہیئے کہ اپنے اعزہ واحباب وغیرہ کی حسب استطاعت دعوت کرے یہ دعوت ولیمہ کے نام سے مشہور ہے یہ سنت موکدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسپر برابر التزام رہا اور اپنے صحابہ کو بھی تاکید فرماتے رہے۔

رسوم

جسقدر امور نکاح کے وقت مسنون و مستحب ہین وہ صرف اسیقدر ہین جو بیان ہوچکے مبارک ہین وہ نکاح کی مجلسین جنمین صرف انھین امور پر اکتفا کی جائے با برکت ہین وہ نکاح جسکے انعقاد کے وقت سوا طریقہ مسنونہ کے اور کوئی رسم نہ ہونے پائے۔
مین بہت افسوس کرتا ہون کہ ہندوستان مین نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ ہندؤون کی ناپاک رسمون اور انکی رواج سے محفوظ نہین رہا یقیناً اُن رسمون نے اسلام کے صاف اور بے تکلف معاملات کے چمکتے ہوے چہرون پر ایک نہایت کثیف پردہ ڈالدیا ہے اب اگر کوئی ان معاملات کی اصلی صورت دیکھنا چاہے جو قرن اول مین تھی تو شاید اسکو محرومی کے سوا کچھ بھی نصیب نہو افسوس انا للہ وانا الیہ راجعون۔
سچے مسلمانون کو چاہیئے کہ وہ کبھی اس بات کو گوارا نکرین کہ اُن کے عبادات یا معاملات مین غیر قومون کی اختراعی رسوم مختلط ہوجاین۔ وہ کیسے مسلمان ہین جو اپنے برگزیدہ نبی کے طریقون کو چھوڑ کر غیرون کی رسمون سے اپنا دل خوش کرتے ہین حالانکہ خدا ے تعالی جانتا ہے آج تک دنیا کی بڑی سے بڑی مہذب اور تعلیم یافتہ قومین اسلام کے حکیمانہ اور بے تکلف اصول وفروع سے سبق لے رہی ہین۔
شادی اور بیاہ مین جسقدر رسمین رائج ہین ہم اُن سب کا احاطہ نہین کرسکتے

ایک کلیہ قاعدہ لکھے دیتے ہین کہ جو رسوم فی نفسہ جائز ہون جیسے دلہن کا مانجھے[ع] مین بٹھانا دولھا کو بطور سلامی کے کچھ دینا وغیرہ ایسی رسمون کو اگر کرلیا جاے تو کچھ ہرج نہین مگر اپنیر بھی ایسا التزام کرنا جس سے لوگون کو ان رسوم کے مسنون یا مستحب یا شرط نکاح ہونیکا شبہہ ہونا جائز ہے اور جو رسوم فی نفسہ ناجائز ہین (جیسے ناچ گانا آتشبازی وغیرہ کا چھوڑنا زائد از حاجت روشنی کرنا نامحرمون کا سامنے آنا غیر عورتون سے ہنسی[ع] مذاق وغیرہ وغیرہ) انکا کرنا کسی حالت سے جائز نہین۔

پس اگر تمام رسوم کو نہ چھوڑ سکے تو ان رسمون کو ضرور چھوڑ دے جو فی نفسہ ناجائز ہین ہمارے یہان ہر مقام پر کوئی نہ کوئی شخص نکاح پڑھانے والا مقرر ہوتا ہے اسکو قاضی کہتے ہین۔ عام لوگون کا خیال ہے کہ اگر اسکے سوا دوسرا شخص نکاح پڑھا دے یا زوجین خود ایجاب و قبول کرلین تو نکاح نہ ہوگا یہ محض جہل ہے بلکہ مسنون یہی ہے کہ دلہن کا ولی خود ہی خطبہ پڑھے خود ہی نکاح پڑھائے۔ ہان یہ قاضی اُن لوگون کے مفید مطلب ہین جو جاہل ہون نکاح کا طریقہ نہ جانتے ہون جیسے دیہاتی گنوار۔

نکاح کا طریقہ اور اُسکے سنن و مستحبات بیان ہوچکے اب ہم نکاح کے شرائط لکھتے ہین اور انھین کے ضمن مین انشاء اللہ تعالیٰ نکاح کے تمام مسائل بہت خوش اسلوبی سے آجائینگے۔

ع ہندوستان کے اکثر مقامات مین دستور ہے کہ لڑکی کو نکاح کی تاریخ سے کچھ دن پہلے مکان کے گوشہ مین بٹھا دیتے ہین پھر وہ نہ کسی بڑے کے سامنے بولتی ہے نہ چلتی ہے نہ کھاتی پیتی ہے اسی کو مانجھے مین بٹھانا کہتے ہین ۱۲

ع غیر عورتون سے ہنسی مذاق کا ہمارے ملک مین ایسا رواج ہے کہ اب عوام الناس اس کو جائز سمجھتے ہین بھاوج سے اور سالی سے تو مذاق کا رشتہ ہی خیال کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بالکل ناجائز ہے سوا کسی اور عورت سے مذاقاً ایک لفظ بھی کہنا جائز نہین احادیث مین صاف ... ہے ۱۲

اجنبی منکوحہ

نکاح کے ارکانؑ اور اُسکے صحیح ہونیکی شرطین

نکاح کا ایک رکن ہی ایجاب و قبول - اسی ایجاب و قبول کے مجموعہ کا نام نکاح ہی -
صرف ایک بار ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے تین مرتبہ اسکی تکرار کرنا جیسا کہ مروج ہی بالکل
بے ضرورت ہی اور اسکے صحیح ہونیکی شرطین سات ہین جو ذیل مین مذکور ہوتی ہین -

(۱) دو گواہ - اگر ایک بھی گواہ نہ ہو یا صرف ایک ہو تو نکاح نہو گا -

(۲) عورت کا محرمات مین سے نہونا -

(۳) نابالغ اور مجنون اور غلام کیلیے اُنکے اولیا کی اجازت - نابالغ کیلئے اُسکے ولی کی اجازت شرط نفاذ ہی -

(۴) عورت کیلیے اگر وہ غیر کفو سے نکاح کرنا چاہے تو ولی کی رضامندی عورت بالغ ہو یا نابالغہ
ہر حال مین غیر کفو سے نکاح کرنے کیلیے ولی کی رضامندی شرط ہی ولی راضی نہوگا تو نکاح صحیحؑ نہو گا -

(۵) عاقل بالغ ہونا اگر کوئی شخص اپنا نکاح خود کرے تو خود اُسی کا عاقل ہونا اور اگر اُسکا ولی اسکا
نکاح کرتا ہو تو ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے - وکیل کا بالغ ہونا شرط نہین ہان عاقل
ہونا اُسکا بھی شرط ہی لہذا اگر سمجھدار بچہ وکیل بنا دیا جاے تو درست ہی (بحر الرائق)

(۶) مہر کے نہ دینے کی نیت نہونا اگر یہ نیت ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائیگا گو عورت راضی بھی
ہو جاے تو نکاح صحیح نہو گا -

عـه ارکان جمع رُکن کی ہی رُکن اور شرط مین فرق یہ ہی کہ رکن ہر چیز کا اُسکی ذات مین داخل ہوتا ہے یعنی اُسکا جز ہوتا ہی بخلاف شرط کے کہ وہ اپنے مشروط کی ذات سے خارج ہوا کرتی ہی مثلاً قیام رکوع سجود تو نماز کے رُکن ہین یعنی نماز اُن سے مرکب ہے اور یہ نماز کے جز ہین اور طہارت نماز کی شرط ہی نماز اُس سے مرکب نہین نہ وہ نماز کی جز ہے ۱۲

عـه یہ قول بواسطہ حسن بن زیاد کے امام ابو حنیفہ سے منقول ہے اور اس زمانہ مین اسی پر فتوی ہی (درالمختار - ردالمحتار - فتح القدیر) اسکے مقابل مین امام محمد نے اپنی کتابون مین امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہی کہ ایسی حالت مین بھی بالغہ عورت کا نکاح جائز ہے گو ولی کی اجازت و رضامندی نہو ۱۲

(۷) نکاح کو کسی مدت کے ساتھ مقید نکرنا۔ جو نکاح کسی مدت کے ساتھ مقید ہو خواہ وہ مدت تھوڑی ہو مثلاً یون کہا جائے کہ دو برس کے لیے نکاح کرتا ہون یا مدت زیادہ ہو مثلاً یون کہے کہ دو سو برس کے لیے نکاح کرتا ہون یا مدت بالکل مجہول ہو مثلاً یون کہے کہ جسوقت تک فلان شخص زندہ ہے اسوقت تک کے لیے نکاح کرتا ہون بہرحال یہ نکاح صحیح نہوگا اس نکاح کو **متعہ** کہتے ہین۔

عہ کسی جہاد مین تجرد کی وجہ سے صحابہ سخت پریشان ہوگئے تھے یہان تک کہ بعض لوگون نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی کرانیکی اجازت طلب کی اُسوقت حضرت نے اُن کو متعہ کرنیکی اجازت دیدی تھی ضرورت رفع ہوجانے کے بعد آپ نے پھر اُسکو حرام کردیا۔ بہت سی صحیح احادیث کتب صحاح ستہ وغیرہ مین متعدد صحابہ سے مروی ہین جو متعہ کی حرمت پر دلیل قطعی ہین رہ گئی یہ بات کہ وہ کونسا جہاد تھا جس مین متعہ کی اجازت دی گئی تھی روایات آئین مختلف ہین بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ خیبر مین اسکی اجازت دی گئی تھی پھر حرام کردیا گیا بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ مین۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ اوطاس مین تحقیق یہ ہے کہ متعہ کی تحلیل و تحریم کئی بار ہوئی پہلے جنگ خیبر مین جو سنہ ہجری کا واقعہ ہے پھر فتح مکہ مین جو سنہ ہجری کا واقعہ ہے پھر جنگ اوطاس مین کہ وہ بھی سنہ ہجری کا واقعہ ہے اور اس جنگ اوطاس مین تین دن کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام کردیا گیا۔ علامہ شامی نے ردالمحتار مین ابن ہمام سے جو نقل کیا ہے کہ متعہ کی حرمت حجۃ الوداع مین ہوئی یہ صحیح نہین ہے۔ جنگ اوطاس مین اسکی حرمت ہمیشہ کے لیے ہوچکی تھی جیسا کہ احادیث کے تتبع سے ظاہر ہے۔ ابو داؤد کی ایک حدیث مین حجۃ الوداع کا ذکر ہے۔ مگر اُسمین صرف اسی قدر ہے کہ متعہ کی حرمت حجۃ الوداع مین ہوئی یہ راوی کی غلط فہمی ہے حجۃ الوداع مین تحریم جدید نہین ہوئی بلکہ اُسی حرمت سابقہ واقعہ جنگ اوطاس کا اعلان حجۃ الوداع مین کیا گیا تھا اس مین مصلحت یہ تھی کہ حجۃ الوداع مین مسلمان کا مجمع بہت تھا لہذا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منظور ہوا کہ متعہ کی حرمت سے تمام مسلمان واقف ہوجائین۔ راوی کو پہلے سے متعہ کی حرمت کا علم نہوگا وہ یہ سمجھا کہ اُسکی حرمت اب ہوئی ہے اس قسم کی غلطی بشر سے اکثر ہوجاتی ہے کوئی عیب نہین ہے۔

صاحب ہدایہ نے جو امام مالک کی طرف جواز متعہ کی نسبت کی ہے اسپر تمام فقہا نے ان کی سخت گرفت کی ہے ہدایہ کے بعد فقہ کی جتنی بڑی بڑی کتابین تالیف ہوئین تقریباً سب مین ہدایہ کی اس غلطی کا بیان کرنا لازم سمجھ لیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ غلطی نہیں سخت ہوئی مگر بشریت۔ تمام اہل اسلام کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے کیا صحابہ کیا تابعین کیا فقہا کیا محدثین صحابہ مین صرف ابن عباس پہلے بحالت اضطرار متعہ کو جائز سمجھتے تھے مگر جب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸

حضرت علی مرتضی نے اسیران کو سخت تہدید کی اور متعہ کی حرمت قطعی ابدی سے انکو واقف کیا تو انھون نے اپنے قول سے رجوع کیا ابن عباس کا رجوع کرنا حدیث و فقہ کی کتابون مین مذکور ہے -

شیعون کا یہ کہنا کہ متعہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرام کیا ہے محض غلط ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حرام کرنیکا کیا اختیار تھا ہان انھون نے جس طرح اور اسلامی احکام کی تبلیغ مین ایک بڑا حصہ لیا ہے قرآن مجید کی جمع و ترتیب حدیث و فقہ کی تعلیم کی اشاعت انھین نے دی اور بھی بہت سے جزئی مسائل مین انھون نے بڑی بڑی کوششین کین اسی طرح متعہ کی حرمت کے اعلان مین بھی انھون نے کوشش کی انکا آخری اعلان یہ تھا کہ اگر مینے سُنا کہ کسی نے متعہ کیا ہے تو مین اسکو زنا کی سزا دونگا - بعض لوگ جو متعہ کی حرمت سے اسوقت تک واقف نہ تھے وہ اب واقف ہوگئے الغرض انھون نے صرف اتنا ہی کام کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک حکم کی تبلیغ کردی اور ایسی کوشش کی کہ متعہ کی حرمت کی صدا ہر کان مین گونج گئی - افسوس وہ نبی کے منادی کی آواز جو پہاڑون اور جنگلون اور دریاؤن مین ابتک گونج رہی ہے شیعون کے کان تک نہین پہونچی لھم اذان لا یسمعون بھا[ع] یا پہونچی اور ٹھیک پہونچی مگر جس طرح انھون نے خدا و رسول کے اور احکام کو سُنا اَن سُنا کردیا اور سمعنا و عصینا[ع] کے مصداق ہوئے اس حکم مین بھی انھون نے ایسا ہی کیا - مسلمانون مین ان کے سوا کوئی متعہ کی حرمت کا منکر نہین ہے متعہ کی حلت پر انکا اصرار حد سے گذر گیا ہے متعہ کو نہ صرف وہ جائز ہی کہتے ہین بلکہ اسمین وہ وہ فضائل بیان کرتے ہین جو شاید کسی بڑی عبادت مین بھی نہ ہون گے مینے شیعون کی کتابون مین دیکھی ہین خدا کی شان ہے کہ انھین کے صحیح احادیث مین ائمہ سے متعہ کی حرمت منقول ہی جسکا جواب ان کے پاس سوا اسکے کچھ نہین ہے کہ یہ حکم ائمہ نے بطور تقیہ کے دیا ہے یعنی کسی مصلحت سے جھوٹا مسئلہ بیان کردیا ہے -

عجیب لطف ہی کہ بعض شیعون کو یہ آرزو ہوئی کہ اہل سنت کی کتابون سے متعہ کی حلت ثابت کرین مگر سوا اسکے کہ ملال اور دازروے محال بد اور کچھ نتیجہ نہ ہوا - چونکہ یہ مقام اس قسم کے مضامین کے مناسب نہین ہے اس لیے ہم زیادہ لکھنا نہین چاہتے الغرض علم صرف اسی قدر کافی ہے جو ہمنے لکھدیا ۱۲

واضح رہے کہ قرآن مجید کی آیتین بھی اسکی حرمت کو صاف صاف بیان کررہی ہین قولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ اور مذکورہ بالا عورتون کے علاوہ اور عورتون سے نکاح تمھارے لیے جائز کردیا گیا بشرطیکہ تم اپنے مال (یعنی مہر) کے بدلہ مین (انسے نکاح کرنا) چاہو قید مین رکھنے کے لیے نہ شہوت پرستی کے ارادہ سے - اس آیت سے متعہ کی حرمت ظاہر ہی کیونکہ متعہ سے قید مین لانا مقصود نہین ہوتا بلکہ شہوت پرستی ۱۲

ع ترجمہ اُن کے کان ایسے ہین کہ وہ انسے (حق بات) نہین سنتے ۱۲ ع ترجمہ ہمنے سُنا اور نہ مانا ۱۲

شرائط کی تعداد معلوم ہوچکی اب ہم ہر شرط کے تفصیلی احکام و مسائل بیان کرتے ہین۔

ایجاب وقبول

ایجاب وقبول کے صحیح ہونے کے لیے **نو** باتین ضروری ہین۔

(۱) ایجاب وقبول دونون یا دونون مین سے ایک ماضی کے لفظ سے ادا کیے جائین یعنے ایسا لفظ ہو جس سے یہ بات سمجھی جائے کہ نکاح ہوچکا دونون کے ماضی ہونیکی مثال عاقدین مین سے کوئی یہ کہے کہ مین نے اپنا یا اپنے موکل کا یا اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کردیا۔ دوسرا کہے کہ مین نے منظور کیا یا اور کوئی لفظ اسی کے ہم معنی دونون مین سے ایک کے ماضی ہونیکی مثال (۱) ایک کہے کہ تو اپنا نکاح میرے ساتھ کرلے دوسرا کہے کہ مینے کرلیا (۲) ایک کہے کہ مین تیرے ساتھ اپنا نکاح کرتا ہون دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا ان دونون مثالون مین صرف قبول کی عبارت ماضی ہی (۳) ایک کہے کہ مینے تیرے ساتھ اپنا نکاح کرلیا دوسرا کہے کہ مجھے منظور ہے یا یہ کہے کہ مین منظور کرتا ہون اس مثال مین صرف ایجاب کی عبارت ماضی ہے۔

(۲) ایجاب وقبول دونون بذریعہ لفظ کے ادا کیے جائین نہ بذریعہ فعل کے **مثلاً** کوئی شخص عورت سے کہے کہ مین نے تیرے ساتھ اپنا نکاح کرلیا اور یہ تیرا مہر ہے عورت زبان سے کچھ نہ کہے مگر مہر لے لے تو اس صورت مین ایجاب قبول صحیح نہو گا اسیطرح اگر عورت کسی مرد سے کہے کہ مین نے اسقدر مہر کے عوض مین تیرے ساتھ نکاح کیا مرد زبان سے کچھ نہ کہے مگر مہر دیدے

---

۵ اس صورت مین اگر قول اول امر کا صیغہ ہو (مثلاً مرد کہے کہ تو میرے ساتھ اپنا نکاح کرلے عورت کہے مین نے قبول کیا) تو فقہا کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ لفظ امر ایجاب نہین ہے بلکہ وہ ایک قسم کی توکیل ہے صاحب ہدایہ اسیطرف ہین اور بعض کہتے ہین کہ نکاح طلاق وغیرہ مین لفظ امر کا بھی ایجاب ہے صاحب کنز الدقائق اسطرف ہین صاحب بحر الرائق نے اسکو ترجیح دی ہے صاحب فتح القدیر نے اسی کو احسن لکھا ہے اسی سبب سے ہمنے بلا تفصیل یہ لکھدیا کہ چاہے دونون ماضی ہون یا دونون مین سے ایک ۱۲

تو ایجاب قبول صحیح نہو گا کیونکہ ان دونوں صورتوں میں ایجاب اگرچہ لفظ سے ادا کیا گیا ہے مگر قبول بذریعہ فعل کے ادا کیا گیا ہے **کتابت** بھی لفظ کے حکم میں ہی بشرطیکہ کاتب عہ ہان موجود نہو اور اپنی تحریر دو گواہوں کو سنا دے اور دکھا دے اور انکو اُسپر گواہ کر دے **مثلاً** کوئی شخص کسی عورت کو یہ لکھ بھیجے کہ مینے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا اور عورت دو آدمیونکو گواہ بنا کر یہ کہے کہ فلان شخص کی یہ تحریر میرے پاس آئی ہی لہذا مین اُس سے نکاح کرتی ہون تو یہ ایجاب و قبول صحیح ہو جائیگا اور اگر کاتب ہان موجود ہو تو پھر **کتابت** لفظ کے حکم مین نہین ہے بلکہ فعل کے حکم مین ہے ایجاب و قبول کا اُسکے ذریعہ سے ادا کرنا درست نہ ہوگا ہان جو شخص گونگا ہو اُسکے لیے ایجاب یا قبول کا بذریعہ لفظ کے ادا کرنا ضروری نہین بلکہ بذریعہ اشارہ کے کافی ہی بشرطیکہ وہ اشارہ پہلے سے معین عہ ہو (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

(۴) ایجاب کی عبارت پوری ادا ہو چکنے کے بعد قبول کی عبارت ادا کی جائے۔

مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مین تیرے ساتھ نکاح کرتا ہون سو روپیہ مہر کے عوض مین عورت قبل اسکے کہ مرد سو روپیہ مہر کا لفظ منھ سے نکالے یہ کہدے کہ مین نے منظور کیا تو اس صورت مین قبول صحیح نہ ہوگا کیونکہ ابھی ایجاب کی عبارت تو تمام ہونے پائی تھی کہ قبول کی عبارت ادا کر دی گئی۔ ایجاب کی عبارت تمام اسوقت سمجھی جاوے گی کہ جب ایجاب کرنے والا اسکے بعد کوئی بات ایسی کہنا نہ چاہتا ہو جو گذشتہ عبارت کی معنی مین تغیر پیدا کر دے مثلاً صورت مذکورہ مین سو روپیہ مہر کی عبارت اگر نہ بولی جاتی

عہ وہان موجود نہ ہونیکا یہ مطلب ہی کہ مجلس نکاح مین نہ ہو اگرچہ اُسی شہر مین موجود ہو (شامی ۱۲)

عہ معین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ جانتے ہون کہ جب کسی بات کو یہ شخص منظور کرتا ہی تو اس قسم کا اشارہ کرتا ہے جب کسی بات کو نامنظور کرتا ہے تو اس قسم کا ۱۲

تو مہر مثل واجب ہوتا خواہ وہ سو کا ہو یا کم زیادہ مگر اس عبارت نے اسکے معنے کو بدل دیا اب بجاے مہر مثل کے سو روپیہ واجب ہونگے لہذا اس صورت مین قبول صحیح نہین ہوگا بلکہ قبول کرنے والے پر لازم ہی کہ ایسی حالت مین پھر دوبارہ قبول کی عبارت بولے

(۴) ایجاب وقبول دونون ایک ہی مجلس مین ادا کیئے جائین - اگر عاقدین مین سے کوئی اس مقام مین موجود نہو بلکہ اُسنے اپنی تحریر بھیجی ہو تو وہ تحریر جنس مجلس مین پڑھی جاسے اُسی مجلس مین قبول کا ہونا ضروری ہے - ایجاب وقبول کا متصل ہونا ضروری نہین اگر ایک ہی مجلس مین ایجاب وقبول ہون گو دونون مین بہت کچھ فصل ہوجاسے تب بھی درست ہے -

مجلس کے ایک ہونیکا مطلب یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان مین کوئی ایسا فعل نہونے پائے جو ایجاب سے اعراض پر دلالت کرتا ہو اگرچہ بقصد اعراض نہ کیا گیا ہو بیٹھے سے اُٹھ کھڑا ہونا - کسی سے باتین کرنے لگنا - کچھ کھالینا بشرطیکہ وہ ایک لقمہ سے زائد نہو - کچھ پینا بشرطیکہ وہ چیز پہلے سے اُسکے ہاتھ مین نہو لیٹ کر سو رہنا - نماز پڑھنے لگنا - چلنا پھرنا اور اسی قسم کے افعال اگر ایجاب اور قبول کے درمیان مین واقع ہوجاین گے تو مجلس بدل جائیگی (شامی جلد ۲ صفحہ ۲۱)

بعد ان افعال کے قبول ادا کیا جائیگا تو صحیح نہوگا بلکہ اس صورت مین ضروری ہوگا کہ ایجاب کا پھر اعادہ کیا جائے **مثال** عورت کے وکیل نے کسی مرد سے کہا کہ مین اپنی موکلہ کا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہون مرد نے پہلے کسی سے کچھ اور باتین کین اور

عــه پان کے کھالینے سے مجلس نہ بدلے گی کیونکہ ایک پان ایک لقمہ سے زائد نہین ہوتا ہان کئی گلوریان یکے بعد دیگرے کھاسے تو بدل جائیگی ۱۲

بعد اس کے کہا کہ مین نے منظور کیا تو قبول صحیح نہوگا۔

اگر عاقدین چلنے کی حالت مین ایجاب قبول کرین خواہ پیادہ چل رہے ہون یا کسی جانور کی سواری مین تو نکاح نہوگا اس لیے کہ ایجاب قبول دونون کی مجلس اس صورت مین ایک نہین رہ سکتی اور اگر جہاز پر سوار ہون اور وہ چل رہا ہو اور ایجاب و قبول کرین تو صحیح ہے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۸۹)

ریل^ع کی سواری بھی جہاز اور کشتی کا حکم رکھتی ہے اگر عاقدین ریل پر سوار ہونے کی حالت مین ایجاب و قبول کرین تو درست ہی۔

(۵) ایجاب اور قبول باہم مخالف نہون **مثلاً** کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ مین تیرے ساتھ دو سو روپیہ مہر کے عوض مین نکاح کرتا ہون عورت کہے کہ مینے نکاح تو منظور کیا مگر یہ مہر منظور نہین ہی تو ایسی حالت مین ایجاب قبول صحیح نہوگا کیونکہ قبول ایجاب کے مخالف ہی

ہان اگر قبول عورت کی جانب سے ہو اور وہ مرد کے مقرر کیے ہوے مہر سے کم مقدار کو قبول کرے یا قبول مرد کی طرف سے ہو اور وہ عورت کے مقرر کیے ہوے مہر سے زیادہ مقدار کو قبول کرے تو ایسی حالت مین ایجاب و قبول باہم مخالف نہ سمجھے جائینگے **مثال**

(۱) مرد نے کہا کہ مین ایک ہزار روپیہ مہر کے عوض مین تیرے ساتھ نکاح کرتا ہون عورت نے کہا کہ مین نے پانچسو روپیہ مہر کے عوض مین منظور کیا (۲) عورت نے مرد سے کہا کہ مین نے چارسو روپیہ مہر کے عوض مین تیرے ساتھ نکاح کیا مرد نے کہا کہ مجھے ایکہزار روپیہ

ع کشتی کی سواری مین مجلس نہ بدلنے کی وجہ علامہ شامی نے یہ لکھی ہی کہ وہ مثل گھر کے ہی اور اسکے ٹھہرا لینے کا عاقدین کو اختیار نہین ہی یہی وجہ ریل مین بھی موجود ہے ۱۲

مہر کی عوض مین منظور ہے دونون صورتون مین ایجاب و قبول صحیح ہو جائیگا اور ایجاب و قبول باہم مخالف نہ سمجھے جائینگے۔

(۶) ایجاب یا قبول کسی وقت پر موقوف یا کسی شرط پر مشروط نہو مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ تیرے ساتھ کل نکاح منظور ہے یا یہ کہے کہ اگر فلان بات ہو جائیگی تو مین نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ان دونون صورتون مین ایجاب قبول صحیح نہ ہوگا۔

(۷) جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہو وہ عاقدین[عہ] کے سامنے متعین کر دی جاے خواہ اس طور پر کہ وہ عورت خود مجلس نکاح مین حاضر ہو خواہ اپنا چہرہ کھولے یا نہین[عہ] یا اس طور پر کہ اُس عورت کا نام اور اُس کے باپ کا نام عقد نکاح کے وقت گواہون اور عاقدین کے سامنے لیا جاے یعنی اس طرح پر کہ مثلاً زینب جو حامد کی بیٹی ہے اُس کا نکاح کیا جاتا ہے اگر کسی عورت کے دو نام ہون تو جو نام مشہور ہو صرف اُسکا لے لینا کافی ہے اور اگر دونون نام لیے جائین تو زیادہ مناسب ہے۔

اگر عورت کے نام مین یا عورت کے باپ کے نام مین غلطی ہو جاے اور عورت مجلس نکاح مین موجود نہو تو نکاح نہ ہوگا (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۹۱)

اگر عورت مجلس نکاح مین حاضر نہو اور نہ اُسکا نام لیا جاے اور پھر بھی وہ گواہون اور عاقدین کے نزدیک متعین ہو جاے تو کوئی ضرورت اُسکے حاضر کرنے یا نام لینے کی نہین ہے۔

مثلاً کسی شخص کی ایک ہی لڑکی ہو اس نے کسی سے کہا کہ مین اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ

عہ عاقدین انکو کہتے ہین جو باہم ایجاب و قبول کرین اگر زوجین خود ایجاب و قبول کرین تو وہی عاقدین بھی ہو جائینگے اور جو زوجین خود ایجاب و قبول نکرین بلکہ اُن کے وکیل یا ولی ایجاب و قبول کرین تو اسوقت مین وہ وکیل یا ولی عاقدین ہونگے عورت کے معین کرنے کی ضرورت اسی وقت ہے جبکہ عاقدین زوجین نہون ۱۲

عہ اگرچہ احتیاط اسی مین ہے کہ چہرہ کھول دے (بحر الرائق) ۱۲

کرتا ہون اس نے کہا مین نے منظور کیا تو یہ ایجاب و قبول صحیح ہو جائیگا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جسکے ساتھ نکاح ہوا ہی یہ جانتے ہون کہ اس شخص کی ایک ہی لڑکی ہی -

اگر کسی شخص کی دو لڑکیان ہون ایک بیاہی ایک بے بیاہی وہ کسی سے کہے کہ مین نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کیا تو اُسی بے بیاہی کا نکاح ہو جائیگا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جسکے ساتھ نکاح کیا گیا ہی یہ جانتے ہون کہ اُس شخص کے صرف دو لڑکیان ہین اور اُنمین ایک شوہر والی ہی (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۹) -

کسی شخص کی دو لڑکیان ہون حمیدہ اور سعیدہ ایک شخص نے اپنی منگنی سعیدہ کے ساتھ کی مگر نکاح کے وقت غلطی سے حمیدہ کا نام زبان سے نکل گیا اور ایجاب قبول اسی نام پر ہوا تو یہ نکاح حمیدہ کے ساتھ ہو جائیگا نہ سعیدہ کے ساتھ

اسی طرح جس مرد کے ساتھ نکاح ہوتا ہو وہ عاقدین کے سامنے معین کر دیا جائے مرد کے معین کرنے کی بھی وہی صورتین ہین جو اوپر مذکور ہوئین -

(۸) عاقدین مین سے ہر ایک دوسرے کے کلام کو یا اُس چیز کو جو قائم مقام کلام کے ہو[ع] سُنے اگر نہ سُنے گا تو نکاح نہ ہوگا (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۸۹)

(۹) ایجاب قبول مین یا تو خاصکر لفظ نکاح[ع] و تزویج کا استعمال کیا جائے یا اسکے ہم معنی[ع] کوئی

[ع] جیسے تحریر پس اگر ایک عاقد کی تحریر کو دوسرا نہ سُنے اور قبول کرلے تو نکاح نہوگا ۱۲ [ع] مثلاً یون کہا جاسے کہ مینے تیرے ساتھ نکاح کیا یا تیرے ساتھ تزویج کیا ۱۲ [ع] ہم معنی کی صورت یہ ہی کہ مرد یون کہے کہ مینے تجھکو اپنی بی بی بنا لیا یا یہ کہے کہ مین تیرا شوہر ہو گیا یا یہ کہے کہ تو میری ہو گئی یا عورت کہے کہ مینے تجھکو اپنا شوہر بنا لیا یا یہ کہے کہ مین تیری بی بی ہو گئی اس مقام پر فقہ کی کتابون مین صرف نکاح اور تزویج کی لفظ کی تخصیص کردی گئی ہے اور یہ لکھا ہی کہ نکاح و تزویج کے علاوہ جسقدر لفظین ہین سب کنایات مین داخل ہین اسی وجہ سے صاحب بحر الرائق نے اعتراض کیا ہی اور پورے ایک صفحہ مین وہ الفاظ لکھے ہین جو نکاح و تزویج کے علاوہ ہین مگر انکا شمار کنایات مین نہین ہی پھر خود ہی جواب دیا ہے کہ چونکہ یہ الفاظ نکاح و تزویج کے ہم معنی ہین لہذا نکاح و تزویج کے لفظ انکو بھی شامل ہین ۱۲

دوسرا لفظ جو نکاح کا مطلب صریح طور پر ادا کرتا ہو۔

اگر نکاح و تزویج یا اُسکا ہم معنی لفظ صراحۃً نہ استعمال کیا جاسے بلکہ کوئی ایسا لفظ جس سے کنایۃً مفہوم نکاح کا سمجھا جاسے تو اسکے صحیح ہونے کے لیے تین شرطین ہین۔

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ لفظ ایسا ہو کہ اُسکے ذریعہ سے کسی ذات کامل کی ملکیت فی الحال حاصل کیجاتی ہو جیسے لفظ ہبہ کا اور صدقہ کا اور تملیک کا یا لفظ بیع و شرا کا اور قرض کا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ متکلم نے اُس لفظ سے نکاح مراد لیا ہو اور کوئی قرینہ اس امر پر دلالت کرتا ہو

ع اگر صراحۃً لفظ نکاح کا یا اُسکا ہم معنی کوئی لفظ استعمال کیا جاسے تو اُسمین کسیکا اختلاف نہین سب کے نزدیک درست ہے اور اگر کوئی لفظ کنایہ کا استعمال کیا جاسے تو اُسکی چار صورتین ہین۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ہبہ یا صدقہ یا تملیک کی لفظ استعمال کیجاسے مثلاً عورت یون کہے کہ مین نے اپنی ذات تجھکو ہبہ کردی یا مین نے اپنی ذات بطور صدقہ کے تجھکو دیدی یا مینے تجھکو اپنی ذات کا مالک بنا دیا اس صورت کے جواز مین حنفیہ کا اختلاف نہین ہے اگرچہ غیر حنفیہ کا ہے دوسری صورت یہ ہے کہ خرید و فروخت یا قرض کی لفظ استعمال کیجاسے مثلاً مرد کہے کہ مین نے تجھکو اسقدر روپیہ کے عوض مین خرید لیا ہے یا عورت کہے کہ مین نے اپنی ذات تیرے ہاتھ فروخت کردی یا مینے اپنی ذات تجھکو بطور قرض کے دیدی اس صورت کے جواز مین خود حنفیہ کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اجارہ اور وصیت کی لفظ استعمال کی جاسے مثلاً عورت کہے کہ مین نے اپنی ذات کا ٹھیکہ تجھکو دیدیا یا عورت کا باپ کہے کہ مین وصیت کرتا ہون کہ تو میری بیٹی کا مالک ہے اس صورت مین بھی حنفیہ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہین۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ تحلیل یا عاریت یا رہن کی لفظ استعمال کی جاسے اس صورت کے ناجائز ہونے مین سب کا اتفاق ہے (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۰) ۱۲

عہ ذات کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جنسے ذات کی ملکیت حاصل نہین ہوتی بلکہ منافع کی جیسے عاریت اور ٹھیکہ۔ کامل کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جنسے پوری ذات کی ملکیت حاصل نہین ہوتی بلکہ کسی جز کی مثلاً کوئی شخص یون کہے کہ مین نے اپنی لونڈی کا نصف تجھے دیا فی الحال کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے اُسوقت ملکیت حاصل نہین ہوتی بلکہ زمانہ مابعد مین جیسے وصیت ملکیت کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جنسے بالکل ملکیت حاصل ہی نہین ہوتی جیسے رہن و امانت ۱۲ عہ قرینہ کی بہت سی صورتین ہین منجملہ اُسکے یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص یون کہے کہ مین نے تجھکو مول لیا اور وہ عورت آزاد ہو تو یہ قرینہ اس امر کا ہے کہ مول لینے سے نکاح مراد ہے یا لونڈی ہی ہو مگر مہر کا ذکر اسکے بعد آگیا ہو یا مثلاً لوگون کا جمع کرنا خطبہ نکاح کا پڑھوانا لوگون کو گواہ بنانا۔ یہ سب باتین اس امر کا قرینہ ہوسکتی ہین کہ اس لفظ سے نکاح مراد ہے ۱۲

اگر قرینہ ہو تو قبول کرنیوالے نے اس مراد کی تصدیق کر دی ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ گواہوں نے سمجھ لیا ہو کہ اس لفظ سے مراد نکاح ہے خواہ بوجہ کسی قرینہ کے خود سمجھ لیا ہو یا بتا دینے سے سمجھا ہو۔

اگر مرد اور عورت باہم اس امر کا اقرار کرین کہ وہ دونون زوج و زوجہ ہین تو اگر یہ اقرار گواہون کے سامنے ہوا ہو اور مقصود اس سے نکاح کرنا ہے تو یہ اقرار ایجاب و قبول کے قائم مقام ہو جائیگا اور اگر مقصود اس سے اس بات کی خبر دینا ہو کہ پیشتر نکاح ہو چکا ہو حالانکہ پیشتر نکاح نہ ہوا تھا تو یہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہین ہو سکتا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۰)

ایجاب و قبول کا دلی رضامندی سے ہونا شرط نہین حتی کہ اگر کوئی شخص کسی خوف سے یا مخراپن مین ایجاب و قبول کے الفاظ زبان سے نکالدے تو نکاح صحیح ہوگا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

ایجاب و قبول کا عربی زبان مین ہونا شرط نہین ہر ملک کے لوگ اپنی اپنی زبان مین کرین صحیح ہو جائیگا (بحرالرائق وغیرہ)

ایجاب و قبول کے الفاظ کے معنی سے واقف ہونا شرط نہین صرف اس بات کا جان لینا کافی ہو

عـه مثلاً کوئی شخص کسی سے یون کہے کہ مین نے اپنی لونڈی تجھکو ہبہ کی دوسرا شخص کہے کہ مین نے اس نکاح کو منظور کیا اس صورت مین اگرچہ کوئی قرینہ اس امر کا نہو کہ ہبہ سے مراد نکاح ہے تب بھی نکاح ہو جائیگا کیونکہ قبول کرنے والے نے اس بات کو ظاہر کر دیا کہ ہبہ سے مراد نکاح ہے ۱۲

عـه اس مسئلہ کے بیان کرنے مین فقہا کی عبارتین مختلف ہین بعض تو کہتے ہین کہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہین ہو سکتا کیونکہ اقرار جملہ خبریہ ہوتا ہو اور ایجاب و قبول کو جملہ انشائیہ ہونا چاہیے بعض کہتے ہین کہ اقرار اگر گواہون کے سامنے ہو تو قائم مقام ایجاب و قبول کے ہو جائیگا لیکن اس مسئلہ کا صحیح جواب یہی ہے کہ مقر کی نیت دیکھی جائیگی اگر اسکی نیت یہ ہو کہ زمانہ گذشتہ مین نکاح ہو چکا جب تو اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہ ہوگا اور اگر اسکی نیت نہین ہے تو نکاح ہو جائیگا اب رہ گیا گواہون کے سامنے ہونا اسکے قائم مقام ہونے کی شرط نہین ہے بلکہ اسکے صحت کی شرط ہو جیساکہ خود ایجاب و قبول بھی بغیر گواہون کے صحیح نہین ہوتا ۱۲

اس لفظ سے نکاح ہوجاتا ہی مثلاً کسی مرد کو یہ سکھا دیا جاے کہ تو کہدے زَوَّجْتُ نَفْسِیْ مِنْكِ اور عورت کو سکھا دیا جاے کہ تو کہدے قَبِلْتُ تو ایجاب و قبول ہوجائیگا گو وہ دونون عربی زبان اور ان الفاظ کے معانی سے نا واقف ہون ہان اتنی بات جانتے ہون کہ اس لفظ کے کہدینے سے نکاح ہوجائیگا یہ بھی نجانتے ہون تو پھر نکاح نہ ہوگا۔ (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۰)

اگر نکاح عورت کے جسم کی طرف منسوب کیا جاے تو اُسکے کل جسم کی طرف منسوب ہونا چاہیے مثلاً یون کہا جائے کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر کسی خاص جزو کی طرف منسوب کیا جاے تو اُسمین یہ شرط ہی کہ وہ جز ایسا ہو کہ اُس سے کل جسم بھی کبھی مراد لیا جاتا ہو جیسے سر۔ گردن۔ پشت۔ مثلاً یون کہا جاے کہ مینے تیرے سر کے ساتھ نکاح کیا۔ اگر کسی ایسے جز کی طرف منسوب کیا جائیگا جس سے کل جسم کبھی مراد نہین لیا جاتا مثلاً یون کہے کہ مینے تیرے نصف جسم کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح نہوگا (درالمختار۔ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

اگر ایجاب و قبول مین کوئی غلط لفظ استعمال کیا جاے تو اُسمین دیکھنا چاہیے کہ وہ استعمال کرنے والا ذی علم ہی یا جاہل یعنی وہ صحیح لفظ سے واقف ہی یا نہین اگر ناواقف ہی تو بہر حال ایجاب و قبول درست ہوجائیگا اور اگر واقف ہی تو اگر وہ غلط لفظ ایسا ہی کہ عام طور پر رائج ہوگیا ہی تو بھی درست ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

مثال کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مین تیرے ساتھ نکاح کرتا ہون عورت کہے کہ مینے قبول کیا اِس صورت مین مذکورۂ بالا امور کا لحاظ کرکے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا

عہ ترجمہ مینے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا ۱۲ عہ ترجمہ مینے قبول کیا ۱۲ سہ یہ وہ الفاظ ہین کہ ہماری زبان مین بھی کبھی انسے کل جسم مراد ہوتا ہے مثلاً کہتے ہین کہ فلان آفت میرے سر سے ٹل گئی یعنی میرے تمام جسم سے ٹل گئی یا اس امر کا بار میری گردن پر ہے یعنی میرے اوپر ہے ۱۲

گواہی

گواہی صرف معاملہ نکاح کے لیے شرط ہے اور کسی معاملہ کے لیے مثل بیع اور وقف وغیرہ کے گواہی شرط نہین یعنی اور معاملات بغیر گواہی کے بھی درست ہوجاتے ہین۔
نکاح مین گواہی کی شرط ہونے کی مصلحت ظاہر ہے اگر نکاح مین گواہی نہ شرط ہوتی تو زنا مین اور اُسمین کچھ فرق نہ ہوتا اور جن خرابیون کے سبب سے شریعت نے زنا کی ممانعت فرمائی ہے وہ بدستور باقی رہتین زنا کی تحریم بے سود ہو جاتی علاوہ اسکے نکاح کی عظمت اور شان ظاہر کرنا بھی شارع کو مقصود ہے۔ نکاح کی گواہی مین دسؔ باتین شرط ہین۔
(۱) دو گواہ ہون۔ ایک گواہ کے سامنے اگر ایجاب وقبول کیا جاے تو صحیح نہین۔
(۲) دونون گواہ مرد ہون یا ایک مرد ہو اور دو عورتین۔
(۳) دونون (گواہ) آزاد ہون لونڈی غلامون کی گواہی کافی نہین۔
(۴) دونون گواہ عاقل ہون مجنون۔ مست۔ بیہوش کی گواہی کافی نہین۔
(۵) دونون گواہ بالغ ہون نابالغ بچون کی گواہی گو وہ سمجھدار ہون کافی نہین۔
(۶) دونون گواہ مسلمان ہون کافرون کی گواہی کافی نہین مسلمانون کی گواہی ہر حال مین کافی ہے خواہ وہ پرہیزگار ہون یا فاسق۔ فسق انکا کھلا ہوا ہو یا چھپا ہوا۔
ف گواہون کا بینا ہونا یا زوجین کا رشتہ دار نہونا شرط نہین۔ اندھون کی گواہی اور زوجین کے رشتہ دارون کی گو وہ اُنکے بیٹے ہی کیون نہون کافی ہے۔
(۷) دونون گواہ ایسے ہون کہ ان کو عدالت مین پیش کر سکے اگر کوئی شخص کرامُ کاتبین فرشتون کو گواہ بنائے تو کافی نہین کیونکہ انکو عدالت مین پیش نہین کرسکتا اسیطرح اگر کوئی شخص ایک گواہ اللہ کو اور ایک گواہ کسی آدمی کو بنائے تب بھی کافی نہین اسیطرح اگر کوئی شخص اللہ اور

رسول کو گواہ بنالے تب بھی کافی نہین نکاح نہوگا۔ کیونکہ ان گواہون کو عدالت مین پیش نہین کرسکتا اور اخیر صورت مین ناجائز ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہی کہ گواہون کو مجلس نکاح مین موجود ہونا چاہیے تاکہ وہ ایجاب وقبول کو سنین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس نکاح مین موجود نہین نہ وہ عالم الغیب؎ ہین۔

(۸) دونون گواہ ایک ساتھ طرفین کے ایجاب وقبول کو سنین اگر ایک ساتھ دونون نے نہین سنا بلکہ پہلے ایک نے سنا پھر دوسرے نے سنا تو صحیح نہوگا اسیطرح اگر گواہون نے ایجاب وقبول دونون کو نہین سنا بلکہ صرف ایجاب کو سنا یا صرف قبول کو سنا تب بھی نکاح صحیح نہ ہوگا۔

ف اگر گواہ بہرے ہون تو نکاح نہوگا ہان اگر عاقدین گونگے ہون اور اشارہ سے ایجاب وقبول کرین اور یہ بہرے گواہ اُس اشارہ کو دیکھکر سمجھ لین تو نکاح ہو جائیگا۔ (شامی جلد ۳ صفحہ ۲۹۵)۔

؎ اس صورت مین فقہا لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھکر نکاح کا گواہ بنالے تو کافر ہو جائیگا کیونکہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو عالم الغیب سمجھنا کفر ہے علامہ زین الدین بحر الرائق جلد سوم کے صفحہ ۹۴ پر فتاویٰ قاضیخان وغیرہ سے نقل کرتے ہین کہ اللہ اور رسول کی گواہی سے نکاح صحیح نہوگا بلکہ وہ شخص بسبب نبی کے عالم الغیب سمجھنے کے کافر ہو جائیگا فقط الیسا ہی در منتقا بھی لکھتے ہین۔ اس اخیر زمانہ مین جہان اور نئی نئی باتین نکل رہی ہین ہان یہ بھی ایک مسئلہ ایجاد کیگیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا چاہیے حالانکہ قرآن مجید کی بہت سی آیتین صاف صاف دلالت کرتی ہین کہ خدا کے سوا کوئی عالم الغیب نہین ہی قولہ تعالی قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ترجمہ اے نبی کہدو کہ جو لوگ آسمانون اور زمین مین ہین خدا کے سوا کوئی غیب نہین جانتا۔ اسیطرح کی صاف صاف اور آیتین بھی ہین اور احادیث تو بیشمار ہین جو اس پر دلالت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہین ہین اور انکو عالم الغیب کہنا نہ چاہیے ان آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ کے مقابلہ مین وہ لوگ بعض علما کے اقوال پیش کرتے ہین جنھون نے غلو محبت اور جوش مدح مین کچھ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین اس قسم کے لکھدیے ہین جنسے علم غیب لازم آتا ہی مگر انکو یہ خبر نہین کہ اصول عقائد کی کتابون مین یہ بات مسلم ہو چکی ہی کہ عقائد کے متعلق وہ حدیث بھی قابل عمل نہین ہی جو بسلسلۂ احاد مروی ہو چہ جائیکہ بعض لوگون کے اقوال وہ بھی صریح نہین۔ یہ ضرور ہی کہ اللہ تعالی نے اپنے بہت سے غیبون پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا تھا جنکی بطور معجزہ آپنے خبر دی مگر اس سے عالم الغیب ہونا لازم نہین آتا حضرت استاد علامہ نے مجبور ہو کر ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ مین لکھا ہی جسکا نام التحقیق المجتبیٰ فی علم المصطفیٰ ہی نہایت محققانہ اور اصولیانہ بحث کی ہی ۱۲

(۹) دونون گواہ ایجاب وقبول کے الفاظ سُنکر یہ سمجھ لین کہ نکاح ہو رہا ہی گو ان الفاظ کے معنے نہ سمجھین مثلاً ایجاب وقبول عربی زبان مین ہو اور گواہ عربی نہ جانتے ہون۔

(۱۰) دونون گواہ زوجین سے واقف کر دیے جائین اگر صرف زوجین کے نام سے اُنکو جان جائین تو صرف اُنکا نام بتا دینا کافی ہی ورنہ زوجین کے باپ دادا کا نام بھی اُنکو بتا دیا جاسے تاکہ وہ اچھی طرح واقف ہو جائین کہ یہ کسکا نکاح ہی۔ اگر عورت برقع پہنے ہوے مجلس مین بیٹھی ہوئی ہو اور گواہ اُسکو دیکھ لین گو چہرہ نہ دیکھین تب بھی کافی ہی نام وغیرہ بتانے کی ضرورت نہین مگر اس صورت مین احتیاط کی بات یہ ہی کہ عورت کا چہرہ گواہون کو دکھایا جائے

مسئلہ اوپر جو لکھا گیا کہ فاسق کی اور رشتہ دار کی گواہی نکاح مین کافی ہے اسکا یہ مطلب ہی کہ نکاح صحیح ہو جائیگا اور عند اللہ زوجین زنا کے مرتکب نہونگے یہ مطلب نہین ہے کہ عدالت مین انکی گواہی ہوگی عدالت مین تو اُسی کی گواہی معتبر ہوگی جسمین تمام شرائط شہادت کی پائی جائین منجملہ ان شرائط کے یہ بھی ہے کہ گواہ مدعی کے رشتہ دار نہون نہ فاسق ہون پس اگر فاسقون یا رشتہ دارون کو گواہ بنا کر نکاح کیا جاسے اور بعد کو زوجین مین سے کوئی نکاح کا انکار کر جاسے تو اس نکاح کا ثبوت صرف اُن فاسقون یا رشتہ دارون کی گواہی سے نہین ہو سکتا قاضی اس نکاح کو قائم نرکھیگا۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے نکاح کے لیے کسی کو وکیل کر دیا ہو اور وہی وکیل ایجاب یا قبول کرے اور موکل خود بھی اُسوقت وہان موجود ہو تو وہ موکل خود ہی عاقد سمجھا جائیگا اور وکیل کا شمار گواہون مین ہو جائیگا پس اگر وکیل کے سوا صرف ایک مرد یا صرف دو عورتین اور ہون تو کافی ہی اسی طرح اگر ولی ایجاب وقبول کرے اور جسکا وہ ولی ہی وہ خود بھی وہان موجود ہو تو وہ خود ہی عاقد سمجھا جائے گا بشرطیکہ وہ خود عاقل بالغ ہو

اور ولی کا شمار گواہون مین ہو جائیگا (در مختار - ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

مسئلہ مستحب ہی کہ بعد تمام ہو جانے ایجاب و قبول کے نکاحنامہ تحریر کر لیا جاسے۔ (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۹۷) نکاحنامہ مین نکاح کا دن - تاریخ - وقت اور زر مہر کی تعداد اور زوجین اور گواہون کے نام لکھ لیے جائین زوجین یا اونکے وکلاء یا اولیاء سے اور گواہون سے اُسپر دستخط کرا لیے جائین۔

محرّمات کا بیان

نکاح کی دوسری شرط یہ تھی کہ عورت محرمات مین سے نہو لہذا اب ہم اُن عورتون کا ذکر کرتے ہین جو محرمات مین سے ہین یعنی اُن سے نکاح حرام ہی اُن کے علاوہ جسقدر عورتین ہین اُن کو سمجھ لینا چاہیے کہ محرمات مین سے نہین ہین۔

نکاح کے حرام ہونے کے گیارہ سبب ہین - نسبی رشتہ - سسرالی رشتہ - دودھ کا رشتہ اختلاف مذہب - اتحاد نوع - اختلاف جنس - طلاق - لعان - ملک - جمع - تعلق حق غیر

اب ہم ان تمام اسباب کے تفصیلی احکام بیان کرتے ہین۔

پہلا سبب

نسبی رشتہ اس رشتہ کی صرف چار قسمون سے نکاح حرام ہی - اپنے اصول - اپنے فروع اپنے ماں باپ کے فروع - اپنے ماں باپ کے اصول کے فروع -

اپنے اصول سے مراد اپنے ماں باپ دادا پردادا وغیرہ - نانا پرنانا وغیرہ - دادی پردادی وغیرہ - نانی پرنانی وغیرہ -

اپنے فروع سے مراد اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک -

ماں باپ کے فروع سے مراد بھائی بہن اور اُنکی اولاد اخیر سلسلہ تک -

اپنی مان باپ کے اصول کے فروع سے مراد چچا پھوپھی مامون خالہ مگر اُنکی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہی اسی وجہ سے چچا پھوپھی مامون خالہ کی اولاد سے نکاح جائز ہی باپ مان کے چچا مامون پھوپھی خالہ اسی چوتھی قسم مین داخل ہین کیونکہ وہ بھی اپنے مان باپ کے اصول کے فروع ہین اُنسے بھی نکاح حرام ہی مگر اُنکی اولاد سے جو اپنے باپ مان کی چچازاد یا مامون زاد بھائی بہن ہوے نکاح جائز ہی حاصل یہ کہ اس چوتھی قسم کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہی ایک بطن کے بعد حرمت جاتی رہتی ہی۔

مان کی سگی پھوپھی کی پھوپھی اور باپ کے سگی خالہ کی خالہ بھی اسی چوتھی قسم مین داخل ہےعہ

اس چوتھی قسم مین [illegible] کی صورتین پیدا ہوسکتی ہین۔

نسب کی یہ چارون قسمین جو یہان بیان ہوئین اُسی حالت مین حرام ہین کہ جب اُنکا رشتہ نکاح حلال سے پیدا ہوا ہو۔ اور اگر اُنکا رشتہ زنا وغیرہ سے پیدا ہوا ہو تو مذکورہ بالاعہ اقسام مین سے پہلی دو قسمین تو بدستور حرام رہین گی یعنے اپنے اصول اور اپنے فروع پس زنا کے مان باپ اور اُن مان باپ کے مان باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور زنا کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک بدستور حرام رہین گی۔ ہان تیسری اور چوتھی قسم مین سے صرف مان کے فروع اخیر سلسلہ تک اور مان کے اصول کے فروع ایک بطن تک بدستور حرام رہین گی اور باپ کے فروع اور باپ کے اصول کے فروع حرام نہین ہین۔عہ

عہ اس مقام پر صاحب درمختار نے لکھدیا ہی کہ مان کی سگی پھوپھی اور باپ کی خالہ سے نکاح جائز ہی مگر یہ صحیح نہین ہے صاحب درمختار کو اس مقام پر ایک عبارت سے دھوکہ ہو گیا (شامی) ۱۲ عہ زنا سے رشتہ پیدا ہونیکی یہ صورت ہی کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس زنا سے اسکی اولاد پیدا ہو تو وہ زنا کرنیوالا اُسکا باپ ہو جائیگا اور زنا کرنیوالے کا بھائی اُسکا چچا اور اُسکی بہن اُسکی پھوپھی ہو جائیگی اسیطرح مان کی طرف سے بھی سب لوگ رشتہ دار ہو جائینگے ۱۲

عہ وجہ اسکی یہ ہی کہ شریعت نے زنا کی اولاد باپ کو نہین دلائی اور اُسکا نسب باپ سے قائم نہین کیا لہذا باپ کے فروع اور باپ کے اصول کے فروع رشتہ مین کوئی نہ سمجھے جائینگے ہان باپ اور باپ کا باپ وغیرہ البتہ حرام رہینگے کیونکہ اُنکا رشتہ اعتبار پر موقوف نہین ہے ۱۲

پس اخیافی[عہ] بھائی بہن اور ماموں خالہ تو حرام ہونگی اور علاقی بھائی بہن اور چچا پھوپھی حرام نہون گے لعان[عہ] کی اولاد بھی اپنی اولاد کے حکم مین ہو (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۵۸) ان چار قسمون کے علاوہ اور جسقدر نسبی رشتہ دار ہون سب سے نکاح جائز ہے۔

دوسرا سبب

سسرالی رشتہ اس رشتہ کی بھی صرف چار قسمون سے نکاح حرام ہو۔

مدخولات کے فروع۔ منکوحات اور مدخولات کے اصول۔ اپنے اصول کے مدخولات اور منکوحات۔ اپنے فروع کے مدخولات اور منکوحات۔

مدخولات کی فروع سے مراد اُن عورتون کی اولاد ہو جن سے خاص[عہ] استراحت کی نوبت آچکی ہو خواہ بذریعہ نکاح کے یا بطور زنا کے۔ جس عورت سے نکاح صحیح ہو چکا ہو اُس سے اگر خلوت[عہ] صحیحہ ہو جاے تو وہ بھی مدخولات مین شامل ہو جائیگی جس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہو چکا ہو مگر خلوت صحیحہ نہین ہوئی اس عورت کی اولاد حرام نہین ہو۔ اور جس عورت کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو اور نوبت خاص استراحت کی یا اُن چیزون کی نہ آئی ہو جو

عہ ماں کی اولاد جو اپنے باپ سے نہو اخیافی کہلاتی ہو اور باپ کی اولاد جو اپنی ماں سے نہو علاقی کہلاتی ہو ۱۲ عہ اس مسئلہ مین فقہا کی عبارتین بہت مختلف ہین ایک ہی کتاب کے مختلف اقوال لکھے ہین صاحب بحر الرائق محرمات کے بیان مین لکھتے ہین کہ زانی کا چچا ماموں اسکی زنا کی اولاد سے نکاح نہین کرسکتا پھر رضاع کے بیان مین لکھتے ہین کہ کرسکتا ہو اسیطرح صاحب فتح القدیر نے محرمات کے بیان مین تو لکھا ہو کہ زنا کی اولاد زانی کے چچا ماموں پر حرام ہو اور رضاع کے بیان مین صاحب تجنیس سے نقل کیا ہو کہ حرام نہین ہے منحۃ الخالق سے یہ پتہ چل گیا کہ زنا کے چچا ماموں کا محرمات مین شمار کرنا صاحب بحر الرائق و فتح القدیر کی ذاتی رائے ہی اصل مذہب یہی ہو کہ انکا شمار محرمات مین نہین ہو۔ لہذا ہمنے زنا کے باپ کے فروع اور زنا کے باپ کے اصول کے فروع کو محرمات سے خارج کردیا واللہ اعلم ۱۲ عہ لعان کی اولاد سے مراد اس عورت کی اولاد ہو جس سے لعان ہوا ہو۔ لعان کی تعریف وغیرہ آگے بیان ہوگی ۱۲ اللعہ خاص استراحت کی نوبت اسطرح پر آئی ہو کہ جس سے غسل واجب ہوتا ہو اگر مرد نے اپنے خاص حصہ پر موٹا کپڑا لپیٹ لیا جو عورت کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہے تو اس خاص استراحت سے اس عورت کے فروع اس مرد پر حرام نہون گے ۱۲ عہ بعض فقہ کی کتابون مین اس مسئلہ کو اختلافی لکھا ہو حالانکہ صحیح یہ ہو کہ خلوت صحیحہ مین کسیکا اختلاف نہین ہو اختلاف صرف خلوت فاسدہ مین ہے شامی جلد ۲ صفحہ ۳۴۱) ۱۲

قایم مقام خاص استراحت کے ہین تو اُس عورت کی اولاد حرام نہ ہوگی۔
اسمین یہ بھی شرط ہے کہ خاص استراحت ایسی حالت مین ہو کہ دونون مین نفسانی کیفیت پیدا ہوچکی ہو اگر کسی ایسی کمسن عورت سے خاص استراحت کیجاے جس مین نفسانی کیفیت پیدا نہین ہوئی تو اُس عورت کی اولاد اُسکے شوہر یا اُسکے زانی پر حرام نہوگی اسیطرح اگر مرد اسقدر کم سن ہو کہ اُسمین نفسانی کیفیت پیدا نہین ہوئی تو بھی اُس عورت کی اولاد اُس مرد پر حرام نہ ہوگی (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

مدخولات اور منکوحات کے اصول سے مراد اُن عورتون کے اصول یعنی اُن کے باپ دادا دادی وغیرہ مان نانا نانی وغیرہ ہین جن سے خاص استراحت کی نوبت آچکی ہو گو بطور زنا کے یا اُنسے نکاح ہوچکا ہو گو خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی بھی نوبت نہ آئی ہو۔
حاصل یہ کہ فروع کے حرام ہونے کے لیے تو خاص استراحت شرط ہی اور اصول کے حرام ہونے کے لیے صرف نکاح بھی کافی ہے۔

اپنے اصول کے مدخولات ومنکوحات۔ مراد وہ عورتین ہین جن سے اپنے باپ دادا نانا پرنانا وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا اُنسے نکاح صحیح ہوچکا ہو گو نوبت خاص استراحت کی اور اُن چیزون کی نہ آئی ہو جو قائم مقام نفس استراحت کے ہین۔

اپنے فروع کے مدخولات ومنکوحات۔ سے مراد وہ عورتین جن سے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا ان سے صرف نکاح صحیح ہوچکا ہو نوبت خاص استراحت کی نہ آئی ہو۔

مسئلہ کسی عورت کے خاص حصہ کے اندرونی جانب کا دیکھنا یا اُس کے بدن کو چھونا خواہ جس عضو کو چھوئے یا عورت کی تقبیل کرنا خواہ کسی مقام مین کرسے

منھ مین یا اور کہین یا عورت کو لپٹا لینا قائم مقام خاص استراحت کے ہے یعنے ان امور سے سسرالی رشتہ قائم ہو جائیگا وہ عورت اس مرد کے اصول و فروع پر حرام ہو جائیگی اور اُس عورت کے اصول و فروع اس مرد پر حرام ہو جاسینگے - اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے خاص حصہ کو دیکھے یا اُسکے بدن کو چھولے یا اُس کی تقبیل کرے یا اُسکو لپٹا لے تب بھی سسرالی رشتہ قائم ہو جائیگا -

مگر یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے اسیوقت ہون گے جب یہ پانچ شرطین موجود ہون

پہلی شرط یہ ہی کہ یہ امور نفسانی کیفیت کے جوش مین[ف] صادر ہوے ہون خواہ یہ جوش مرد عورت دونون مین ہو یا صرف ایک مین جس وقت یہ امور صادر ہون اُس وقت جوش موجود ہو اگر اسوقت نہ تھا بلکہ بعد مین پیدا ہوا تو قابل اعتبار نہین -

دوسری شرط یہ ہی کہ عورت و مرد دونون مین نفسانی کیفیت کا جوش پیدا ہو چکا ہو یعنے بالغ ہون یا قریب بلوغ کے ہون اگر نابالغ مرد کسی بالغ عورت سے یہ باتین کرے گو عورت مین اُسوقت نفسانی جوش موجود ہو تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہونگے - **اسیطرح** اگر عورت نابالغ ہو اور مرد بالغ تب بھی یہ امور قائم مقام استراحت کے نہین ہین - **تیسری شرط** یہ ہی[ع] کہ ان امور کے بعد مرد کو انزال نہو جائے

[ف] نفسانی کیفیت کا جوش جوان مرد مین اسطرح معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خاص حصہ مین استادگی پیدا ہو جاے یا اگر استادگی پہلے سے تھی تو اب اسمین زیادتی ہو جاے اور عورت مین اور بوڑھے مرد مین یہ بات ہو کہ ان کے دلمین خواہش پیدا ہو اور پہلے سے خواہش موجود ہو تو اب زیادہ ہو جاے اگر یہ باتین نہون تو کسیکی طرف دیکھنے یا کسیکی تقبیل کرنے سے سسرالی رشتہ قائم نہوگا ۱۲ [ع] اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے صرف اسی سبب سے کیے گئے ہین کہ ان امور کے بعد خاص استراحت کے واقع ہو جانیکا گمان غالب ہوتا ہی یعنی امور خاص استراحت کے سبب ہو جاتے ہین پس سبب قائم مقام مسبب کے کر دیا گیا مگر انزال ہو جانے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہی کہ اب خاص استراحت نہوگی کیونکہ جوش فرو ہو گیا لہذا انزال ہو جانیکی صورت مین یہ امور خاص استراحت کے قائم مقام نہین کیے گئے (شامی وغیرہ) ۱۲

انزال ہوجائیگا تو یہ امور قائم مقام استراحت کے ہین گے۔

چوتھی شرط یہ ہی کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے خاص حصہ کو دیکھا ہو تو خاص کر اسی مقام کو دیکھا ہو نہ اُسکی شبیہ کو پس اگر کسی کے خاص حصہ کا عکس آئینہ مین یا پانی مین دیکھ لے تو یہ دیکھنا قائم خاص استراحت کے نہین ہے۔

پانچوین شرط یہ ہے کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے بدن کو چھوا ہو یا اُسکو لپٹایا تو کوئی کپڑا وغیرہ درمیان مین حائل نہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہو۔ اگر کپڑا حائل ہوا ور بہت ہی باریک ہو کہ ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع نہین ہوتا تو وہ کپڑا حائل نہ سمجھا جائیگا۔ کپڑا حائل ہونے کی صورت مین چھونا یا لپٹانا قائم مقام خاص استراحت کے نہوگا بلکہ ایسی حالت مین خاص استراحت سے بھی سسرالی رشتہ قائم نہوگا۔ بالون کا چھولینا بھی مثل اور بدن کے چھولینے کے ہے بشرطیکہ بال سر کے اوپر ہون۔ سر سے لٹکے ہوے بالون کا چھونا قائم مقام خاص استراحت کے نہین ہے۔

جب یہ پانچون شرطین پائی جائین تو یہ امور قائم مقام خاص[ع] استراحت کے ہوجائینگے یعنی جس مرد و عورت مین یہ امور واقع ہونگے اُن مین باہم سسرالی رشتہ قائم ہوجائیگا۔ خواہ یہ امور عمداً کیے جائین یا بھولے سے یا دھوکہ سے یا کسی مجبوری سے یا جنون کی

ع ان امور کا خاص استراحت کے قائم مقام ہونا محض عقلی نہین ہی بلکہ احادیث و آثار سے بھی اسکا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ چند آثار و احادیث فتح القدیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۶۹ پر مرقوم ہین ۱۲

حالت مین یا نشہ مین - **مثال** (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو خاص استراحت کیلئے بیدار کرنا چاہا اور اس جوش کی حالت مین اُسکا ہاتھ بی بی کی لڑکی پر پڑگیا تو اُس کی بی بی اُسپر حرام ہوجائیگی کیونکہ وہ اب اسکی ساس ہوگئی مگر نکاح نہ ٹوٹیگا (۲) کسی شخص نے اندھیرے مین کسی اجنبی عورت کو اپنی بی بی سمجھکر لپٹا لیا تو اب اُس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہوجائینگے یعنے اُن سے نکاح نہین کرسکتا (۳) کسی شخص نے جان کے خوف سے کسی عورت کو لپٹا لیا تو اس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہوجائینگے اور نیز یہ عورت اُس شخص کے اصول و فروع پر حرام ہوجائیگی (۴) کسی نے نشہ مین اپنی بی بی کی مان کے تقبیل کرلی تو اب اُسکی بی بی اسپر حرام ہوجائیگی مگر نکاح نہ ٹوٹیگا - اگر کوئی مرد کسی عورت سے یا کوئی عورت کسی مرد سے یہ باتین کرے اور بعد اُسکے اس امر کا انکار کرجاے کہ مین نے یہ باتین نفسانی کیفیت کے جوش مین نہین کین تو یہ انکار مان لیا جائیگا بشرطیکہ کوئی قرینہ اس امر کے خلاف پر نہو مثلاً اسوقت خاص حصہ مین استادگی ہو تو یہ قرینہ اس امر کا ہے کہ نفسانی کیفیت کے جوش مین یہ باتین ہوئین ہان خاص حصہ کے چھونے مین اور منھ اور رخسارہ کی تقبیل مین یہ انکار نہ مانا جائیگا (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۹)

اگر کوئی عورت کسی مرد کے بدن کو چھوئے اور کہے کہ مین نے نفسانی کیفیت کے جوش مین چھوا ہے اور مرد انکار کرے تو مرد ہی کی بات مانی جائیگی (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

سسرال کے صرف اسی قدر رشتہ دار حرام ہین انکے علاوہ اور جسقدر سسرالی رشتہ دار ہون انہین سے جسکے ساتھ چاہے نکاح کرسکتا ہے - مرد اپنی بی بی کی بہن اور پھوپھی و خالہ اور سوتیلی مان کیساتھ

ع نکاح نہ ٹوٹنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ دوسرے سے نکاح نکر سکیگی اسکا نان و نفقہ اسی شخص کے ذمہ واجب ہوگا اور حرام ہوجانیکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ شخص اس سے خاص استراحت نکر سکے گا کریگا تو گنہگار ہوگا اگرچہ زنا کی سزا اسکو نہ دی جائیگی ۱۲ (شامی)

اور عورت اپنے شوہر کے بھائی چچا ماموں بھانجہ بھتیجہ وغیرہ سے نکاح کرسکتی ہی۔

تیسرا سبب

دودھ کا رشتہ دودھ پینے سے ایک تعلق دودھ پینے والے اور پلانیوالے کے درمیان مین پیدا ہوجاتا ہے۔ اس تعلق کو شریعت نے مثل نسبی تعلق کے قائم کرکے ایک مسلسل رشتہ نسب کی طرح جاری کردیا ہے۔

مثلاً جس عورت نے دودھ پلایا ہی وہ دودھ پینے والے بچہ کی رضاعی ماں اور اس عورت کا شوہر جسکے سبب سے یہ دودھ پیدا ہوا ہی اُس بچہ کا رضاعی باپ اور ان ماں باپ کی اولاد اُس بچہ کے رضاعی بھائی بہن اولاد خواہ نسبی ہو یا رضاعی اور رضاعی ماں کی ماں رضاعی نانی باپ رضاعی نانا بھائی رضاعی ماموں بہن رضاعی خالہ اور رضاعی باپ کی ماں رضاعی دادی باپ رضاعی دادا رضاعی چچا بہن رضاعی پھوپھی غرض تمام رشتہ یہاں بھی نسب کیطرح قائم ہوجائینگے

عہ بچہ کا دودھ پلوانا اور اُسکی پرورش کرنا باپ کے ذمہ ہی خواہ اس بچہ کی ماں سے دودھ پلوائے یا کسی دوسری عورت سے مگر ان چند باتون کا خیال رکھنا چاہیے۔ جس عورت سے دودھ پلوایا جاے اُسکے شوہر سے اجازت لے لیجاے بے اجازت شوہر کے کسی کے بچہ کو دودھ پلا دینا عورت کیلئے مکروہ ہی ہان اگر اُس بچہ کی جان کا خطرہ ہو تو پھر مکروہ نہین بلکہ واجب ہے جس عورت سے دودھ پلوانا منظور ہو تو سرسری طور پر اس امر کا علم حاصل کرلیا جاے کہ یہ دودھ زنا کا تو نہین ہے بیوقوف اور بد اعمال عورت سے دودھ نہ پلوایا جاے کیونکہ دودھ کا اثر بچہ مین آجاتا ہی عورتون کو چاہیے ہر بچہ کو بے ضرورت دودھ نہ پلائین اور جب کسیکو دودھ پلائین تو خوب یاد رکھین تاکہ نکاح مین نادانستہ کسی رشتہ دار سے عقد نہو جاے۔ فقہا نے لکھا ہی کہ اگر کبھی بچہ کو کسی شہر کے اکثر باشندون نے دودھ پلایا ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ کسنے دودھ پلایا ہی پھر وہ بچہ اس شہر کے کسی آدمی سے نکاح کرنا چاہے تو جس شخص مین کوئی علامت اور قرینہ دودھ کے رشتہ کا نہ ہو اور نہ کوئی اس رشتہ کی گواہی دے اُس سے اسکا نکاح جائز ہے (بحر الرائق) ۱۲

عہ شوہر کے سبب سے دودھ کے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہی کہ اسکے جماع سے ولادت ہو اور اس ولادت کے سبب سے دودھ پیدا ہو شوہر کی قید اتفاقی ہی حتی کہ اگر کوئی عورت کسیکی لونڈی ہو اور اس مالک سے اسکے لڑکا پیدا ہو اس دودھ کو جو کوئی پیئیگا یہ مالک اُسکا رضاعی باپ ہوجائیگا ۱۲

عہ مثلاً سعیدہ کا دودھ زید نے پیا تو سعیدہ کی اولاد نسبی بھی زید کے بھائی بہن ہوجائینگے اور اُسکی اولاد رضاعی بھی یعنی جن جن لوگون نے سعیدہ کا دودھ پیا ہی وہ سب زید کے بھائی بہن ہوجائینگے خواہ انہون نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو اُس سے پہلے یا اُسکے بعد ۱۲

رضاعی ماں باپ کے ماں باپ بھائی بہن خواہ نسبی ہوں یا رضاعی بہرحال وہ دودھ پینے والے کے نانا نانی دادا دادی چچا ماموں پھوپھی خالہ ہو جائینگے مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دودھ پلانے والی اور اسکی طرف کے تو سب لوگ اس بچہ کے رشتہ دار ہو جائینگے یعنے دودھ پلانے والی خود بھی اور اسکا شوہر جسکا یہ دودھ ہے وہ بھی اور ان دونوں کے اصول و فروع بھی اور اصول کی فروع بھی لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے صرف وہ خود رشتہ دار ہو جائیگا اور اسکی اولاد اور اگر وہ مرد ہے تو اسکی بی بی عورت ہے تو اسکا شوہر رشتہ دار ہو جائیگا دودھ پینے والے کے اصول اور اصول کے فروع سے اور دودھ پلانے والی سے کوئی تعلق پیدا نہو گا۔

ایک محقق فاضل نے ان تمام مطالب کو اس ایک شعر میں نہایت خوبی سے ادا کر دیا ہے ؎

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند   وز جانب شیر خوارہ زوجان و فروع

پس جن جن لوگوں میں باہم دودھ کا رشتہ قائم ہو گیا ہے اور اس رشتہ سے نسب میں نکاح ناجائز ہے یہاں بھی اس رشتہ سے نکاح حرام ہے جیسے رضاعی ماں باپ اور ان ماں باپ کے

ف اس شعر کو صاحب شرح وقایہ نے نقل کیا ہے واقعی عجب جامع شعر ہے ترجمہ اس شعر کا یہ ہے کہ دودھ پلانے والے کی طرف سے سب لوگ عزیز ہو جاتے ہیں اور دودھ پینے والے بچہ کی طرف سے صرف وہ دونوں میاں بی بی اور اس بچہ کی اولاد بعض فقہا نے اس مقام پر ایک عجیب لطف کیا ہے پہلے تو یہ کہدیا کہ دودھ پینے سے طرفین کے سب لوگ باہم رشتہ دار ہو جاتے ہیں۔ پھر جن جن لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے انکو مستثنیٰ کیا ہے صاحب بحر الرائق نے آٹھ صورتیں مستثنیٰ کی ہیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے ساتھ مخصوص ہے۔ صاحب درمختار نے اکیس صورتیں ذکر کیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے مخصوصات سے ہے مگر حموی لکھتے ہیں کہ ابھی انیس آٹھ صورتیں اور باقی رہ گئیں۔ لیکن ہمکو ان صورتوں کے مستثنیٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ہمنے شروع ہی میں یہ بات کہدی ہے کہ دودھ پینے والے کی طرف سے سب لوگ رشتہ دار نہیں ہو جاتے پس جن جن صورتوں کو انھوں نے مستثنیٰ کیا ہے انمیں ہم یہی کہدینگے کہ ان میں باہم رشتہ ہی نہیں پیدا ہوا مثلاً انھوں نے بھائی بہن کی رضاعی ان کو مستثنیٰ کیا ہے کہ اس سے نکاح جائز ہے ہم کہیں گے کہ دودھ پینے والے کے بھائی بہن سے اور دودھ پلانیوالی سے کوئی تعلق ہی نہیں پیدا ہوا مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت ۱۲

ماں باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور رضاعی بھائی بہن چچا ماموں رضاعی بھائی بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔ اور جن لوگوں سے رشتہ قائم ہی نہیں ہوا جیسے دودھ پینے والے کا باپ اور اسکی رضاعی ماں یا دودھ پلانیوالے کی نسبی بہن اور اسکا رضاعی بھائی یا رشتہ تو قائم ہوگیا ہی مگر اُس رشتہ سے نسب میں نکاح جائز ہی جیسے ماموں کی اولاد تو انکی بھی باہم نکاح جائز ہی۔ اسیطرح سسرالی رشتہ کو بھی خیال کرنا چاہیے یعنی دودھ کی وجہ سے جو سسرالی رشتہ پیدا ہوے ہوں اور انکے اُس سسرالی رشتہ میں نکاح جائز تھا یہاں بھی اُنسے نکاح جائز نہیں مگر دودھ سے سسرال کا رشتہ صرف تین قسم کے لوگوں سے پیدا ہوتا ہی منکوحات کے رضاعی اصول رضاعی فروع کی منکوحات سے رضاعی اصول کی منکوحات سے انھیں تین رشتہ کے لوگوں سے نکاح ناجائز ہے مدخولات زنا کے رضاعی اصول سے اور رضاعی فروع اور رضاعی اصول کی مدخولات زنا سے کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دودھ کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہوتا اور اپنی مدخولات اور منکوحات کی رضاعی فروع سے بھی۔ کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا۔ حاصل یہ کہ اُس سسرال میں اور دودھ کے رشتہ کے سسرال میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ دودھ کی سسرال زنا سے قائم نہیں ہوتی اور وہ سسرال زنا سے بھی قائم ہوجاتی ہی لہذا جس شخص نے کسی عورت سے زنا کی وہ اس عورت کی رضاعی لڑکی اور رضاعی ماں سے نکاح کرسکتا ہی دوسرا فرق یہ ہی کہ دودھ کا سسرالی رشتہ اپنی بی بی کی رضاعی فروع سے قائم نہیں ہوتا اور وہ سسرالی رشتہ اپنی بی بی بلکہ مدخولہ زنا کی رضاعی فروع سے بھی قائم ہوجاتا ہی لہذا اپنی بی بی کی اُن رضاعی بیٹیوں سے جنھوں نے اور کسی مرد کا دودھ پیا ہو نکاح جائز ہے۔

عہ اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہی۔ فتاوی قاضی خان میں تو لکھا ہی کہ صحیح یہ ہے کہ زنا کے سبب سے جو دودھ پیدا ہوا ہو اُس دودھ کے پینے والے کیساتھ زانی نکاح نہیں کرسکتا مگر اکثر محققین اسی طرف ہیں کہ زنا کا دودھ پینے والے سے اور زانی سے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا ان میں باہم نکاح جائز ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۴۶) ۱۲

دودھ کے رشتہ کی شرطین

دودھ کے پینے سے ہر حال مین رشتہ قائم نہین ہوتا بلکہ جب یہ آٹھ شرطین پائی جائین۔

(۱) رضاعت دو برس کے اندر ہو یعنی جس بچہ نے دودھ پیا ہو اُسکی عمر دودھ پیتے وقت دو برس عــہ یا اس سے کم ہو بعد اس عمر کے دودھ پینے سے رشتہ قائم نہوگا۔

(۲) دودھ حلق کے نیچے اُتر جائے گو بہت ہی قلیل عــہ ہو اگر کسی بچہ نے پستان مُنھ مین لیا مگر یہ معلوم نہین ہوا کہ اُسنے چوسا یا نہین اور حلق کے نیچے اترا یا نہین تو رشتہ قائم نہوگا۔ اسی طرح اگر بچہ نے چوس کر اُگل دیا حلق کے نیچے ایک قطرہ بھی نہین اُترا تو رشتہ قائم نہوگا۔

(۳) دودھ مُنھ یا ناک کے ذریعہ سے اندر جائے اگر پچکاری وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہونچایا جائے تو اُس سے رشتہ قائم نہوگا۔

(۴) جو عورت دودھ پلائے وہ بالغ ہو خواہ دودھ اُسکا ولادت کی وجہ سے ہو یا بغیر ولادت کے بشرطیکہ دودھ کا رنگ زرد نہو (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۴۳)

(۵) دودھ کسی پینے کی چیز مین مثل دوا یا پانی کے ملا کر نہ پلایا جائے اگر ملا کر پلایا جائے تو دودھ غالب ہو اگر دودھ غالب نہوگا گو فی نفسہ دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو اس دودھ کے پینے سے رشتہ قائم نہوگا۔

(۶) دودھ کسی کھانے کی چیز مین ملا کر نہ کھلایا جائے اگر کھانے کی چیز مین ملا کر کھلایا جائے تو رشتہ قائم نہوگا خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب۔

عــہ یہ مذہب صاحبین کا ہی اور اسی پر فتوی ہی قرآن مجید مین ہی والوالدات یرضعن حولین کاملین ترجمہ اور مائین اپنے بچون کو پورے دو برس دودھ پلائین۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ڈھائی برس تک دودھ پینے کی عمر رہتی ہی لہذا ان کے نزدیک ڈھائی برس کے اندر اندر دودھ پینے سے رشتہ قائم ہو جائیگا مگر اس قول پر فتوی نہین ہی صحیح یہی ہی کہ دو برس کے بعد دودھ پلانا ناجائز ہی اور اسکے پینے سے رشتہ قائم نہوگا ۱۲ عــہ امام شافعی کے نزدیک جبتک پانچ مرتبہ سیر ہو کر دودھ نہ پیے رشتہ نہین قائم ہوتا ۱۲

(۷) مرد کا دودھ نہو اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکل آئے تو اُسکے پینے سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔ ہان مخنث کی پستان سے اگر دودھ نکلے اور اسقدر زیادہ ہو کہ اسقدر سوا عورت کے اور کسی کے نہین نکل سکتا تو اُسکے پینے سے رشتہ قائم ہو جائیگا (درمختار)

(۸) دودھ اپنی اصلی حالت مین پلایا جائے۔ اگر دودھ علٰحدہ نکالکر وہی بنا لیا جاے اور وہی کسی بچہ کو کھلا دیا جائے تو اُس دہی کے کھانے سے رشتہ قائم نہو گا (بحر الرائق)

یہ آٹھون شرطین اگر پائی جائینگی تو دودھ کے پینے سے رشتہ قائم ہو جائیگا خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ اور خواہ زندہ عورت کا ہو یا مردہ کا اور خواہ جوان عورت کا دودھ ہو یا بوڑہی کا اور خواہ دودھ پیٹ مین رہے یا فوراً پیتے ہی قے ہو جائے اور خواہ اُس بچہ کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا ابھی پیتا ہو اور خواہ دودھ پستان سے پلایا جاے یا اُس سے علٰحدہ نکالکر۔

اگر دو عورتون کا دودھ کسی بچہ کو پلایا جائے تو اُن دونون عورتون سے اُس کا رشتہ قائم ہو جائیگا گو کسی کا دودھ کم ہو کسی کا زیادہ۔

اگر کسی شخص کی دو بی بیان ہون سعیدہ اور حمیدہ۔ حمیدہ کی عمر دو برس سے کم ہو اور سعیدہ حمیدہ کو دودھ پلا دے تو یہ دونون بی بیان اُس شخص پر حرام ہو جائینگی کیونکہ یہ دونون آپسمین ماں بیٹیان ہوگئین ہان اگر اُسنے سعیدہ کے ساتھ خاص استراحت نہین کی تو پھر حمیدہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہی اور اگر سعیدہ کو طلاق دے چکا تھا اور وہ طلاق بائن تھی یا رجعی تھی اور اسکی عدت گذر چکی تھی بعد اسکے اُسنے حمیدہ کو دودھ پلایا تو پھر حمیدہ کا نکاح بدستور قائم رہیگا دوبارہ نکاح کرنے کی حاجت نہین ؏۔

؏ نکاح اول کے قائم نرہنے کی وجہ یہ ہی کہ وہ دونون ماں بیٹیاں ہوگئین اور ماں بیٹیاں ایک ساتھ نکاح مین نہین رہ سکتین اور حمیدہ کے ساتھ دوبارہ نکاح جائز ہونیکی وجہ یہ ہی کہ جس عورت کیساتھ صرف نکاح ہوا ہو خاص استراحت نہوئی ہو اسکی بیٹی سے نکاح جائز ہی ۱۲ ؏ دوبارہ نکاح کرنیکی حاجت اس سبب سے نہین ہی کہ اسکی ماں نکاح سے باہر ہو چکی ہی ۱۲

چوتھا سبب

اختلاف مذہب - اختلاف مذہب سے مراد یہان دینی اختلاف ہی جیسے ہندو مسلمان کسی مسلمان کو غیر مسلمان سے نکاح کرنا جائز نہین سوا اہل کتاب کے کہ ان سے نکاح جائز ہی بشرطیکہ وہ بت پرستی نکرتے ہون -

اہل کتاب اُن کافرون کو کہتے ہین جو کسی آسمانی شریعت کے معتقد ہون جیسے یہود و نصاری یہود و نصاری کا اہل کتاب ہونا تو یقینی ہی کیونکہ قرآن مجید مین اُنکا اہل کتاب ہونا مذکور ہے ان کے علاوہ اور جسقدر کافر ہین جیسے زرتشتی مذہب والے یا ہندو - انکا اہل کتاب ہونا یقینی نہین ہی کیونکہ ہماری شریعت مین انکا کچھ ذکر نہین ہی علاوہ اس کے ان مین سے اکثر لوگ بت پرست ہین -

لہذا نکاح کی اجازت صرف[ع] یہود و نصاری سے دیجاتی ہے وہ بھی اسطور پر کہ مسلمان مرد کا نکاح تو یہودیہ یا نصرانیہ عورت کے ساتھ جائز ہے مگر نصرانی یا یہودی مرد کا نکاح کسی مسلمان عورت سے خواہ وہ ازاد ہو یا لونڈی جائز نہین -

جس طرح اہل کتاب کی آزاد عورتون سے نکاح جائز ہی اسیطرح اُنکی لونڈیون سے بھی نکاح درست[ع] ہی اہل کتاب کے ساتھ نکاح اگرچہ جائز ہی مگر کراہت کے ساتھ حربی[س] اہل کتاب کیساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہی اور غیر حربی کے ساتھ مکروہ تنزیہی ہی -

مرتد[للعہ] کے ساتھ نکاح جائز نہین گو اس نے مرتد ہو کر کسی آسمانی مذہب کو اختیار کر لیا ہو جیسے

ع اگرچہ حنفیہ کے نزدیک اہل کتاب کے تمام فرقون سے نکاح جائز ہے مگر چونکہ یہود و نصاری کے سوا دوسرے کا اہل کتاب ہونا یقینی نہین ہے لہذا اُنکے سوا اور کسی سے نکاح نہ کیا جاوے ۱۲ ع امام شافعی کے نزدیک اہل کتاب کی لونڈیون سے نکاح درست نہین ۱۲ س حربی اُن کافرون کو کہتے ہین جن سے مسلمانون کی صلح نہو ۱۲ للعہ مرتد وہ شخص ہی جو پہلے مسلمان ہو بعد اس کے پھر اُسکا عقیدہ خراب ہو جاوے اور کسی دوسرے مذہب کو قبول کر لے مثلاً یہودی ہو جاوے یا عیسائی ہو جاوے نعوذ باللہ منہ ۱۲

آجکل کے وہ عیسائی جو پہلے مسلمان تھے - ہان اُنکی اولاد سے نکاح جائز ہی کیونکہ وہ شروع ہی سے عیسائی ہین -

مسلمانون کے جس قدر فرقے ہین گو اُن مین باہم بہت کچھ اختلاف ہے مگر دینی اختلاف نہین عہ ہے لہذا سب آپسمین نکاح کر سکتے ہین شیعہ عسہ ہون یا سُنی خارجی ہون یا معتزلی ہان وہ فرقے جو ضروریات دین کے منکر ہون یعنی ایسی چیزون کا انکار کرین جو بدلیل قطعی عہ شریعت اسلامیہ مین ثابت ہین جیسے نیچری فرقہ کے لوگ کہ وہ جنت و دوزخ کا فرشتون کا قیامت کا ثواب و عذاب کا مردون کے زندہ ہونیکا انکار کرتے ہین حالانکہ یہ امور بنص قطعی شریعت مین ثابت ہین لہذا ایسے لوگ مسلمان نہ سمجھے جائینگے گو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہین اور مسلمان کو اُن کے ساتھ نکاح کرنا ہرگز جائز نہین -

مسلمانون کے مختلف فرقون مین اگرچہ مناکحت جائز ہے لیکن مناسب یہ ہی کہ اہل سنت اپنی لڑکی کسی دوسرے فرقہ کو حتی الامکان نہ دین کیونکہ عورت محکوم ہوتی ہے اندیشہ ہی کہ وہ اپنے شوہر کا مذہب اختیار کرلے -

---

عہ یعنی کوئی کافر نہین ہے اہل سنت کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہین ہوتا خواہ وہ گناہ کبیرہ اعتقادات کے قبیلہ سے ہو یا اعمال کے قبیلہ سے ۱۲ عسہ شیعون مین بہت سے فرقے ہین بعض علمار نے انکی تکفیر کا فتوی دیاہے مگر یہ خلاف تحقیق ہے صحابہ کے بُرا کہنے سے یا خلفائے راشدین کی خلافت کا انکار کرنے سے کافر نہین ہوتا یہ صحیح ہے کہ صحابہ کی فضیلت قران مجید سے ثابت ہی اور خلفا کی حقیت خلافت بھی قرآن مجید مین مذکور ہے مگر وہ ایسی صریحی نہین ہے جس کے انکار پر کفر کا فتوی دیا جاسے ۱۲ عہ دلیل قطعی سے مراد وہ آیت یا حدیث ہی جسکا ثبوت شارع سے قطعی ہو اور اپنے مضمون پر صاف صاف دلالت کرتی ہو کہ اُس کسی دوسرے معانی کا احتمال نہ نکلتا ہو اور اسکی دلالت ایسی بدیہی ہو کہ ہر شخص جو عربی زبان جانتا ہو اسکو سمجھ لے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حقیت خلافت جن آیتون سے ثابت ہے اُن کی دلالت ایسی صریحی نہین ہے کہ عربی دان اسکو سمجھ سکے بلکہ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو استدلالی قوت رکھتا ہو اور عقل سلیم کے ساتھ انصاف کا بھی کچھ حصہ اسکو ملا ہو ۱۲

پانچوان سبب

اتحاد نوع - یعنی مرد کا نکاح مرد کے ساتھ اور عورت کا نکاح عورت کے ساتھ جائز نہین مخنث کا نکاح نہ مرد کے ساتھ جائز ہے نہ عورت کے ساتھ - کیونکہ اُسمین دونون حیثیتین موجود ہین مرد ہونے کی بھی عورت ہونے کی بھی -

خصی مرد کا نکاح عورت کے ساتھ جائز ہے کیونکہ وہ عورت کی نوع سے نہین ہے -

چھٹا سبب

اختلاف جنس یعنی انسان کا نکاح جن سے یا دریائی آدمی سے یا اور کسی مخلوق سے سوا اپنی جنس کے جائز نہین -

ساتوان سبب

طلاق یعنی جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقین دیدے تو اُسکی بی بی اُسکے نکاح سے باہر ہوجاتی ہے اور اب اس شخص کو اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہی - ہان اگر یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اُس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آجائے اور بعد اسکے یہ دوسرا شوہر اسکو طلاق دیدے تو اب اُس سے اُسکا پہلا شوہر نکاح کرسکتا ہی

آٹھوان سبب

لعان - لعان کی تعریف اور اُسکے احکام انشاء اللہ آیندہ بیان ہونگے یہان صرف اسقدر سمجھ لینا چاہیئے کہ جس عورت سے لعان کے بعد تفریق ہوجائے اُس سے پھر نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہی اور خاص استراحت تو تفریق سے پہلے ہی حرام ہوجاتی ہی -

لعان اسکو کہتے ہین کہ شوہر اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگائے اور پھر قاعدہ کے موافق حاکم شریعت کے سامنے شوہر اپنے سچے ہونے کی چار مرتبہ قسم کھائے اور پانچوین مرتبہ

یہ کہے کہ مجھپر خدا کی لعنت ہو اگر مین جھوٹ بول رہا ہون پھر چار مرتبہ عورت اپنی برأت کی قسم کھائے اور پانچوین مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب مجھپر ہو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو۔

نوان سبب

ملک یعنے مالک کا نکاح اپنے مملوک کے ساتھ جائز نہین۔

آزاد عورت کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ بالکل جائز نہین یعنی نکاح کے سبب سے اُس غلام کو اپنی مالکہ کے ساتھ خاص استراحت جائز نہوگی ہان کسی دوسرے شخص کا غلام ہو تو اُسکے ساتھ آزاد عورت کا نکاح ہو سکتا ہی لیکن وہ غلام شوہر اگر کسی ؏ وجہ سے اس آزاد بی بی کی ملک مین آجائیگا تو فوراً ملک مین آتے ہی نکاح فاسد ہو جائیگا۔

آزاد مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ صحیح نہین مگر اسکے صحیح نہونیکا مطلب یہ ہی کہ فضول ہی یعنی نکاح کا ؏ نتیجہ مرتب نہوگا اور خاص استراحت وغیرہ تو یون بھی اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے جائز ہی۔ ہان اگر اس لونڈی کے لونڈی ہونے مین کچھ شبہہ ہو تو ایسی حالت مین احتیاطاً نکاح کر لینا بہتر ہے۔

ہمارے زمانہ مین لونڈی غلامون کی خرید فروخت کا بالکل رواج نہین رہا صرف حرمین شریفین مین البتہ یہ رواج باقی ہی مگر انمین اکثر لونڈی غلام ایسے ہوتے ہین کہ اُنکے مملوک ہونیمین شبہہ ہوتا ہی اور آخر مین جا کے پتہ چلتا ہی کہ یہ آزاد تھا اور اُسکو دھوکا دیکر کوئی شخص اُسکے وطن سے بھگا لایا اور اُسنے بیچ ڈالا لہذا اس قسم کی لونڈیون سے بغیر نکاح کے خاص استراحت کرنا خلاف احتیاط ہی اُسکا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

؏ ملک مین آجانیکی بہت سی صورتین ہین منجملہ اُنکے یہ کہ خود خرید کرے یا کوئی شخص اسکو بطور ہبہ کے دیدے یا بطور وراثت کے اسکو ملجاسے ۱۲ ؏ نکاح کا مسئلہ یہ ہی کہ مہر واجب ہو سو اپنی لونڈی کے ساتھ نکاح کرنیمین مہر واجب نہین ہوتا ۱۲

علامہ ابن عابدین لکھتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین جو لونڈیان جہاد سے آتی ہین اُنسے خاص استراحت جائز نہین کیونکہ مال غنیمت کی تقسیم آجکل باقاعدہ نہین ہوتی لوگون کے حقوق باقی رہجاتے ہین -

اگر کسی آزاد مرد نے کسی دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا ہو اور وہ لونڈی کسی وجہ سے اسکی ملک مین آجاے تو فوراً ملک مین آتے ہی نکاح فاسد ہوجائیگا مگر خاص استراحت اس سے اب بھی جائز رہیگی -

دسوان سبب

جمع - جمع کے معنے دو مطالب رکھتے ہین - پہلا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتین جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہون اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر اُن مین سے ایک مرد فرض کرلیجاے تو اُسکا نکاح دوسری کیساتھ ناجائز ہو مگر اُن مین علاقہ جزئیت کا نہو جیسے دو بہنین کہ اگر اُنمین ایک مرد فرض کرلیجاے تو اُسکا نکاح دوسری کیساتھ ناجائز ہوگا کیونکہ بھائی کا نکاح بہن کیساتھ حرام ہے یا خالہ بھانجیان یا پھوپھی بھتیجیان تو ایسی دو عورتون کو نکاح مین جمع کرنا ناجائز ہے خواہ اس طور پر جمع کرے کہ ایک ہی وقت مین اُن دونون سے نکاح کرے یا اسطور پر کہ ایک پہلے سے نکاح مین ہے اب دوسری سے نکاح کرلے اور اگر ایک کو طلاق دے چکا تھا اُسکے بعد دوسری سے نکاح کیا تو اگر اُس مطلقہ کی عدت نہین گذری تو یہ بھی جمع سمجھا جائیگا اور ناجائز ہوگا - فرق صرف اسقدر ہے کہ اگر دونون کیساتھ یکدم نکاح کیا ہے تو دونون کا نکاح باطل ہوجائیگا اور اگر ایک کے ساتھ پہلے کیا ہے اور

عہ یہ قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر دونون مین جزئیت کا تعلق ہوگا جیسے ماں بیٹیان تو اُن مین جمع کرنا کیا ایک کے بعد بھی دوسری سے نکاح کرنا جائز نہین جیسا کہ اوپر بہت تفصیل سے یہ مسئلہ بیان ہوچکا ۱۲

اسکے بعد دوسری کے ساتھ تو اگر اسکو یہ یاد نہ ہے کہ کس کے ساتھ پہلے نکاح ہوا تھا اور کسکے
ساتھ بعد مین تو بھی دونون کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر یہ یاد ہے کہ فلان کیساتھ پہلے ہوا تھا
اور فلان کے ساتھ پیچھے تو پہلے والی کا نکاح صحیح رہیگا اور پیچھے والی کا نکاح باطل جائیگا
ہان اگر دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کرلی ہو تو جبتک اس دوسری کی عدت نہ گزرے
پہلی کے ساتھ خاص استراحت جائز نہین گو نکاح اُسکا بدستور باقی ہو۔
اسی طرح اگر دو لونڈیون مین باہم اسی قسم کا رشتہ ہو کہ اگر اُن مین سے ایک مرد فرض کیجاے تو
اُسکا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہو تو ان دونون لونڈیون کو خاص استراحت مین جمع
کرنا جائز نہین یعنی یہ بات ناجائز ہے کہ اُس سے بھی خاص استراحت کرے اور اُس سے بھی
بلکہ اسکو چاہیئے کہ اُن دونون مین سے ایک کو اپنے اوپر حرام سمجھلے اور دوسری کیساتھ خاص
استراحت کرے۔ اگر اُن دو عورتون مین جو باہم اسی قسم کا رشتہ رکھتی ہین ایک لونڈی ہو ایک آزاد
تو اُس لونڈی کے مالک کو جائز نہین کہ اس لونڈی سے بھی خاص استراحت کرے اور اُسکی اُس رشتہ دار
بھی جو آزاد ہی نکاح کرکے خاص استراحت کرے ہان یہ جائز ہے کہ اُس سے نکاح کرلے اور بعد
نکاح کے یا تو اُس لونڈی ہی سے خاص استراحت کرے یا اُسکی اُس آزاد رشتہ دار سے۔
آزاد بی بی کے ہوتے ہوے لونڈی سے نکاح کرنا ناجائز ہے ہان اگر آزاد بی بی کو طلاق دیچکا
ہے اور اُسکی عدت بھی گذر گئی تو اب اگر کسی لونڈی سے نکاح کرے تو صحیح ہے۔
اور اگر عدت نہین گذری تو بھی ناجائز ہے گو طلاق بائن دیچکا ہو۔
دوسرا مطلب جمع کا یہ ہے کہ جسقدر نکاحون کی شریعت نے اجازت دیدی ہو اُنسے
زیادہ نکاح کرنا شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت مین چار نکاح تک کی اجازت دی ہو اور
غلام کو ایک وقت مین دو نکاح کی اور آزاد مرد کے لئے لونڈیون کے ساتھ خاص استراحت

کرنے مین کوئی حد نہین مقرر کی گئی جسقدر لونڈیان چاہے رکھ سکتا ہے۔
اگر کوئی شخص ایک ساتھ ہی چار عورتون سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرے تو سبکا نکاح باطل ہوجائیگا اور اگر کچھ عورتون سے پہلے کرچکا ہی اور کچھ عورتون سے اب کرتا ہی تو بعد والی عورتون کا نکاح باطل ہوجائیگا۔ اگر کسی شخص کے نکاح مین چار عورتین تھین اُنمین سے ایک کو اُس نے طلاق دے دی تو جب تک اُسکی عدت نگذرے پانچوان نکاح نہین کرسکتا۔

گیارہوان سبب

تعلق حق غیر یعنی جس عورت کے ساتھ کسی دوسرے کا حق زوجیت متعلق ہو اس سے نکاح جائز نہین۔ جو عورت کسی کے نکاح مین ہو یا اُسکی عدت مین ہو عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی اس عورت سے غیر کا حق متعلق ہی اس سے نکاح جائز نہین اسیوجہ سے حاملہ عورت سے نکاح ناجائز ہے۔ مگر جس عورت کو زنا کا حمل ہو اُس سے نکاح جائز ہے لیکن قبل وضع حمل کے اُس سے خاص استراحت کرنا ممنوع ہی۔ ہان اگر اس حاملہ زنا سے وہی شخص نکاح کرے جسنے زنا کی ہو تو اسکو قبل وضع حمل کے بھی خاص استراحت جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کرنا چاہے اور خود اس لونڈی سے خاص استراحت کرتا رہا ہو تو اسپر واجب ہی کہ پہلے اس بات کا یقین حاصل کرے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہین ہی اس کے بعد جس سے چاہے اسکا نکاح کردے۔
اگر کوئی شخص کوئی لونڈی مول لے تو اسپر واجب ہی کہ پہلے اس امر کا یقین حاصل کرے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہین ہی جب یہ یقین ہوجاوے تو اس سے خاص استراحت کرے

ع جس شخص کے ساتھ نکاح ہوا اسکو بھی مستحب ہے کہ جبتک اس امر کا یقین نہوجاے کہ اسکو حمل نہین ہی اسوقت تک اُس سے خاص استراحت نکرے اور حمل نہ ہونیکا یقین حیض کے آنے سے ہوجاتا ہی حاملہ عورت کو حیض نہین آتا ۱۲

محرمات کا بیان ختم ہو گیا ان کے علاوہ اور جس عورت سے چاہے نکاح کر لے صحیح ہوگا
خواہ وہ زانیہ ع١ ہو اور خود آپ نے اُسکو زنا کرتے دیکھا ہو یا محرمہ ع٢ ہو

محرمات کا بیان قرآن مجید مین بھی بہت تفصیل کیساتھ ہی چنانچہ وہ آیت ہم اس مقام پر لکھتے ہین

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا حُرِّمَتْ
عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ
وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ
تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ
إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ + **ترجمہ** اور

(اے مسلمانو) تم اُن عورتون سے نکاح نکرو جنسے تمھارے باپ نکاح کر چکے ہون مگر جو کچھ (ابتک) ہو چکا
(وہ معاف ہی) بیشک یہ برا اور ناپسند (کام) ہی اور برا طریقہ ہی (اور) تمپر حرام کر دیگئین تمھاری مائین اور تمھاری
بیٹیان اور تمھاری بہنین اور تمھاری وہ مائین جنھون نے تمھین دودھ پلایا ہو اور تمھاری دودھ شریکی بہنین اور تمھاری
بی بیون کی مائین اور تمھاری وہ پرورش ع٣ کردہ لڑکیان جو تمھاری حمایت مین ہون تمھاری اُن بی بیونکی
(نسل) سے جنکے ساتھ تمنے خاص استراحت کی ہی پس اگر تمنے اُنسے خاص استراحت نہ کی ہو تو تمپر (اُنسے نکاح
کر لینے مین) کچھ گناہ نہین اور تمھارے اُن بیٹون کی بیبیان جو تمھارے پشت سے ہون اور یہ بھی حرام کر دیا گیا)
کہ تم دو بہنون کو درمیان مین جمع کرو مگر جو (ابتک) ہو چکا (وہ معاف ہی) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور

ع١ امام شافعی کے نزدیک زانیہ سے نکاح ناجائز ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی لا ینکحھا الا زان او مشرک یعنی زانیہ سے نکاح نکرے مگر
زانی یا مشرک حنفیہ کہتے ہین کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا ہی اب اس آیت پر عمل ہی فانکحوا ما طاب لکم من النساء یعنی جو عورتین
تمکو بھلی لگین اُنسے نکاح کر لو ۱۲ ع٢ محرمہ یعنی جو عورت احرام باندھے ہوے ہو اُسکے ساتھ نکاح تو جائز ہی مگر خاص استراحت کرنا
حرام ہی ۱۲ ع٣ مراد اس سے اپنی بی بی کی لڑکی ہی جو پہلے شوہر سے ہو اور چونکہ غالباً وہ صغیر السن ہوتی ہین اور دوسرا
شوہر اُنکو پرورش کرتا ہی اس لیے پرورش کردہ فرمایا یہ مقصود نہین ہی کہ اگر یہ پرورش کردہ نہ ہون تو اُنسے نکاح حلال ہے ۱۲

شوہر والی عورتین بھی تمپر حرام ہین) مگر وہ عورتین جو (جہاد سے) تمھارے قبضہ مین آگئی ہون (گو شوہر والی ہون جب بھی حرام نہین) اور مذکورہ بالا عورتون کی حرمت) تمپر اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی ہی اور ان عورتون کے علاوہ تمھارے لیے حلال کر دی گئین (بشرطیکہ) تم اپنے مال (یعنی مہر) کے بدلہ مین (انسے نکاح کرنا) چاہو اور انکو ہمیشہ کیلیے قید مین رکھنے کا ارادہ کرو نہ مستی نکالنے کا۔ اس آیت کریمہ مین پانچ سبب حرمت نکاح کے ذکر فرمائے۔ مین نسبی رشتہ - دودھ کا رشتہ - سسرالی رشتہ - تعلق حق غیر اور تین سبب دوسرے مقامات پر ذکر فرمائے ہین مثلاً اختلاف مذہب کو اس آیت مین وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور اتحاد نوع کو قوم لوط علیہ السلام کے قصہ کی ضمن مین اور طلاق کو اس آیت مین فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یہ کل آٹھ سبب ہوے باقی رہے تین سبب یعنی لعان - ملک - اختلاف جنس انکا بیان قرآن مجید مین نہین ہی۔

عہ سب سے پہلے سسرالی رشتہ کی ایک صورت ذکر فرمائی کیونکہ اس صورت کی حرمت بہت سخت ہی تمام آسمانی شریعتین اسکی حرمت پر متفق مین اسکے بعد نسبی رشتہ کا ذکر فرمایا ہی اسکے بعد دودھ کے رشتہ کا اسکے بعد سسرالی رشتہ کی باقی صورتون کا اسکے بعد جمع کا اسکے بعد تعلق حق غیر کا ۱۲ عہ نسبی رشتہ کا بیان حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ سے بَنٰتُ الْاُخْتِ تک ہی سات قسم کے لوگ ذکر فرمائے ہین مائین بیٹیان بہنین پھوپھیان خالائین بھائی کی بیٹیان - بہن کی بیٹیان - ماؤن سے مراد عام ہی خواہ اپنی مان ہو یا اپنے باپ کی مان یا اپنی مان کی مان غرض تمام اصول اسمین داخل ہین بیٹیون کا لفظ بھی اسیطرح عام ہی اپنی بیٹیان ہون یا اپنی اولاد کی بیٹیان سب اسمین آگئین بھائی بہن کی بیٹیون مین بھی اسیطرح تعمیم ہی خواہ وہ انہین کی بیٹیان ہون یا انکی اولاد کی حاصل یہ کہ نسب کے چارون حرام رشتون کا ذکر اس آیت مین آگیا اصول کا بھی فروع کا بھی مان باپ کے فروع کا بھی مان باپ کے اصول کے فروع کا بھی ۱۲ مہ دودھ کے اگرچہ صرف دوہی رشتہ کا ذکر کیا ہی یعنی رضاعی بہن کا مگر دودھ پلانیوالی کو مان کہکر اسبات کیطرف صریح اشارہ کر دیا کہ دودھ کا رشتہ بھی نسب کیطرح ہی جو نسب کی ساری صورتین یہان بھی جاری کرو اس اشارہ کو احادیث مین بہت وضاحت سے بیان فرما دیا ہی ۱۲ سہ سسرالی رشتہ کا بیان اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ سے اَصْلَابِكُمْ تک ہی سسرال کے بھی چارون حرام رشتون کا ذکر اس آیت مین آگیا اپنی اصول کی منکوحات کو وَلَا تَنْكِحُوا مین بیان فرمایا ہی اپنی عورتون کی ان مین منکوحات کے اصول کو بیان کیا اسکے بعد اپنی بی بیون کی فروع کا بھی ذکر کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ بی بی کے فروع سے نکاح اسوقت حرام ہوتا ہی جب اس بی بی سے خاص ملاقات کی نوبت آگئی ہو اسکے بعد پھر اپنی فروع کی منکوحات کا ذکر فرمایا ۱۲ صہ تعلق حق غیر کو المحصنٰت کے لفظ مین بیان کر دیا ۱۲ سہ ترجمہ اور (اے مسلمانو) تم مشرک عورتون سے نکاح نکرو یہان تک کہ وہ مسلمان ہو جائین ۱۲ عہ قوم لوط علیہ السلام کے قصہ مین مردون کے باہم جماع کی ممانعت کو ہی اور یہ بھی ہی کہ عورتون کو اللہ تعالی نے مردون کے لیے بنایا ہی جس سے معلوم ہوا کہ مردون کا آپسمین جماع اور اسیطرح عورتون کا باہم جماع حرام ہی یہی مطلب اتحاد نوع کے حرام ہونیکا ہی ۱۲ لہ ترجمہ پس وہ عورت اس طلاق دینے والے کے لیے حلال نہین یہان تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے ۱۲ لعہ لعان اور ملک کا ذکر اس لیے نہین فرمایا کہ لعان کی ہوئی عورت سے پھر نکاح کرنے کو حیادار آدمی کی طبیعت خود مکروہ سمجھتی ہی اسیطرح آزاد عورت اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرنیکو یون بھی معیوب سمجھتی ہی رہ گیا اختلاف جنس سو وہ ایک شاذ و نادر چیز ہی اسکا حکم بتانے کی چندان حاجت نہین ۱۲

ولی کا بیان

نکاح کے صحیح ہونیکی تیسری شرط یہ تھی کہ نابالغ اور مجنون اور غلام کا نکاح بغیر اُن کے اولیا کی اجازت کے صحیح نہین لہذا اب ہم یہان ولی کے احکام بیان کرتے ہین پہلے یہ بات بیان کرتے ہین کہ کون کون لوگ ولی ہوسکتے ہین اور اسکے بعد یہ بیان کرینگے کہ اُن کے کیا اختیارات ہین - غلام کا ولی تو اسکا مالک ہی اور آزاد آدمی کا ولی اُسکا وہ رشتہ دار ہی جو عصبہ بنفسہ ہو[ع] اگر کئی عصبات بنفسہ ہون تو انمین مقدم وہ ہی جو وراثت مین مقدم ہو[ع] اگر عصبات بنفسہ مین کوئی نہ ہو تو مان کو ولایت حاصل ہوگی پھر دادی کو پھر بیٹی کو پھر پوتی کو پھر نواسی کو پھر پرپوتی کو پھر نواسی کی بیٹی کو وعلیٰ ہذا[ع] اور اگر عصبات بھی نہ ہون اور مان دادی بھی نہو اور پوتیان نواسیان وغیرہ بھی نہون تو نانا کو ولایت حاصل ہوگی پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو پھر اخیافی بہن کو پھر ان تینون کی اولاد کو اسی ترتیب سے - اگر یہ کوئی نہون تو ذوی الارحام کو ولایت حاصل ہوگی ذوی الارحام مین سب سے پہلے پھوپیان ولی ہونگی اُنکے بعد ماموں اُنکے بعد خالائین اُنکے بعد چچا کی بیٹیان پھر اسی ترتیب سے انکی اولاد اگر غیر رشتہ دار کوئی ...

[ع] رشتہ دارونکی تین قسمین ہین اصحاب فرائض جنکا حصہ قرآن مجید مین بیان ہوا ہی عصبات جنکا حصہ قرآن مجید مین مذکور نہین ہے اور انکا رشتہ کسی عورت کے توسط سے نہو ذوی الارحام وغیرہ جنکا رشتہ کسی عورت کے توسط سے ہے جیسے لڑکی اُسکا رشتہ مان کے توسط سے ہی اور نواسہ اُسکا رشتہ بیٹی کے توسط سے ہے عصبات کی تین قسمین ہین عصبہ بنفسہ عصبہ بغیرہ عصبہ مع غیرہ عصبہ بنفسہ کا ذکر کتاب مین ہی اس عصبہ کو کہتے ہین جو مذکر ہو عصبہ بنفسہ چار قسم کے لوگ ہین اپنے مذکر فروع یعنی بیٹے پوتے پرپوتے وغیرہ - اپنے مذکر اصول یعنی باپ دادا پردادا وغیرہ اپنے باپ کے مذکر فروع یعنی بھائی اور بھائی کی اولاد وغیرہ - اپنے دادا کے مذکر فروع یعنی چچا اور چچا کی اولاد وغیرہ ۱۲ [ع] وراثت مین سب سے مقدم اپنے مذکر فروع ہین اسکے بعد اپنے اصول اُسکے بعد باپ کے فروع - اسکے بعد دادا کے فروع - پھر قریب بہ نسبت بعید کے مقدم ہے مثلاً بیٹا بھی ہو پوتا بھی ہو تو بیٹا مقدم ہی یا باپ بھی ہو دادا بھی ہو تو باپ مقدم ہی بھائی بھی ہو بھائی کی اولاد بھی ہو تو بھائی مقدم ہی یا چچا بھی ہو چچا کی اولاد بھی ہو تو چچا مقدم ہی ۱۲ [ع] یعنی اخیر سلسلہ تک بیٹے کی اولاد بہ نسبت بیٹی کے اولاد کے ایک درجہ مقدم رہیگی ۱۲ [ع] یعنی حقیقی بہن کی اولاد علاتی بہن کی اولاد سے مقدم ہے اور علاتی بہن کی اولاد اخیافی سے مقدم ہی ۱۲ [ع] یعنی اگر پھوپھی مان خالائین چچا کی بیٹیان نہون بلکہ انکی اولاد ہو تو پہلے پھوپھی کی بیٹیان ولی ہونگی وہ نہون تو ماموں کی بیٹیان - وہ نہون تو خالہ کی بیٹیان - وہ نہون تو چچا کی بیٹیون کی بیٹیان ۱۲

نہ غیر عصبہ تو مولی الموالات کو حق ولایت حاصل ہوگا اگر وہ بھی نہو تو بادشاہ وقت ولی ہے بشرطیکہ مسلمان ہو بادشاہ وقت کا نائب بھی نکاح کا ولی ہو سکتا ہے بشرطیکہ بادشاہ کیطرف سے اسکو یہ اختیار دیا گیا ہو کسی کافر کو کسی مسلمان کی ولایت کا حق حاصل نہین ہو سکتا گو وہ اسکا رشتہ دار ہی کیون نہو اسیطرح مسلمان کو بھی کافر کی ولایت نہین حاصل ہو سکتی گو وہ اسکا رشتہ دار ہو ہان اگر کوئی کافر لونڈی کسی مسلمان کی ملک مین ہو تو اس مسلمان کو اس لونڈی پر ولایت حاصل ہے۔ کوئی غلام کسی آزاد کا ولی نہین ہو سکتا گو اسکا رشتہ دار ہو کوئی بیعقل یعنی مجنون کسی دوسرے کا ولی نہین ہو سکتا گو وہ باہم رشتہ دار ہون یہان اسقدر تفصیل ہے کہ اگر جنون مطبق ہے تو اسکی ولایت بالکل صحیح نہین اور اگر جنون غیر مطبق ہے تو ہوش کے زمانہ مین اسکو ولایت حاصل ہوگی حتی کہ اگر کہین سے پیغام نکاح کا آئے اور دوسری طرف کے لوگ اسقدر انتظار کرین کہ اس مجنون ولی کو ہوش آجائے تو اسکے ہوش آنیکا انتظار کیا جائیگا اور اگر وہ لوگ نہ مانین تو بغیر انتظار کے نکاح کر دیا جائیگا بشرطیکہ یہ ولی لڑکی کا ہو اور جہان سے پیغام آیا ہے وہ اسکے کفو ہون (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰) کوئی نابالغ کسی دوسرے کا ولی نہین ہو سکتا گو وہ باہم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہون۔ وصی نکاح کا ولی نہین ہو سکتا اگرچہ وصیت کرنیوالے نے اسکو نکاح کا اختیار بھی دیدیا ہو

ان لوگون کا بیان ہو چکا جو ولی ہو سکتے ہین اب ولی کے اختیارات بیان کیے جاتے ہین

ولی کو اختیار ہے کہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح جبراً کر دے اور باپ دادا کو یہان تک اختیار حاصل ہے کہ چاہین صریح نقصان کیساتھ نکاح کر دین اور چاہین کسی غیر کفو کے ساتھ نکاح کر دین۔ باپ دادا کے سوا

عه مولی الموالات وہ شخص ہے جس سے اس نے یہ کہکر باہم اسبات کا معاہدہ لے لیا ہو کہ اگر مین کوئی جنایت کرونگا تو اسکا تاوان تمکو دینا ہوگا اور جو مال چھوڑ جاؤنگا وہ تمکو میری میراث ملیگی ۱۲ عه جنون مطبق وہ ہے جو کم از کم ایک مہینے تک رہے ۱۲ عه وجہ یہ ہے کہ کفو بہت وقت سے دستیاب ہوتے ہین معلوم نہین پھر دستیاب ہو یا نہو ۱۲ عه وصی اس شخص کو کہتے ہین جسکے لیے کچھ وصیت کیجائے ۱۲ عه صریح نقصان سے مراد مہر مین سخت دھوکہ کھا جانا مثلاً لڑکے کا ولی ہے تو اسکا نقصان یہ ہے کہ زیادہ مہر بندھ جائے لڑکی کے ولی کا نقصان یہ ہے کہ کم مہر بندھ جائے ۱۲ عه اوپر ہم لکھ چکے ہین کہ یہی مذہب صحیح ہے متاخرین کا اسی پر فتوی ہے حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے اسی کو روایت کیا ہے ۱۲

اگر اور کوئی ولی لڑکی کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کر دیگا تو وہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر صریح نقصان کے ساتھ کر دیا ہے تب بھی صحیح نہ ہوگا خواہ لڑکے کا نکاح ہو یا لڑکی کا۔ ولی کو بالغ لڑکے یا لڑکی کے بجبر نکاح کر دینے کا اختیار نہین ہی خواہ لڑکی کنواری ہو یا نہین اور خواہ ولی باپ دادا ہو یا کوئی اور عزیز۔ ہان مستحب ہی کہ بالغ لڑکی اپنے نکاح کا معاملہ اپنے ولی کے سپرد کر دے مگر درحقیقت یہ ایک قسم کی وکالت ہو جائیگی نہ ولایت مجنون اور معتوہ اگرچہ بالغ ہون مگر اُن کے بجبر نکاح کر دینے کا حق ولی کو حاصل ہی اسیطرح لونڈی غلام اگرچہ بالغ ہون مگر اُن کے مالک کو بجبر اُن کا نکاح کر دینیکا اختیار بالغ مرد یا عورت اگر بغیر اجازت اور رضامندی ولی کے اگر اپنا نکاح کر لین تو صحیح ہو جائیگا لیکن عورت اگر غیر کفو کے ساتھ اپنا نکاح بغیر رضامندی ولی کے کرے تو درست نہوگا گو بعد نکاح کے وہ ولی رضامند ہو جائے۔

اگر کوئی عورت بغیر رضامندی ولی کے مہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کسی کے ساتھ کرے تو ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہے وہ اس نکاح کو قاضی کے ذریعہ سے فسخ کرا سکتا ہی اور اگر مہر کی کمی پوری کر دی جاے تو پھر اسکو فسخ کرانیکا حق نہین ہے۔

اگر کسی عورت کے کئی ولی ہون اور سب درجہ مین مساوی ہون تو اُنمین سے بعض کا راضی ہونا مثل کل کے راضی ہوجانیکے ہی اور اگر وہ سب ولی درجہ مین مساوی نہین ہین بلکہ کوئی قریب ہی

ع ۱ اس مسئلہ مین امام شافعی مخالف ہین وہ کہتے ہین کہ جو عورت کنواری ہو گو وہ نابالغ ہو ولی کو اُسکے بجبر نکاح کر دینے کا اختیار نہین ہی اور جو عورت کنواری ہو اُسکے بجبر نکاح کر دینے کا اختیار ہی گو وہ بالغ ہو چکی ہو ۱۲ ع معتوہ اس شخص کو کہتے ہین جسکی عقل مین فتور آگیا ہو بالکل مسلوب العقل نہو ۱۲ ع ولی کے بغیر رضامندی نکاح کرنیکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ ولی کو خبر ہی نکیجاے جس سے اسکی رضامندی کا حال معلوم ہو دوسرے یہ کہ اسکو خبر کیجاے مگر وہ سکوت کرے یا کہدے کہ مین راضی نہین ہون ۱۲ (بحرالرائق) ع درجہ مین مساوی ہونیکی یہ صورت ہے کہ اُسکے ولی اُسکے لڑکے ہون اور وہ کئی ہون ۱۲

کوئی بعید تو بعید کے راضی ہو جانے سے قریب کا راضی ہو جانا لازم نہین - قریب کو اعتراض کا حق حاصل ہوگا ولی کا سکوت کر لینا اُسکی رضامندی کی دلیل نہین ہو سکتا لیکن اگر کوئی فعل اس قسم کا اُس سے صادر ہو جس سے رضامندی سمجھی جاتی ہو تو وہ فعل رضامندی کی دلیل ہو سکتا ہے مثلاً ولی نے زرمہر پر قبضہ کر لیا یا سامان جہیز لے لیا - ہان اگر ولی اتنے زمانہ تک سکوت کیے رہے کہ اس عورت کے بچہ ہو جاے تو اب اُسکا سکوت رضامندی کے حکم مین ہوگا اور اب اسکو کسی طرح اعتراض کا حق باقی نہ رہیگا نابالغ کو بعد بلوغ کے اس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہی جو بحالت نابالغی اُس کے ولی نے کیا ہو یا ولی کی اجازت سے اُسنے کیا ہو اگرچہ باہم زوجین مین خاص استراحت کی بھی نوبت آچکی ہو مگر باپ دادا کے کیے ہوے نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار نہین ہی -

اسی طرح اگر کسی کا نکاح بحالت جنون اُسکے ولی نے کر دیا ہو تو بعد ہوش آجانے کے وہ اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہی مگر باپ دادا کے یا اپنے بیٹے کے کیے ہوے نکاح کو فسخ نہین کر سکتا مگر اس نکاح کے فسخ ہو جانیکی دو شرطین ہین (۱) یہ کہ قاضی کے ذریعہ سے فسخ کرایا جاے -
(۲) یہ کہ اگر اُس نابالغ مرد یا عورت کو نکاح کا علم پہلے سے ہی تو جسوقت بالغ ہو یعنی جسوقت اپنے بلوغ کا علم حاصل ہوگا اسیوقت نکاح سے اپنی نارضامندی ظاہر کر دے اور پہلے سے علم نتھا تو جسوقت علم حاصل ہو فوراً اسیوقت اپنی ناراضی کا اظہار کر دے - اگر بلوغ کے بعد یا نکاح کا علم حاصل ہونے کے بعد باکرہ عورت تھوڑی دیر بھی سکوت کر جاے باوجودیکہ بولنے کا اختیار رکھتی ہو تو اسکو فسخ کا اختیار باقی نہ رہیگا خواہ اُسکو یہ مسئلہ معلوم ہو یا نہین کہ بغیر سکوت سے میرا اختیار باطل ہو جائیگا (در مختار - رد المحتار ج ۲ ص ۴۳۶)

عـہ اگر کوئی شخص بالغ ہو گیا مگر اسکو اپنے بلوغ کا علم حاصل نہین ہوا تو اسکو جب علم ہو اُسیوقت انکار کرنا چاہیئے - مرد کو اپنے بلوغ کا علم اسطرح حاصل ہوگا کہ اُسکو احتلام ہو اور وہ اپنے کپڑون پر منی کا نشان دیکھے اور عورت کو اس طرح کہ اس کو حیض آجائے ۱۲ عـہ پس اگر جس وقت اُسکو خبر نکاح کی پہونچے یا بالغ ہوئی کسی نے اُسکا منھ بند کر لیا تو اس حالت کا سکوت رضامندی کی دلیل نہین ہو سکتا ۱۲

نابالغ لڑکے اور ثیبہ عورت کا اختیار البتہ اسکے سکوت سے باطل نہوگا تاوقتیکہ صریح رضامندی اپنی نظاہر کردے یا کوئی فعل ایسا کرے جس سے رضامندی[ع] سمجھی جائے۔

لونڈی[ع] کو بعد آزاد ہوجانیکے اپنے اُس نکاح کے فسخ کردینے کا اختیار ہے جو لونڈی ہونیکی حالت مین اُسکے مالک نے کردیا تھا اور اسکو اس نکاح کے فسخ کرنیکے لیے قاضی کی ضرورت نہین ہے اور جس مجلس مین وہ ازاد کی گئی ہو یا جس مجلس مین اسکو اپنے نکاح کا علم حاصل ہوا ہو اس مجلس کے آخر تک اُسکو فسخ کرنیکا اختیار ہے اگر قبل مجلس بدلنے کے وہ کچھ دیر سکوت کیے رہے تو اسکا اختیار باطل نہوگا ہان اگر مجلس بدل جاے اور وہ کچھ نہ کہے تو اُسکا اختیار باطل ہوجائیگا بشرطیکہ وہ اس مسئلہ سے واقف[ع] ہو کہ میرے اسقدر سکوت سے میرا اختیار باطل ہوجائیگا۔

ولی کو یہ اختیار ہے کہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح خود اپنے ساتھ کرلے مگر بعد بالغ ہونیکے اُس نابالغ کو اختیار فسخ کا بدستور باقی رہیگا۔قاضی کو یہ اختیار نہین ہے کہ جس نابالغ کا وہ ولی ہو اُسکا نکاح اپنے ساتھ یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ کردے جسکی گواہی اُسکے حق مین مقبول نہو

اگر کسی عورت کا نکاح اُسکے ولی نے مثلاً زید کے ساتھ کردیا اور دوسرے ولی نے مثلاً خالد کے ساتھ اسی عورت کا نکاح کردیا پس اگر یہ دونون ولی درجہ مین مساوی ہین تو انمین سے جس شخص نے پہلے نکاح کیا ہے اُسکا صحیح ہوجائیگا اور اگر یہ معلوم نہوسکے کہ کون پہلے ہوا اور کون پیچھے تو دونون نکاح باطل ہوجائینگے اور اگر دونون ولی درجہ مین مساوی نہون تو ولی قریب نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہوجائیگا اور ولی بعید کا کیا ہوا نکاح باطل ہوجائیگا۔

ع مثلاً اپنا مہر طلب کرے یا نفقہ مانگے یا ہنس دے ۱۲ ع لونڈی کی تخصیص اسلیے کی گئی کہ غلام کو یہ اختیار نہین کہ جو نکاح اُسکے مالک نے کردیا تھا اسکو وہ بعد آزاد ہونیکے فسخ کرسکے ۱۲ ع لونڈی کیلیے مسئلہ سے واقف ہونا عذر ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کی خدمت مین مصروف رہتی ہے تحصیل علم کا اسکو موقع نہین ملتا بخلاف ازاد عورت کے کہ اسکو تحصیل علم کا موقع ہر وقت حاصل ہے پس اسکے حق مین مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہین سمجھا گیا ۱۲

ولی بعید کو بحالت نہ موجود ہونے ولی قریب کے لڑکی کے نکاح کردینے کا اختیار ہی بشرطیکہ ولی قریب ایسے مقام[ع] مین ہو کہ اگر اُسکے آنیکا انتظار کیا جاے تو وہ نسبت نکاح کی قطع ہوجائیگی اور جہان ٹھہری ہی وہ کفو ہو **مثال** کسی نابالغ لڑکی کا باپ سفر مین گیا اُسکی غیبت مین کسی کفو کے یہان سے اس لڑکی کے نکاح کا پیغام آیا تو اس لڑکی کا نکاح اسکا دادا کرسکتا ہی بشرطیکہ شوہر کی طرف کے لوگ اُسکے باپ کے لوٹنے تک انتظار کرنے پر راضی نہون پھر جب باپ اُسکا لوٹ کر آجائیگا تو وہ اس نکاح کو فسخ نہین کرسکتا۔

ولی قریب کی موجودگی مین اگر ولی بعید نکاح کردے تو وہ نکاح اس ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہیگا اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کردیگا تو نکاح صحیح ورنہ باطل ہوجائیگا

ولی قریب اگر نکاح کردینے سے انکار کرے تو ولی بعید نکاح کرنیکا اختیار رکھتا ہی۔

ولی اگر کسی بالغ عورت کا نکاح کرنا چاہے اور اُس سے اجازت طلب کرے خواہ خود یا بذریعہ اپنے وکیل کے یا نکاح کردے بعد اسکے اُس عورت کو خبر کرے تو اگر وہ عورت اپنی رضامندی ظاہر کردے یا سکوت کرلے یا کوئی فعل ایسا کرے جو حسب رواج رضامندی کے منافی نہو تو وہ نکاح صحیح ہوجائیگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ[ع]۔

اگر کوئی مرد یا عورت کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنادے یعنی اسکو یہ اختیار دیدے کہ تو جسکے ساتھ چاہے میرا نکاح کردے تو وہ وکیل جسکے ساتھ اُسکا نکاح کردیگا صحیح ہوگا مگر اس نکاح کے صحیح ہونیکی یہ شرط ہی کہ جسقدر مہر موکل نے کہدیا ہی اسکے خلاف نہو اگر اسکے خلاف ہوجائیگا

ع بعض فقہانے سفر مین مدت قصر کا اعتبار کیا ہی یعنی اگر وہ ایسا سفر ہو کہ اسمین قصر جائز ہو تو ولی بعید کو اختیار رہے ورنہ نہین مگر یہ قول قوی نہین ہی ۱۲ شامی ع بعض لوگون نے لکھا ہے کہ ثیبہ عورت جب تک صریح اجازت نہ دے اسکا نکاح صحیح نہ ہوگا مگر درحقیقت یہ بات رواج سے متعلق ہی جہان کہین یہ رواج ہو کہ ثیبہ عورتین صریح اجازت دیتی ہون وہان بغیر اُن کی صریح اجازت کے نہ ہوگا اور جہان یہ رواج نہ ہو وہان یہ قید نہین ہی ۱۲

تو نکاح نہ ہوگا ہان اگر موکل بعد مین اپنی رضا مندی اس مہر سے ظاہر کردے تو نکاح ہو جائیگا
اگر وکیل نے موکل کے مقرر کیے ہوے مہر کے خلاف پر نکاح کر دیا اور موکل کو یہ بات معلوم نہین ہوئی
تو جس وقت یہ بات اسکو معلوم ہو جائیگی اور وہ اُس سے راضی ہو جائیگا تو نکاح صحیح رہیگا اور اگر اُس سے
راضی نہ ہوگا تو نکاح باطل ہو جائیگا گو باہم خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی ہو **مثال** (۱) کسی
مرد نے کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل کر دیا اور اُس سے کہدیا کہ ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل
نے دو ہزار مہر پر نکاح کر دیا اور موکل کو اس امر کی اطلاع نہین کی یہانتک کہ زوجین مین خاص استراحت
کی نوبت آگئی تو اب بھی اس مرد کو اختیار ہے چاہے نکاح کو قائم رکھے چاہے باطل کر دے وکیل کو
اختیار نہین ہے کہ یہ کہے کہ مین زیادتی اپنے پاس سے دیدونگا (۲) کسی عورت نے کسی کو اپنے
نکاح کا وکیل کیا اور کہدیا کہ چار سو روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل نے اسکا نکاح تین سو مہر پر کر دیا
اور اس عورت کو اطلاع نہین کی یہانتک کہ اُس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی تو
اب بھی اس عورت کو اختیار ہے چاہے نکاح قائم رکھے چاہے باطل کر دے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)
اگر موکل نے ایک عورت سے نکاح کرنیکی اجازت دی ہو اور وکیل دو عورتون سے نکاح کر دے
تو یہ دونون نکاح باطل ہو جائینگے۔

حاصل یہ ہے کہ وکیل اگر اپنے موکل کے حکم خلاف کرے مگر وہ بات موکل کے حق مین زیادہ
مفید ہو یا خلاف بہت ہی خفیف ہو تو وہ نکاح قطعاً صحیح ہو جائیگا اور اگر وہ بات موکل کے حق مین
مفید نہین بلکہ مضر ہو تو یہ نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا **مثلاً** کسی موکل نے اپنے وکیل سے یہ
کہا کہ میرا نکاح بوڑھی یا اندھی عورت سے کر دے وکیل نے آنکھ والی یا جوان عورت سے اُسکا نکاح کر دیا یا مثلاً موکل
مرد نے کہا تھا کہ پانچسو روپیہ مہر پر میرا نکاح کر دے وکیل نے چار سو روپیہ مہر پر کر دیا یا موکل عورت ہو اور وہ
کہے ایکہزار روپیہ مہر پر نکاح کر دے وکیل دو ہزار مہر پر نکاح کر دے تو یہ سب نکاح قطعاً صحیح ہو جائینگے کیونکہ

اِن سب صورتون مین وکیل کی مخالفت موکل کے حق مین مضر نہین ہی (بحرالرائق جلد ۳ صہ ۱۵۱)

وکیل کو یہ بھی اختیار ہو کہ اپنے موکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کرلے

اگر کوئی فضولی کسی شخص کا نکاح کردے اور بعد اسکے اُس شخص کو خبر کرے جسکا نکاح کیا ہے پس اگر وہ راضی ہوجاے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجائیگا۔ اگر فضولی کے مرجانے کے بعد نکاح سے رضامندی ظاہر کردیجاے تب بھی نکاح صحیح ہوجائیگا۔

وکیل کو نکاح کردینے کے بعد قبل اجازت کے فسخ کردینے کا اختیار رہے۔ فضولی کو یہ اختیار نہین ہی مثال کسی وکیل نے اپنے موکل کا نکاح ایک بالغ عورت سے بغیر اُسکی اجازت کے کردیا تو اس وکیل کو اختیار ہے کہ قبل اس عورت کی اجازت کے اس نکاح کو فسخ کردے اور اپنے موکل کا نکاح دوسری عورت سے کردے بخلاف فضولی کے کہ وہ نکاح کرچکنے کے بعد خود فسخ کرنیکا اختیار نہین رکھتا وکیل کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنے موکل کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ یا اُس نابالغ لڑکی کے ساتھ کردے جسکا وہ ولی ہی اور اگر ایسا کرے تو موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا اگر وہ راضی ہوجائیگا تو نکاح صحیح ہوجائیگا ورنہ باطل ہوجائیگا

(بحرالرائق جلد ۳ صہ ۱۵۱)

مسئلہ ایک ہی شخص زوجین کی طرف سے ایجاب و قبول دونون کرسکتا ہی بشرطیکہ وہ دونون[ع] کا ولی ہو یا دونون کا وکیل ہو یا ایک طرف سے وکیل ہو دوسری طرف کا ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف کا ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف کا وکیل۔ فضولی کو اختیار نہین ہے کہ وہ دونون طرف سے خود ہی ایجاب و قبول کرے

ع دونون کے ولی ہونیکی صورت یہ ہی کہ ایک اسکا بیٹا ہو ایک اسکی بھتیجی دونون کے وکیل ہونیکی صورت ظاہر ہے ایک طرف سے وکیل دوسری طرف کا ولی ہو مثلاً اسکا بیٹا ہو یا بھتیجا ایک طرف سے اصیل ہونیکی صورت یہ ہی کہ خود اپنے ساتھ اپنے چچا کی بیٹی یا موکلہ کا نکاح کرلے ۱۲

کفو کا بیان

نکاح کے صحیح ہونیکی چوتھی شرط یہ ہی کہ عورت اگر غیر کفو سے نکاح کرے تو ولی کی رضامندی شرط ہے۔ کفو کی تعریف تو ہم مقدمہ مین بیان کرچکے ہین اب چند مسائل اسکے یہان درج کرتے ہین۔

(۱) کفو ہونیکا اعتبار صرف مرد کیطرف سے ہی یعنی مرد عورت کا کفو ہونا چاہیے۔ عورت اگر مرد کی کفو نہو تو کچھ حرج نہین۔

(۲) کفاءت کا اعتبار صرف ابتداے نکاح کیوقت ہی اگر کوئی مرد نکاح ہوتے وقت کفو تھا مگر بعد نکاح کے کفاءت جاتی رہی مثلاً پہلے پرہیزگار تھا اب بدکار ہوگیا تو اب نکاح فسخ نہوگا۔

(۳) اگر کسی عورت نے اپنا نکاح کسی غیر کفو کے ساتھ کرلیا مگر نکاح کرتے وقت یہ نہ معلوم تھا کہ وہ کفو نہین ہی بعد نکاح کے معلوم ہوا تو اس عورت کے ولی اس نکاح کو فسخ کرسکتے ہین۔ بشرطیکہ یہ نکاح بغیر ان کی اجازت کے ہوا ہو اور اگر اس عورت کا نکاح اُنھین اولیا نے کیا ہو تو پھر انکو بھی فسخ کرانیکا اختیار نہین ہان اگر نکاح کرتے وقت اس عورت نے یا اُسکے اولیا نے مرد سے اسبات کی شرط کرلی ہو کہ ہم تیرے ساتھ اسی شرط پر نکاح کرتے ہین کہ تو کفو ہی یا اُس مرد نے اُن لوگون سے کہا ہو کہ مین تمھارا کفو ہون اور انھون نے اسکے کہنے پر اعتبار کرکے نکاح کردیا ہو تو اب اگر بعد نکاح کے معلوم ہوگا کہ وہ مرد کفو نہین تو اس عورت کے یا اسکے اولیا کو نکاح فسخ کردینے کا اختیار ہے

(۴) کفو ہونیکے لئے صرف اُنھین چھ چیزون مین برابری شرط ہی جنکا ذکر ہم مقدمہ مین کرچکے ہین

ف اس کلیہ کے خلاف ایک جزئیہ علامہ شامی نے بیان کیا ہی کہ اگر کوئی حجام کسی مجہول النسب عورت سے نکاح کرے اور بعد اس نکاح کے کوئی قریشی اس امر کا دعویٰ کرے کہ یہ لڑکی میری ہی اور اسکو ثابت کردے تو اب قریشی کو اختیار ہے کہ اس عورت کا نکاح اس حجام سے فسخ کرادے مگر دراصل یہ جزئیہ اسکے خلاف نہین بلکہ یہ ایک جداگانہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت کفو ہونا نامعلوم تھا اب معلوم ہوا اور ایسی حالت مین ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے بشرطیکہ اسکی بے اجازت نکاح ہوا ہو ۱۲

ان کے علاوہ اور کسی بات مین برابری شرط نہین نہ عقل مین برابر ہونا شرط ہی نہ عمر مین برابر ہونا شرط ہی نہ حسن وجمال مین نہ عیوب سے سالم ہونا۔

اگر کوئی شخص خود مالدار نہ ہو مگر اُس کے ماں باپ مالدار ہون اور اُسکی خرچ کی کفالت کیے ہوں تو وہ شخص مالدار سمجھا جائیگا اُسکے کفو ہونے مین کسی طرح کا نقصان نہو گا۔ مقدمہ مین ہم لکھ چکے ہین کہ غیر عربی النسل عربی النسل کا کفو نہین ہو سکتا اِس سے ایک صورت مستثنیٰ ہی وہ یہ کہ اگر غیر عربی النسل علم دین کا عالم ہو تو وہ عربی النسل بلکہ خاص قریشی عورت کا جو علم سے بے بہرہ ہو کفو ہو جائیگا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۲۵)

نکاح کی چار شرطون کا بیان ہو چکا اب تین شرطین اور باقی ہین مگر پانچوین اور ساتوین شرط بالکل صاف ہی اُسکے شرح کرنے کی حاجت نہین اب ہم چھٹی شرط کا ذکر کرتے ہین۔

مہر کا بیان

ہم لکھ چکے ہین کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیئے شرط ہے کہ یہ نیت نہ ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا اس شرط کو اور لوگون سے ذکر نہین کیا بعض نے اِس کے

عـہ بعض لوگون نے اِس کے علاوہ اور باتین بھی لکھی ہین جنمین برابری ہونا چاہیئے مثلاً فتاوی حامدیہ مین ہے کہ مرد کا خاص مباشرت پر قادر ہونا بھی کفاءت کی شرط ہی اگر باپ دادا کے علاوہ اور کوئی ولی عورت کا نکاح کسی عنین کے ساتھ باوجود علم کے کردے تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا یا مثلاً فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے کہ متاخرین کا اسمین اختلاف ہی کہ عقل مین برابری شرط ہی یا نہین مگر یہ اقوال ضعیف ہین ۱۲ عـہ بعض لوگون نے لکھا ہے کہ غیر عربی النسل قریشی عورت کا کفو نہین ہو سکتا گو کتنا ہی بڑا عالم کیون نہو۔ علامہ شامی اس قول کو رد کر کے لکھتے ہین کہ یہ کون کہیگا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام حسن بصری جو عربی النسل نہین ہین ایک عربی النسل جاہل عورت کے کفو نہین ہین ۱۲

خلاف لکھا ہی۔ع۵

مہر کا ذکر کرنا نکاح کے صحیح ہونیکی شرط نہین ہی اگر مہر کا ذکر نہ کیا جاوے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب ہوگا۔

مہر مین دو باتین شرط ہین (۱) یہ کہ وہ از قسم مال ہو ع۶ پس اگر کوئی شخص کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اُسکا مہر اُسکی آزادی کو قرار دے تو صحیح نہین یعنی یہ آزادی مہر نہوگی کیونکہ آزادی از قسم مال نہین ہی اسی طرح اگر کوئی شخص سور یا شراب کو مہر قرار دے تب بھی صحیح نہین کیونکہ یہ دونون چیزین شریعت مین مال نہین سمجھی گئین۔

وہ منافع جنکے معاوضہ مین اجرت لینا جائز ہی از قسم مال سمجھے جائینگے اور انکا مہر قرار دینا صحیح ہوگا پس اگر کوئی شخص اپنی بی بی کا مہر اپنے گھوڑے کی سواری یا اپنے ملازم کی خدمت یا اپنے گھر کی سکونت کو قرار دے تو صحیح ہی کیونکہ اِن چیزون کے مقابلہ مین اجرت لینا جائز ہی لیکن اگر شوہر خود اپنی خدمت کو مہر قرار دے **مثلاً** یہ کہے کہ مین سال بھر تک تیرا پانی بھر دیا کرون گا تو درست نہین کیونکہ اس مین شوہر کی اہانت ہی ہان اگر کوئی ایسی خدمت ہو جو باعث

ع۵ اکثر فقہانے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مہر نہ دینے کی شرط کرے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور شوہر کے ذمہ مہر مثل واجب ہو جائیگا مگر اسکی دلیل کوئی نہین بیان کرتے اور جو بیان کرتے ہین اُس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی مثلاً یہ آیت پیش کرتے ہین لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ یعنی تمپر کچھ گناہ نہین اگر تم اپنی بی بیون کو طلاق دیدو قبل اسکے کہ انسے خاص استراحت کرو یا انکا مہر مقرر کرو اس آیت سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مہر مقرر کیے ہوئے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہی اور یہ ہم بھی کہتے ہین کہ مہر کا ذکر کرنا شرط نہین یہ ثابت نہین ہوتا کہ مہر کے ندینے کی نیت ہو تب بھی نکاح صحیح ہو جائیگا اور یہ بات دوسری آیت سے ثابت ہی کہ مہر کا ہونا نکاح کے لیے نہایت ضروری ہی پس جب اسکے ندینے کی نیت ہوگی تو نکاح کیسے صحیح ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہی ان تبتغوا باموالکم محصنین یعنی بشرطیکہ تم اپنے مال کے بدلہ مین نکاح کرنا چاہو ۱۲ ع۶ شافعیہ اسکے خلاف ہین انکے نزدیک از قسم مال ہونا ضروری نہین ہماری دلیل یہی آیت ہی ان تبتغوا باموالکم اللہ تعالی نے مال کی تخصیص کردی ہے ۱۲

ولت نہین جیسے بکریون کا چرانا یا کاشت کر دینا تو درست ہی اسیطرح اگر شوہر اپنی زوجہ کے مالک یا ولی کی خدمت کر دینے کو مہر قرار دے تب بھی درست ہی بشرطیکہ زوجہ راضی ہوجاے اور وہ عورت اگر چاہے تو اپنے ولی سے اس خدمت کی قیمت لے سکتی ہے ہان لونڈی اپنے مالک سے نہین لے سکتی کیونکہ لونڈی کے مال کا مالک اُسکا آقا ہے بخلاف آزاد عورت کے کہ اُسکے مال کا مالک اُسکا ولی نہین ہے ۔

اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کو مہر قرار دے تو جائز نہین کیونکہ تعلیم قرآن اُن منافع مین نہین ہی جنکے مقابلہ مین اجرت لینا جائز ہے ۔

(۲) دوسری شرط یہ ہی کہ مہر کم سے کم دس درہم چاندی کی قیمت کا ہو خواہ چاندی سونے کی قسم سے ہو یا اور کوئی چیز ہو جسکی قیمت دس درہم کے برابر ہو ۔ پس اگر کوئی شخص دس درہم سے

عہ بکریون کا چرانا ذلیل کام نہین ہی دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے چرائے ۱۲

عہ جیسے حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا تو یہی مہر مقرر کیا تھا کہ تم میری بکریان آٹھ برس تک چرا دو اس قصہ کو حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین ذکر فرمایا ہی اور پھر اسکے بعد کوئی ذکر اس امر کا نہین ہی کہ یہ حکم اب منسوخ ہی لہذا اسپر عمل باقی ہی بعض لوگون نے اس قصہ سے یہ بھی ثابت کیا ہی کہ اگر خود بی بی کی خدمت کو مہر قرار دے تب بھی درست ہی حالانکہ یہ بات اس قصہ سے ثابت نہین ہوتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو خدمت کی تو اپنی بی بی کے باپ کی نہ کہ اپنی بی بی کی ۱۲

عہ شافعیہ کہتے ہین کہ تعلیم قرآن کو مہر قرار دینا درست ہی اس لئے کہ صحیح بخاری مین مروی ہی کہ حضرت نے ایک شخص کا نکاح کیا اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہی اُسنے عرض کیا کچھ نہین آپنے فرمایا کوئی لوہے کی انگوٹھی تلاش کر لا اسنے تلاش کی مگر وہ بھی نہ نکلی تو آپ نے فرمایا کہ جسقدر قرآن تیرے پاس ہی یعنی تجھے یاد ہی اُسکے عوض مین مینے تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا حنفیہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین بما معک من القرآن کا ترجمہ جسقدر قرآن تیرے پاس ہے اسکے عوض صحیح نہین ہی بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ جسقدر قرآن تیرے پاس ہے اسکی وجہ سے تیرے ساتھ نکاح کر دیا یعنی چونکہ یہ بزرگی تجکو حاصل ہی اگرچہ اسوقت مال دنیاوی تیرے پاس نہین ہی اس سبب سے مینے تیرے ساتھ نکاح کر دیا اور مہر کا ذکر تو آپنے اسوجہ سے نہین کیا کہ جب اسکے پاس ہوگا دس درہم دیدیگا یا آپنے ذکر فرمایا مگر راوی نے نقل نہین کیا بعض متاخرین حنفیہ نے بھی اس بنا پر کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا انکے نزدیک بضرورت جائز ہے تعلیم قرآن کو عند الضرورت مہر قرار دینا بھی جائز کر دیا ہی مگر یہ صحیح نہین نہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہ اسکو مہر قرار دینا جائز چنانچہ ہم آیندہ اسکی تحقیق کرینگے ۱۲

کم مہر باندھے تو صحیح نہین عــ۵ دس درہم اُسکے ذمہ واجب ہوجائینگے۔ اگر کسی شخص نے مہر مین کوئی چیز ایسی مقرر کردی جسکی قیمت اُسوقت دس درہم کی تھی مگر اسکے بعد وہ چیز ارزان ہوگئی یہانتک کہ جب اُسنے اپنی بی بی کو وہ چیز دی اسوقت اُسکی قیمت آٹھ درہم کی تھی تو کچھ حرج نہین اُسکے ذمہ اسی چیز کا دیدینا واجب ہے۔

مثال کسی شخص نے دو گز کپڑے پر مہر باندھا جسوقت نکاح ہوا اُسوقت تو اُس کپڑے کی قیمت فی گز پانچ درہم تھی مگر بعد نکاح کے وہ کپڑا ارزان ہوگیا کہ جسوقت اُسنے اپنی بی بی کو وہ کپڑا دیا تو اسکی قیمت فی گز چار درہم تھی تو اس صورت مین شوہر کو اس کپڑے سے زیادہ دینے کی ضرورت نہین۔

زیادہ مہر کی کوئی حد شریعت نے نہین مقرر فرمائی جسقدر دینے کی جس شخص مین استطاعت ہو اسقدر مہر باندھ سکتا ہے۔ مگر مناسب یہ ہے کہ بنظر اتباع سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات و بنات طیبات کے مہرون مین سے کسی مہر کو اختیار کرے جو ہم ذیل مین نہایت محقق روایات سے درج کرتے ہین۔

علماے سیر نے لکھا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بی بیان ایسی تھین جنکو آپکی خاص استراحت کا شرف حاصل ہوا تھا انمین سے ام المومنین خدیجہ اور ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی مین وفات پاچکی تھین

عــ۵ شافعیہ کے نزدیک دس درہم سے کم مہر بھی درست ہے کیونکہ بعض احادیث مین اس سے کم مہر وارد ہوا ہے حنفیہ کہتے ہین وہ سب حدیثین ضعیف ہین سوا اُس حدیث کے جسمین لوہے کی انگوٹھی کا ذکر ہے جو اصح صحیح بخاری سے منقول ہے جسکی نسبت یہ بھی یہ احتمال ہے کہ شاید آپنے اس انگوٹھی کی تلاش مہر کا بعض حصہ ادا کرنیکے لیے کرائی ہو نہ کہ یہی انگوٹھی پورا مہر تھی کیونکہ اُس ماننے مین دستور تھا کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خاص استراحت کے ادا کردیا کرتے تھے پس اس حدیث سے استدلال شافعیہ کا صحیح نہین اور حنفیہ کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ لا مہر اقل من عشرۃ دراہم یعنی مہر دس درہم سے کم (درست) نہین اس حدیث کو بیہقی نے بسند ضعیف اور ابن ابی حاتم نے بقول حافظ ابن حجر بسند حسن روایت کیا ہے ۱۲ دس درہم موافق وزن رائج کے ایک تولہ و ماشہ ۷ رتی کے ہوتے ہین کیونکہ ایک درہم دو ماشہ ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہے جیساکہ ہم چوتھی جلد مین بہت تحقیق سے لکھ چکے ہین ۱۲

باقی نو بی بیان آپکے بعد تک زندہ رہین ہمنے یہان انھین گیارہ بی بیون کا ذکر کیا ہی
سوا انکے بین یا کچھ زیادہ بی بیان اور ہین کہ بعض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح
کیا مگر خاص استراحت کی نوبت نہین آئی کہ اُن سے مفارقت فرمائی اور بعض سے صرف خواستگاری
نکاح کی فرمائی مگر نوبت نکاح کی نہین آئی اور بعض سے نکاح ہو چکا تھا مگر جب آیت نازل ہوئی
یاایھا النبی لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن
سراحا جمیلاً تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اس آیت کا مضمون سنا دیا اور انھون
سنے علٰحدگی اختیار کی

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین ایک بارہوین بی بی کا بھی پتہ دیا ہی
انکا نام ریحانہ بنت زید تھا پہلے یہودی تھین قید ہو کر آئی تھین حضرت نے انکو آزاد کر کے
سلنہ ہجری مین اُن سے نکاح کر لیا حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت ان بی بی نے وفات پائی (شرح
سفر السعادۃ ص۵۵۵) مگر اکثر علما اسکے مخالف ہین کہتے ہین کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ازواج
مین سے نہ تھین بلکہ لونڈیون مین تھین واللہ اعلم

صاحبزادیان آپکی چار تھین انمین سے تین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی وفات
پا گئی تھین صرف حضرت فاطمہ زہرا آپکے بعد باقی رہ گئی تھین۔

اب ہم دو نقشہ بناتے ہین ایک مین ازواج پاک کے مہر لکھے گئے ہین اور دوسرے مین بنات
طاہرات کے۔ ایک خانہ مین مہر کی مقدار اُس وزن سے لکھدی گئی ہی جو حضرت کے زمانہ مین رائج
تھا دوسرے خانہ مین اس زمانہ کے مروج وزن کے حساب سے۔ تیسرے خانہ مین
اسکی قیمت اس زمانہ کے حساب سے۔ چوتھے خانہ مین مختصر حالات

ترجمہ اے نبی اپنی بی بیون سے کہدو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اسکے ساز و سامان کی چاہتی ہو تو آؤ مین تمھین کچھ مال دیدون اور تمھین اچھی طرح سے رخصت کر دون ۱۲

نقشہ مہر امہات المومنین یعنی ازواج سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ام المومنین کا نام	مقدار مہر بوزن قدیم شرعی	وزن رائج	قیمت بحساب روپیہ انگریزی	مختصر کیفیت
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	۱۲۔ اوقیہ طلا	۹۱ تولہ ایک ماشہ ۶ رتی طلا	[illegible] ۱۳/۸ پائی	ان کے والد کا نام خویلد ہے ماں کا نام فاطمہ پہلے ابو ہالہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق بن عائذ کے نکاح میں آئیں بعد کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اسوقت عمر ان کی چالیس سال کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال سب اولاد آپکی انھیں سے تھی سوا حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے واقعہ فیل سے پچیس سال پہلے ان کے ساتھ نکاح ہوا اور ہجرت سے تین برس پہلے وفات پائی مقبرہ حجون مکہ معظمہ میں مدفون ہیں ۔
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لعہ ۸ر	ان کے والد کا نام زمعہ ماں کا نام شموس پہلے ان کا نکاح سکران کے ساتھ ہوا یہ دونوں اول بعثت میں مسلمان ہوئے اور حبش کیطرف ہجرت کی سکران کی وفات کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں حضرت معاویہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات پائی گہوارہ کی ایجاد سب سے پہلے انھیں کے جنازہ کے لیے ہوئی تھی مدینہ منورہ میں مدفون ہیں ۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لعہ ۸ر	ان کے والد کا نام ابو بکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بعمر شش سالگی حضرت کے عقد نکاح میں آئیں ۔ سن حضرت کی وفات کے وقت انکی عمر اٹھارہ سال کی تھی حضرت کو تمام ازواج سے زیادہ ان کے ساتھ محبت تھی حضرت معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی مدینہ منورہ جنت البقیع میں مدفون ہیں ۔

بقیہ نقشہ مہر امہات المومنین

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۱۰۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ ۸/	ان کے والد کا نام حضرت عمر فاروق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کا نام زینب بنت مظعون پہلے خنیس بن حذافہ کے ساتھ نکاح ہوا جب غزوہ بدر یا احد کے بعد انکی وفات ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں شعبان سنہ ۳ھ میں انکے ساتھ ہوا۔ جمادی الاولی سنہ ۴۱ ہجری میں بعہد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پائی۔
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۱۰ درہم نقرہ	ایک تولہ ۹ ماشہ ۷ رتی نقرہ	عہ / ۴ آنہ ۲ پائی	نام انکا ہند والد کا نام ابو امیہ ماں کا نام عاتکہ پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ابو سلمہ جنگ احد میں زخمی ہوگئے تھے وہی زخم تازہ ہوا اور سنہ ۴ ہجری میں وفات پائی اسکے بعد حضرت کے نکاح میں آئیں شوال سنہ ۴ ہجری میں انکے ساتھ نکاح ہوا۔ رمضان سنہ ۵۹ھ ہجری میں یزید بے دولت کے زمانہ میں حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد وفات پائی جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۵۰۰ درہم نقرہ	۱۰۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ ۸/	نام ان کا برہ ہے والد کا نام خزیمہ بڑی سخیہ تھیں۔ زمانہ جاہلیت سے ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں پہلے عبد اللہ ابن جحش کے نکاح میں تھیں جب وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو حضرت کے نکاح میں آئیں رمضان سنہ ۳ ہجری میں ان کے ساتھ نکاح ہوا اور نکاح کے چھ مہینہ بعد ربیع الاول سنہ ۴ ہجری میں وفات پائی جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم ۱۱ ماشہ نقرہ	۱۰۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ ۸/	نام انکا بھی برہ تھا حضرت نے زینب رکھا والد کا نام جحش ماں کا نام امیمہ پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جب انھوں نے طلاق دیدی تو ذیقعدہ سنہ ۵ ہجری میں حضرت نے ان کے ساتھ نکاح کیا ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے عرش پر حضرت کے ساتھ کر دیا تھا دنیا میں نکاح کی ضرورت نہیں ہوئی سنہ ۲۰ ہجری میں بعہد حضرت فاروق اعظم وفات پائی جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔

بقیہ نقشہ مہر اُمہات المومنین

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ دینار طلا	۱۰۴ تولہ ۱ ماشہ طلا	صماصہ ا ۱۲ سے پائی	ان کے والد کا نام سفیان ماں کا نام صفیہ۔ پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح مین تھین جب وہ مرتد ہوگیا اور یہ اُن دونون ہجرت کرکے حبش گئی ہوئی تھین تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کو لکھ بھیجا کہ ام حبیبہ کا نکاح میرے ساتھ کردو انھون نے تعمیل ارشاد کی سنہ ۶ ہجری مین انکے ساتھ نکاح ہوا اور سنہ ۴۴ ہجری مین وفات پائی مدینہ منورہ مین مدفون ہین۔
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۶۲ تولہ ۱۰ ماشہ نقرہ	لصہ ۸/	ان کے والد کا نام حارث ماں کا نام ہند انکا نام بھی برہ تھا حضرت نے میمونہ رکھا پہلے مسعود بن عمرو کے نکاح مین تھین پھر ابورہم کے نکاح مین آئین ان کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذیقعدہ سنہ ۷ ہجری مین بمقام سرف جو مکہ معظمہ سے آٹھ میل ہے انکا نکاح ہوا اور اسی مقام مین سنہ ۵۱ ہجری مین وفات پائی وہین مدفون ہین۔
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۶۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لصہ ۹/	ان کا نام بھی برہ تھا حضرت نے جویریہ رکھا ان کے والد کا نام حارث تھا۔ وہ غزوہ مریسیع مین قید ہوکر آئین اور ثابت بن قیس کے حصہ مین پڑین حضرت نے ان کے بدلے مین روپیہ دیکر شعبان سنہ ۵ ہجری مین ان کے ساتھ نکاح کیا حضرت معاویہ کے زمانہ ربیع الاول سنہ ۵۰ ہجری مین وفات پائی۔ جنۃ البقیع مین مدفون ہین۔
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	•	•	•	ان کے والد کا نام حیی بن اخطب تھا حضرت ہارون پیغمبر کی اولاد مین ہین پہلے یہودی تھین سلام بن مشکم کے نکاح مین پھر کنانہ بن ربیع کے ساتھ نکاح ہوا جب وہ جنگ خیبر مین قتل ہوا اور یہ قید ہوکر آئین تو رمضان سنہ ۷ ہجری مین حضرت نے ان کے ساتھ نکاح کیا اور انکی آزادی کو انکا مہر مقرر کیا یہ خاصہ حضرت کا ہی دوسرے کو جائز نہین رمضان سنہ ۵۰ ہجری مین قضا پائی۔

نقشۂ مہر بنات طیبات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بنت شریفہ کا نام	تعداد مہر بوزن قدیم شرعی	وزن رائج	قیمت بحساب روپیہ انگریزی	مختصر کیفیت
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	مان انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ۳۰ عام فیل مین پیدا ہوئین ان کا نکاح حضرت نے انکی خالہ کے بیٹے ابوالعاص بن ربیع سے کردیا تھا حضرت زینب تو مسلمان ہوگئین تھین مگر ان کے شوہر مشرک تھے اسوقت تک مشرکون کے ساتھ نکاح جائز تھا حضرت زینب ہجرت کرکے مدینہ آگئین پھر ابوالعاص بھی مسلمان ہوگئے حضرت زینب کو آپنے پھر ان کے حوالہ کردیا ایک بیٹا علی نام اور ایک بیٹی امامہ ان سے پیدا ہوئین علی نے سن بلوغ کو پہونچکر وفات پائی امامہ سے حضرت علی مرتضی نے بعد حضرت فاطمہ کے نکاح کیا حضرت زینب کی وفات ۸ ہجری مین ہوئی۔
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	مان ان کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین ۳۳ عام فیل مین پیدا ہوئین پہلے ان کا نکاح عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا مگر جبکہ ابولہب کے مخالفت سے انکو طلاق دیدی تو انکا نکاح حضرت نے حضرت عثمان کے ساتھ کردیا نکاح کے چند روز بعد رمضان ۲ ہجری مین وفات پائی ابولہب کے مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ سورۂ تبت یدا نازل ہوئی جسمین اسکی مذمت تھی اسکو سنکر وہ جل گیا۔
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	مان انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین ان کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب کیساتھ ہوا اُسنے بھی حسب قصۂ مذکورۂ بالا اپنے باپ کے کہنے سے انکو طلاق دیدی تب ربیع الاول ۳ ہجری مین حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد ان کو بھی حضرت نے حضرت عثمان کے نکاح مین دیا انھون نے ۹ ہجری مین وفات پائی۔
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	۴۸۰ مثقال نقرہ	۱۴۰ تولہ ۲ ماشہ نقرہ	عہ ۸/۶ پائی	مان انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین ان کا نکاح حضرت نے صفر ۲ ہجری مین حضرت علی مرتضی کے ساتھ کیا ان کے چھ فرزند پیدا ہوئے حسن حسین محسن، زینب، ام کلثوم، رقیہ۔ حضرت محسن اور رقیہ نے سن طفولیت مین وفات پائی زینب کا عبداللہ بن جعفر کے ساتھ اور ام کلثوم کا حضرت عمر کیساتھ نکاح ہوا حضرت فاطمہ نے ۳ رمضان ۱۱ ہجری مین وفات پائی جنت البقیع مین مدفون ہین۔

مہر کی مقدار واجب کا بیان

چونکہ مہر کی مقدار مختلف طور پر واجب ہوا کرتی ہے یعنی کبھی تو دس درہم کبھی مہر مسمی کبھی مہر مثل کبھی دس درہم کا یا مہر مسمی کا نصف لہذا مناسب ہے کہ ہم ہر مقدار کی صورتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کر دیں دس درہم واجب ہونے کی صورتیں علیحدہ ایک جگہ جمع کر دیں مہر مثل وغیرہ کی صورتیں علیحدہ علیحدہ تاکہ ناظرین کو مسائل کے معلوم کرنے میں آسانی ہو

دس درہم کے واجب ہونے کی صرف دو صورتیں ہیں (۱) مہر دس درہم مقرر کیا جائے خواہ صاف طور پر دس درہم کا ذکر کر دیا جائے یا اشارۃً مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور تیرا مہر وہ ہے جس سے کم شریعت نے جائز نہیں رکھا (۲) مہر دس درہم سے کم مقرر کیا جائے گو عورت راضی ہو جائے تب بھی دس درہم دینا پڑینگے **مہر مسمی** کے واجب ہونے کی یہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت مہر کی کوئی خاص مقدار معین کر دی گئی ہو خواہ صراحۃً معین کر دی گئی ہو مثلاً یوں کہے کہ پانچسو روپیہ مہر پر تیرے ساتھ نکاح کیا یا کوئی بات ایسی کہدے کہ اس سے اسکی مقدار کی تعیین ہو سکے مثلاً یوں کہے کہ فلاں شخص کے غلام کو میں نے مہر مقرر کیا تو اس صورت میں اس غلام کی قیمت دینا پڑیگی۔ اگر کسی شخص نے مہر میں ایسے منافع کا ذکر کیا جنپر اجرت لینا جائز ہے تو وہ مہر مسمی میں شامل ہیں مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہے کہ میرا غلام تیری خدمت کیا کریگا تو اس صورت میں اس شخص پر صرف اپنے غلام سے خدمت کرانا ضروری ہوگا۔

مہر مثل کے واجب ہونے کی سات صورتیں ہیں (۱) نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر نہ آیا ہو (۲) مہر کا ذکر آیا ہو مگر اسکی مقدار نہ معین کی گئی ہو **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ مہر جائز فی الشرع کی عوض میں نکاح کیا یا یوں کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر جسقدر تو کہے منظور کیا یا جو تیرے دل میں آئیگا دیدونگا یا جو کوئی اور آدمی تجویز کریگا دیدونگا یا یوں کہے کہ جسقدر روپیہ مجھے اس سال یا اس مہینے میں ملیگا وہ تیرا مہر ہے (۳) مہر کی مقدار بھی معین کر دی گئی ہو مگر اسکی قسم نہ بیان کی گئی ہو **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ

ع۵ اگر کوئی شخص کہے کہ میں تیرے ساتھ شرعی مہر پر نکاح کرتا ہوں اور عام طور پر شرعی مہر دس درہم کو کہتے ہیں تو اس صورت میں بھی مہر دس درہم ہوگا ۱۲ع
یہ اسوقت ہو کہ جبکہ عام طور پر لوگ جائز فی الشرع مہر مثل کو کہتے ہوں یا یہ کہ اس لفظ کا عام رواج نہ ہو جو کچھ معنی اسکے عرف عام میں رائج ہونگے وہی معنی مراد لیے جائینگے ۱۲

مینے تیرے ساتھ دس گز کپڑے یا ایک قطعہ مکان یا ایک جانور کی عوض مین نکاح کیا مگر یہ بیان
کیا کہ وہ کپڑا کس قسم کا ہی سوتی یا اونی یا ریشمی ولایتی یا دیسی اور وہ جانور کس قسم مین سے ہے گھوڑا ہی
یا گاے یا بکری یا کیا اور مکان کس شہر کس محلہ مین ہی اُسمین کتنی گنجایش ہی (۴) کسی ایسی چیز کو
مہر قرار دے جو شرعاً مال نہ سمجھا جاتا ہو مثلاً سور یا شراب پر مہر باندھے (۵) کسی ایسی چیز کو
مہر قرار دے جو نہ شرعاً مال ہو نہ عرفاً نہ اُن منافع مین سے ہو جنکی عوض مین مال لینا جائز ہی مثلاً
کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مینے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہی کہ جو قرض میرا تجھپر آتا
ہی مین ایک سال تک نہ لونگا یا یون کہے کہ تیرا مہر یہ ہی کہ مین تجھے قرآن مجید پڑھا دونگا یا یہ کہے کہ
مین سال بھر تک تیری خدمت کر دونگا یا مثلاً نکاح اس طور پر ہوا ہو کہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح
دوسرے شخص سے کر دے اور وہ دوسرا شخص اسکے معاوضہ مین اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کر دے
اور یہی معاوضہ مہر قرار دیا جائے (۶) مہر کی مقدار معین کرکے کوئی ایسی بات کر دے جس سے
مہر کی نفی ہو جائے مثال کسی عورت سے کہے کہ ایک ہزار روپیہ مہر پر مینے تیرے ساتھ نکاح کیا مگر
شرط یہ ہے کہ تو ایک ہزار روپیہ مجھے دے یا کوئی عورت کسی مرد سے کہے کہ مینے تیرے ساتھ پچاس اشرفی
مہر پر نکاح کیا اور میری پچاس اشرفیان جو تجھپر قرض ہین مینے معاف کر دین (بحر الرائق جلد ۳ - صفحہ ۱۵۶-۱۵۷)
(۷) مہر مثل کا ذکر نکاح مین کیا گیا ہو مثلاً مرد نے عورت سے یہ کہا ہو کہ مینے تیرے ساتھ مہر مثل
کے عوض مین نکاح کیا خواہ اُس مرد کو اُس عورت کا مہر مثل معلوم ہو یا نہین -

مہر کی یہ مقدارین جو اوپر مذکور ہوئین یعنی دس درہم اور مہر مسمّی اور مہر مثل یہ پوری پوری مقدارین اُسوقت دینا
ہوتی ہین کہ جب زوجین مین باہم خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت آجاے یا دونون مین سے کوئی مر جائے یا
کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو پہلے اسکے نکاح مین اور اس سے خاص استراحت ہو چکی تھی اور بعد اسکے اُسنے اسکو طلاق
بائن دیدی تھی مگر ابھی عدت نہین گزرنے پائی - ایسی عورت سے نکاح کرنے مین دوسرے نکاح کا پورا مہر

دینا ہوگا گو اس نکاح کے بعد خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر مذکورہ بالا امور مین سے کوئی بات نہوئی ہو تو ان مقدارون کا نصف دینا پڑیگا جیسا کہ ہم نصف مہر کی صورتون مین ذکر کرتے ہین ۔

نصف مہر واجب ہونیکی یہ صورت ہی کہ نکاح کے وقت مہر معین ہو چکا ہو خواہ وہ دس درہم ہون یا اس سے کم و بیش یا مہر مثل ہو اور قبل اسکے کہ اُس عورت سے خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کی نوبت آئے اُسکا شوہر اُسکو طلاق دیدے اس صورت مین شوہر کو نصف مہر دینا ہوگا **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے دس درہم چاندی یا اس قیمت کی کسی اور چیز کو مہر قرار دیکر نکاح کیا اور بعد نکاح کے قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدی تو اب اُس شخص کو پانچ درہم چاندی یا دس درہم کی قیمت والی چیز کا نصف دینا ہوگا اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تھا تب بھی پانچ درہم دینا ہون گے اور اگر مہر مثل پر نکاح کیا ہی تو جسقدر اس عورت کا مہر مثل ہوگا اُسکا نصف دینا ہوگا ۔

اور اگر مہر زوجہ کے حوالہ کر چکا ہے تو اب اُس سے نصف مہر واپس لینے کا حق رکھتا ہے لیکن نہ جبرًا بلکہ اُس کی رضامندی سے یا بذریعہ عـ۱ حکم قاضی کے جب تک وہ عورت خود راضی ہو کر شوہر کو نصف مہر واپس نکر دے یا قاضی کی عدالت سے واپسی کا حکم نافذ نہو جاسے اُسوقت تک اُس کل مہر کی مالک عورت سمجھی جاسے گی اور اُس کے عـ۲ تصرفات اُس مین صحیح رہین گے ۔

عـ۱ یعنی قاضی کے ہان درخواست دی جائے اور قاضی اپنے حکم سے نصف مہر واپس کرا دے ۱۲

عـ۲ یعنی جو چیز مہر مین اُسکو دی گئی ہے اگر وہ اُسکو بیچ ڈالے تو یہ بیع صحیح ہو جائیگی اسی طرح اگر کسی کو ہبہ کردے تو یہ بھی درست ہو جائیگا ۱۲

اگر مہر مین بعد عقد نکاح کے کچھ زیادتی پیدا ہو جاے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی اصل کے ساتھ متصل ہے یا اس سے علحدہ ہی متصل ہو تو پھر دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی اصل سے پیدا ہوئی ہے یا خارج سے پیدا ہوئی ہی اسی طرح جو زیادتی علحدہ ہو گی اسکی بھی دو حالتین ہونگی یا تو اصل سے پیدا ہوئی ہوگی یا خارج سے یہ چار صورتین ہوئین یہ چارون صورتین اگر قبل اسکے پیدا ہوئی ہون کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرایا جاے تو جن صورتون مین زیادتی اصل سے پیدا ہوئی ہے اُنمین اصل مہر کے ساتھ زیادتی کی بھی تنصیف کرکے اُسکا نصف بھی زوجہ کو ملیگا اور باقی دو صورتون مین زیادتی کی تنصیف نہوگی اور اگر یہ چارون صورتین قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہون تو کسی صورت مین اس زیادتی کی تنصیف نکیجایگی یعنی صرف مہر کا نصف حصہ شوہر کو ملیگا زیادتی سے اسکو کچھ نہ ملیگا یہ سب صورتین اسوقت جاری ہونگی کہ جب زیادتی قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہو اور اگر یہ زیادتی بعد طلاق کے پیدا ہوئی ہو تو اُسمین دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی قبل قبضہ زوجہ کے پیدا ہوئی ہی یا بعد قبضہ کے اگر قبل قبضہ کے پیدا ہوئی ہو تو اُس زیادتی کی تنصیف کیجائیگی اور اگر بعد قبضہ کے پیدا ہوئی ہی تو دیکھنا چاہیے کہ قبل فیصلہ قاضی کے پیدا ہوئی ہی یا بعد فیصلہ کے اگر بعد فیصلہ کے پیدا ہوئی ہی تب بھی اس زیادتی کی تنصیف کیجائیگی اور اگر یہ زیادتی

عہ زیادتی متصل ہو اور اصل سے پیدا ہوئی ہو اسکی مثال یہ ہی کہ مثلاً کوئی جانور مہر مین دیا گیا ہو اور وہ جانور فربہ ہو جاے تو یہ فربہی کی زیادتی اس جانور کے ساتھ متصل ہے اور اسی سے پیدا ہوئی ہی یا مثلاً کچھ درخت مہر مین دیگئی ہون ان درختون مین پھل آجائین یا وہ درخت پہلے چھوٹے تھے اب بڑے ہو جائین اور جو زیادتی متصل تو ہو مگر اصل سے پیدا نہوئی ہو اسکی مثال یہ ہی کہ مثلاً کوئی کپڑا مہر مین مقرر کیا گیا ہو اُسمین کسی قسم کا رنگ دیدیا جائے یا مثلاً کوئی مکان مہر مین مقرر ہوا تھا اب اسمین کچھ عمارت بڑھا دی جاے ان صورتون مین زیادتی اصل کے ساتھ متصل تو ہی مگر اصل سے پیدا نہین ہوئی اور جو زیادتی علحدہ ہو مگر اصل سے پیدا ہوئی ہو اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی جانور مہر مین مقرر کیا تھا اب اُسکے بچہ پیدا ہو جائے اور زیادتی علحدہ ہو اور اصل سے پیدا نہوئی ہو اُسکی مثال یہ ہی کہ کوئی زمین مہر مین دی تھی اُسمین غلہ پیدا ہوا اور وہ غلہ کاٹ لیا جائے یا کوئی مکان مہر مین مقرر کیا تھا اسکے کرایہ مین کچھ روپیہ ملے ۱۲

قبل فیصلہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس صورت مین اُس زیادتی کا وہی حکم ہی جو بیع[ع] فاسد البیع کی زیادتی کا بعد قبضہ مشتری کے ہی (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۶)

اگر مہر مین بعد عقد کے کچھ نقصان پیدا ہو جاوے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ نقصان کسی[۱] آسمانی حادثہ کے سبب سے پیدا ہوا ہی یا[۲] شوہر کے فعل سے یا[۳] زوجہ کے فعل سے یا[۴] اجنبی کے فعل سے یا[۵] خود مہر کے فعل[ع] سے۔ یہ کل پانچ صورتین ہوئین۔ یہ صورتین اگر قبل اسکے پیدا ہوئی ہون کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرایا جاوے تو پہلی صورت مین زوجہ کو اختیار ہی چاہے اُس ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اُسکی اُس قیمت کا نصف شوہر سے لے لے جو عقد کے وقت تھی دوسری صورت مین زوجہ کو اختیار ہی چاہے اُس مہر ناقص کا نصف اور نقصان کا معاوضہ شوہر سے لے لے چاہے اُسکی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے تیسری صورت مین شوہر کو اختیار ہی چاہے اسی ناقص چیز کا ایک نصف اپنے پاس رکھ لے اور دوسرا نصف زوجہ کو دیدے اور چاہے وہ کل مہر ناقص زوجہ کے حوالہ کرے اور زوجہ سے اسکی اس قیمت کا نصف لے لے جو نقصان پہونچانیکے وقت اسکی تھی چوتھی صورت مین زوجہ کو اختیار ہی چاہے اسی ناقص مہر کا نصف لے لے اور نقصان کا معاوضہ اس اجنبی سے لے اور چاہے اسکی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے۔ پانچوین صورت کا وہی حکم ہے جو دوسری صورت کا ہی اور اگر یہ پانچون صورتین قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہون تو پہلی تیسری پانچوین صورت مین خواہ قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہون یا بعد طلاق کے بشرطیکہ قبل فیصلہ قاضی کے ہون

ع یعنی اگر وہ زیادتی متصل ہے اور اصل سے پیدا نہین ہوئی تو اس زیادتی کی تنصیف نکی جائیگی زوجہ ہی کی تنصیف کی جائیگی اور ایک نصف شوہر کو دلایا جائیگا ۱۲ ع خود مہر کے فعل سے نقصان پیدا ہو جانے کی یہ صورت ہی کہ مثلاً کوئی غلام مہر مین مقرر کیا گیا ہو وہ غلام چوری کرے اور اسکی سزا مین اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا جاوے یا مہر مین کوئی جانور مقرر کیا گیا ہو اور وہ جانور کسی کنوین یا تالاب مین خود گر پڑے اور مر جاوے تو یہ نقصان خود مہر کے فعل سے پیدا ہوا ۱۲

شوہر کو اختیار ہے چاہے اُسی ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اُسکی اس قیمت کا نصف زوجہ سے لے جو قبضہ کے وقت اُسکی تھی اور اگر یہ صورتین بعد طلاق کے اور بعد فیصلہ قاضی کے پیدا ہوئی ہون تو شوہر کو اس ناقص مہر کا نصف ور نقصان کا تاوان زوجہ سے دلایا جائیگا اور دوسری صورت مین شوہر کو اختیار ہے چاہے اُس ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اُسکی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے لے چوتھی صورت مین شوہر کو اُسکی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے دلایا جائیگا (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

مسئلہ ۱ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت معین نہ کیا گیا ہو اُسکو اختیار ہی چاہے اپنے شوہر سے کہکر باہمی رضامندی سے کوئی مقدار مہر کی مقرر کرالے چاہے قاضی کی عدالت مین تعیین مہر کی درخواست دیکر قاضی سے مہر کی تعیین کرالے۔

قاضی کو یہ اختیار نہین ہی کہ اپنی طرف سے مہر کی کوئی مقدار مقرر کرکے شوہر کو اُسکے قبول کرنے پر مجبور کرے بلکہ اُسکو چاہیئے کہ زوجین کی رضامندی سے کوئی مقدار مقرر کردے اور اگر زوجین مین باہم اختلاف ہو ایک مقدار پر دونون راضی نہوتے ہون مثلاً شوہر کہتا ہو کہ پانسو روپیہ مقرر کیا جائے عورت کہتی ہو کہ ایک ہزار روپیہ مقرر کیا جاوے تو ایسی حالت مین قاضی کو چاہیئے کہ اُس عورت کا مہر مثل دریافت کرے اور جس قدر اسکا مہر مثل ہو اسی قدر اُسکا مہر مقرر کردے (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۹)

مسئلہ ۲ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت بھی معین نہوا ہو اور بعد نکاح کے تراضی طرفین سے یا حکم قاضی سے بھی کوئی مقدار نہ معین ہوئی ہو ایسی عورت کو اگر اُسکا شوہر قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدے تو ایسی حالت مین شوہر کے ذمہ واجب نہین ہی کہ اس عورت کے مہر مثل کا نصف اُس عورت کو دیدے بلکہ اُسکے ذمہ صرف اسقدر واجب ہے

کہ ایک جوڑا کپڑا اُس عورت کے لیے بنا دے یا اُسکی قیمت اُسکے حوالہ کرے ان کپڑون کی تعداد ہر شہر کے دستور کے موافق ہونی چاہیئے اور ان کپڑون کی قیمت پانچ درہم سے کم نہ ہو اور اُس عورت کے مہر مثل کے نصف سے زائد نہو اور زوجین کی حالت کے مناسب ہو یعنی اگر دونون امیر ہین تو اعلیٰ درجہ کا لباس بنایا جائے اور اگر کوئی غریب ہے کوئی امیر تو متوسط درجہ کا اِس کپڑون کے بنا دینے کو یا انکی قیمت دیدینے کو متعہ کہتے ہین۔

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے بعد معین ہوا ہو خواہ تراضی طرفین سے یا حکم قاضی لیکے اس عورت کو اگر قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے طلاق دیجائے تو اسکے مہر کی تنصیف نہو گی یعنی پورا مہر اس عورت کو دلایا جائیگا اور اگر لے چکی ہے تو اُسکا نصف شوہر کو واپس نہ دلایا جائے گا۔

مسئلہ شوہر کو اختیار ہے کہ نکاح مین جسقدر مہر معین ہوا ہی نکاح کے بعد اُسکی مقدار بڑھا دے مگر یہ بڑھائی ہوئی مقدار اُسکے ذمہ اُسی وقت واجب الادا بھی جائیگی جبکہ عورت اُسی مجلس مین اس زیادتی کو قبول کرے اور اگر وہ نابالغہ ہو تو اُسکا ولی قبول کرلے۔ اگر اُس عورت کو قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے طلاق دیجائے تو اس زیادتی کی تنصیف نہو گی تنصیف صرف اسی مقدار کی ہوگی جو نکاح کے وقت معین ہو چکا ہی۔

ع۵ اس مقام پر فقہانے بہت اختلاف کیا ہی بعض نے لکھا ہی کہ صرف شوہر کی حالت کیموافق یہ لباس بننا چاہیئے بعض نے لکھا ہے کہ عورت کی حالت کا لحاظ کیاجائے مگر صحیح یہی قول ہی کہ دونون کی حالت کا لحاظ کرنا چاہیئے ۱۲

عم۵ یہ متعہ وہ نہین ہے جسکی حلت کے شیعہ قائل ہین اُسکو نکاح متعہ یا متعہ النساء کہتے ہین اس متعہ کے معنی عورت کے لیے لباس بنوادینا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ترجمہ اور تمپر کچھ گناہ نہین اگر تم عورتون کو طلاق دیدو قبل اسکے کہ ان سے خاص استراحت کرو یا انکے لیے مہر مقرر کرو اور تم انکو متعہ (یعنی کچھ فائدہ) دیدو امیر پر اُسکے موافق اور فقیر پر اُسکے موافق (یہ متعہ واجب ہی)۔

مسئلہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر کا کوئی جز یا کل معاف کر دے شوہر اس معافی کو قبول کرے یا نکرے ہر حالت مین اُسکا معاف کرنا صحیح ہو جائیگا یعنے اب شوہر کے ذمہ وہ معاف کردہ مقدار واجب الادا نرہیگی ہان یہ شرط ضرور ہے کہ وہ عورت خود اپنی ذات سے معاف کرے اُسکے ولی کا معاف کرنا معتبر نہین گو وہ اُسکا باپ ہی کیون نہ ہو لیکن اگر عورت منظور کرے تو پھر صحیح ہو جائیگا۔ اگر کسی نابالغہ عورت کا باپ اُسکی طرف سے مہر معاف کر دے تو صحیح نہین۔

مسئلہ جو تفریق کہ شوہر کی طرف سے ہوئی ہو اور عورت کی جانب سے اُسکا ہونا ممکن نہ ہو اس تفریق کا شمار طلاق مین ہے **مثال** لعان کی وجہ سے تفریق ہو گئی یا شوہر کے عنین یا خصی ہونے کے سبب سے قاضی کی عدالت مین دعوی کرکے تفریق کرالی گئی یا مثلاً معاذ اللہ شوہر مرتد ہو گیا اور جب اُس سے مسلمان ہو جانیکو کہا گیا تو اُسنے انکار کر دیا یا اُسنے اپنی بی بی کی بیٹی یا مان کی نفسانی کیفیت کے جوش مین تقبیل کرلی۔ ان سب صورتون مین تفریق طلاق سمجھی جائیگی اور شوہر کے ذمہ مہر یا[عہ] متعہ دینا واجب ہوگا ہان اگر تفریق عورت کیطرف سے ہوئی ہو مثلاً عورت مرتد ہو گئی یا شوہر کے غیر کفو ہونیکے سبب سے اُسنے یا اُسکے ولی نے تفریق کرالی یا عورت نے اپنے شوہر کے بیٹے کی نفسانی کیفیت کے جوش مین تقبیل کرلی تو شوہر کے ذمہ مہر یا متعہ واجب ہوگا اگر کسی مرد کا نکاح نابالغی کیحالت مین اُسکے ولی نے کر دیا تھا بعد بالغ ہونے کے اُسنے اُس سے نکاح کرنا منظور کیا تو یہ نامنظور کرنا طلاق نہ سمجھا جائیگا اور مہر یا متعہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگا

مسئلہ مہر اگر از قسم نقد ہو یعنی چاندی سونیکی قسم سے ہو تو یہ شوہر کو اختیار ہے چاہے چاندی سونا دیدے چاہے اُسکی قیمت[عہ] دے

عہ یعنی اگر نکاح کے وقت مہر معین ہو گیا تھا تو مہر اور جو مہر نہ معین ہوا ہو تو متعہ واجب ہوگا ۱۲ عہ مگر قیمت اُس کی اُسی حساب سے دینا پڑے گی جو نکاح کیوقت تھی مثلاً کسی نے ۵ تولہ سونا مہر مین مقرر کیا تھا اور اسوقت ۵ تولہ سونیکی قیمت ایک سو پچیس روپیہ تھی تو اب اگر قیمت دے تو ایک سو پچیس دے خواہ اب سونا ارزان ہو گیا ہو یا گران ۱۲

اور اگر مہر چاندی سونے کی قسم سے نہو بلکہ اور کسی قسم کا مال ہو تو اگر وہ سامنے موجود ہو اور
اُسکی طرف اشارہ کرکے کہا گیا ہو کہ یہ چیز مہر ہی اور کسی طریقہ سے اُسکی پوری تعیین کر دیجائے
مثلاً اگر جانور کو مہر قرار دیا ہو تو اُسکی قسم بیان کردے کہ گاے ہی یا بھینس اور اُسکا پورا
حلیہ بیان کردے یا مکان کو مہر قرار دیا ہو تو اُسکا عرض طول اور مقام اور حدود
اربعہ بیان کردے تو ایسی حالت مین خاص وہی چیز دینا پڑے گی اور اگر اسکی تعیین نہین
کی گئی تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ چیز مکیل[۱] اور موزون ہی یا نہین اگر مکیل و موزون نہین ہی تو اُسکی
قسم بیان کردی گئی ہو[۲] مثلاً جانور کو مہر قرار دیا ہو تو یہ بیان کردیا ہو کہ وہ گھوڑا ہی ایسی حالت
مین شوہر کو اختیار رہوگا چاہے وہ چیز متوسط درجہ کی لیکر مہر دے چاہے اس چیز کے متوسط درجے
کی قیمت زوجہ کے حوالہ کرے **مثال** کسی شخص نے کسی عورت سے کہا کہ مین نے
دس گز سوتی کپڑے کی عوض مین تیرے ساتھ نکاح کیا تو شوہر کو اختیار ہے چاہے دس[۱۰]
گز سوتی کپڑا متوسط درجہ کا مول لیکر دیدے چاہے اُسکی قیمت حوالہ کرے متوسط درجہ سے
یہ مراد ہے کہ سوتی کپڑے جتنی قسم کے رائج ہون مثلاً گاڑھا نین سکھ تنزیب وغیرہ ان قسمون
مین جو قسم متوسط درجہ کی ہو یعنی قیمت اسکی نہ سب سے بڑھکر ہو نہ سب سے گھٹ کر وہ کپڑا لیکر دیدے
اور اگر وہ چیز مکیل یا موزون ہو اور اُسکی قسم بیان کردی گئی ہو مثلاً غلہ کو مہر قرار دیا ہو اور
یہ بیان کردیا ہو کہ وہ غلہ گیہون ہی تو بھی شوہر کو اختیار رہیگا چاہے متوسط درجے کے گیہون
مول لیکر مہر مین دیدے چاہے اُسکی قیمت حوالہ کرے (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۷۷)

---

[۱] عرب مین کچھ چیزین ناپ کر بیچی جاتی تھین جیسے غلہ اور میوہ جات اور کچھ چیزین تول کر بیچی جاتی تھین۔ جو چیزین ناپ کر بیچی جاتی تھین اُنکو مکیل کہتے ہین اور جو تول کر بیچی جاتی تھین اُنکو موزون کہتے ہین۔
[۲] مثلاً کپڑے کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کردیا ہو کہ سوتی کپڑا مراد ہے یا ریشمی اور تام اُس کپڑے کا اور قیمت اُسکی نہ بیان کی ہو ۱۲

مسئلہ اگر مہر مین دو چیزین ذکر کی جائین ایک معلوم ہو اور ایک مجہول مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ مین نے ایک ہزار روپیہ اور ایک کپڑے کی عوض مین تجھسے نکاح کیا تو ایسی حالت مین اگر قبل خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دے تو شوہر کے ذمہ متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دے تو دیکھنا چاہیئے کہ مہر دے چکا یا نہین اگر دے چکا ہی تو جو دے چکا وہی مہر تھا اور اگر نہین دیا تو مہر مثل واجب ہوگا (شامی جلد ۲ صـ ۴۶۸)

مسئلہ ٩ مہر مین قرض کا حوالہ دیدینا بھی جائز ہے خواہ وہ قرض کسی اور شخص پر ہو یا خود زوجہ کے اوپر ہو مثال کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور میرا سو روپیہ جو تجھپر قرض ہی یا فلان شخص پر قرض ہی اسکو مین مہر قرار دیتا ہون اس صورت مین اگر کسی اور شخص پر وہ قرض ہوگا تو زوجہ کو اختیار رہیگا چاہے اپنے مہر کا مطالبہ اُس قرضدار سے کرے چاہے اپنے شوہر سے اُسکا مطالبہ کرے۔

مسئلہ ١٠ اگر مہر مین علاوہ مال کے کوئی ایسی بات بھی مشروط کی گئی ہو جسمین عہ زوجہ کا یا اُسکے کسی عزیز کا نفع ہو اور وہ نفع شریعت مین جائز ہو اور نکاح کے لوازم مین سے نہو تو ایسی حالت مین اگر شوہر اُس شرط کو پورا کر دیگا تو مال کی وہی مقدار دینا پڑیگی جو مہر مین معین ہوچکی ہی اور اگر اس شرط کو پورا نکریگا تو اُسکے ذمہ مہر مثل واجب ہوجائیگا۔

عہ یہ قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر کوئی ایسی شرط کی گئی جسمین زوجہ کا یا اُسکے عزیز کا فائدہ نہو بلکہ کسی اجنبی کا فائدہ ہو مثلاً شوہر نے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ کسی غیر شخص کو سو روپیہ دونگا تو ایسی صورت مین شوہر اس شرط کو پورا کرے یا نکرے وہی ایک ہزار روپیہ اسکے ذمہ واجب ہوگا۔ نفع کی شریعت مین جائز ہونے کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر وہ نفع ناجائز ہوگا تو اس کے پورا کرنے کی دونون حالتون مین وہی مہر معین دینا پڑیگا۔ اس نفع کے لوازم نکاح سے نہونے کی شرط اس لیے لگائی گئی کہ اگر وہ نفع لوازم نکاح سے ہو مثلاً شوہر ایک ہزار روپیہ پر نکاح کرے اس شرط کے ساتھ کہ اپنی بی بی کے ساتھ خاص استراحت کریگا تو یہ شرط فضول ہوجائیگی کیونکہ یہ فائدہ تو خود نکاح سے حاصل ہے ۱۲

بشرطیکہ مہر مثل اس مقرر کی ہوئی مقدار سے کم نہ ہو **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ عورت کو اُسکے وطن سے باہر نہ لیجائیگا یا یہ کہ اُسکو اُسکے ماں باپ کے گھر سے جدا نکریگا یا اس شرط پر کہ اُسکے بھائی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دیگا یا یہ شرط کی کہ مین تیری زندگی مین دوسرا عقد نکرونگا یا یہ شرط کی کہ میری جو دوسری بی بی ہے اُسکو طلاق دیدونگا ان سب صورتون مین اگر شوہر ان شرائط کو پورا کر دیگا تو اسکو وہی ایک ہزار روپیہ دینا ہوگا جو مہر مین قرار پاچکا ہے اور اگر شوہر ان شرائط کو پورا نکریگا تو اسکو مہر مثل دینا پڑیگا خواہ مہر مثل ایک ہزار ہو یا ایک ہزار سے زیادہ ہان اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو اس صورت مین پھر وہی ایک ہزار دینا پڑیگا۔

مسئلہ اگر نکاح کے وقت مہر کی دو مقدارین ذکر کی جائین ایک کم ایک زیادہ اور کوئی شرط بیان کیجائے کہ اگر یہ شرط پائی جائیگی تو یہ زیادہ مقدار دیجائیگی ورنہ یہ کم مقدار تو ایسی حالت مین اگر وہ شرط پائی جائیگی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی اور اگر نہ پائی جائیگی تو مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ مہر مثل اس کم مقدار سے کم نہو اور اُس زائد مقدار سے زیادہ نہو **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر تو اپنے گھر مین رہیگی تو ایک ہزار روپیہ مہر دونگا اور جو میرے ساتھ رہیگی تو دو ہزار روپیہ یا یہ شرط کی کہ اگر

ع صاحبین کے نزدیک اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو مہر کی کم مقدار واجب ہوگی مگر امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ مین تفریق کردی ہے کہ اگر وہ شرط بدیہی نہین ہے تو پائی جانیکی صورت مین وہ شرط صحیح ہو جائیگی نہ پائے جانیکی صورت مین اُس شرط کا اعتبار نہین اور اگر وہ شرط بدیہی ہو تو دونون صورتون مین اسکا اعتبار کیا جائیگا اس تفریق کی مصلحت یہ ہے کہ شرط جب بدیہی ہوگی تو اسمین کسی طرح کا جھگڑا نہین ہو سکتا بخلاف اسکے اگر بدیہی نہو تو اسمین جھگڑا ہوگا لہٰذا ایسی تدبیر کی گئی جس مین جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے ۱۲

تو باکرہ ہے تو دو ہزار روپیہ مہر ورنہ ایک ہزار تو اس صورت مین اگر یہ شرط پائی جائے یعنی وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا باکرہ ہو تو دو ہزار مہر اسکو ملیگا ورنہ مہر مثل ہان اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو پھر ایک ہی ہزار اسکو ملیگا یا دو ہزار سے زیادہ ہو تو پھر دو ہی ہزار ملیگا دو ہزار سے زیادہ نہ ملیگا۔

ہان اگر وہ شرط ایسی بدیہی ہو کہ ہر شخص دیکھتے ہی معلوم کرلے کہ شرط پائی جاتی ہے یا نہین تو ایسی حالت مین اگر وہ شرط پائی جائیگی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی نہ پائی جائیگی تو کم مقدار واجب ہوگی **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ اگر تو حسین ہے تو دو ہزار مہر دونگا ورنہ ایک ہزار یا یہ کہا کہ اگر تو جوان ہے تو دو ہزار ورنہ ایک ہزار تو اس صورت مین اگر وہ عورت حسین ہوگی یا جوان ہوگی تو دو ہزار مہر اُسکو ملیگا ورنہ ایک ہزار کیونکہ حسین ہونا نہونا یا جوان ہونا نہونا ہر شخص دیکھکر معلوم کرسکتا ہے (شامی جلد ۲ صہ ۳۹۵)

مسئلہ ۱۲ اگر مہر کی ایک ہی مقدار ذکر کرے اور اُس مقدار کو کسی چیز پر مشروط کرے تو وہ شرط لغو ہو جائیگی اور جسقدر مہر ہو گیا ہے دینا پڑیگا **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اُس سے یہ کہے کہ تیرا مہر ایک ہزار روپیہ ہے بشرطیکہ تو باکرہ ہو یا بشرطیکہ تو جوان ہو تو ایسی حالت مین اُس شخص کو پورا ایک ہزار روپیہ مہر دینا پڑیگا گو وہ عورت باکرہ یا حسینہ نہو۔

مسئلہ ۱۳ اگر زوجین مہر کے بارہ مین اختلاف کرین ایک کہے کہ نکاح کے وقت مہر کا کچھ ذکر نہین آیا دوسرا کہے کہ مہر کا ذکر آیا تھا اور یہ مقدار مقرر ہوئی تھی تو اُنمین سے جو شخص مہر کے معین ہو جانیکا دعوی کرتا ہے اُس سے ثبوت طلب کیا جائے اگر وہ ثبوت پیش کرے تو قاضی کو چاہیئے کہ اُسی کے موافق فیصلہ کردے اور اگر وہ ثبوت نہ پیش کرسکے تو جو شخص مہر کی تعیین کا انکار کرتا ہے اُس سے حلف لیا جائے اگر وہ حلف پر راضی نہ ہو تو جھوٹا سمجھا جائیگا

اگر راضی ہو جائے اور حلف اٹھائے تو زوجہ کو مہر مثل شوہر سے دلایا جایگا۔
اور اگر مہر کی مقدار میں اختلاف کریں ایک کہے کہ مہر ایک ہزار روپیہ تھا دوسرا کہے کہ دو ہزار تھا اور یہ اختلاف بحالت قیام نکاح کے ہوا ہو یا بعد طلاق کے ہوا ہو مگر خاص استراحت یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو دیکھا جائیگا کہ مہر مثل کسکی تائید کرتا ہے اگر مہر مثل شوہر کی تائید کرے یعنی جسقدر مہر اُسنے بیان کیا ہے مہر مثل اُسیقدر ہو یا اُس سے کم ہو تو شوہر کا قول مان لیا جائیگا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو یعنی جسقدر مہر اُسنے بیان کیا ہے مہر مثل اسیقدر ہو یا اُس سے زیادہ ہو تو عورت کا قول مان لیا جائیگا اور اگر مہر مثل کسیکی تائید نکرے یعنی شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار سے زیادہ ہو اور عورت کی بیان کی ہوئی مقدار سے کم ہو تو دونوں سے حلف لیا جائیگا اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب کیا جائے۔ اسیطرح اگر مہر مثل نا معلوم ہو تب بھی شوہر کے ذمہ مہر مثل واجب ہوگا اور اگر اُنمین سے کوئی اپنے قول کا ثبوت پیش کر دیگا تو اُسی کا قول مان لیا جائیگا خواہ مہر مثل اسکی تائید کرتا ہو یا نہین اور اگر دونون اپنے اپنے قول کا ثبوت پیش کر دین تو مہر مثل جسکی تائید نکرتا ہو اسکا قول مان لیا جائیگا مہر مثل اگر شوہر کی تائید کرتا ہو تو عورت کا قول مانا جائیگا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو تو شوہر کا قول مانا جائیگا اور اگر یہ اختلاف بعد طلاق کے ہوا ہو اور خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی اُسوقت تک نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائے کہ متعہ مثل کسکی تائید کرتا ہے اگر شوہر کی تائید کرتا ہو یعنی متعہ مثل شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کی برابر ہو یا اُس سے کم تو شوہر کا قول مان لیا جائیگا اور اُسکی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر اُس سے دلایا جائیگا اور اگر متعہ مثل عورت کے قول کی تائید کرتا ہو

ف متعہ مثل سے مراد وہ متعہ ہے جو اُس عورت کے باپ کے خاندان کی عورتون کا ہو اور اگر اُن عورتون کو متعہ لینے کی نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُنکو متعہ دیا جاتا تو کس قدر کا متعہ دیا جاتا ۱۲

یعنی اُسکی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کے برابر ہو یا اُس سے زیادہ تو عورت کا قول مان لیا
جائیگا اور اُسکی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر شوہر سے دلایا جائیگا اور اگر انمین سے کوئی
اپنے دعوے کا ثبوت پیش کردیگا تو اسکی بات مانی جائیگی اور اگر دونون اپنے اپنے دعوے کا ثبوت
پیش کردین تو متعہ مثل جسکی تائید کرتا ہو اسی کا قول مانا جائیگا اور اگر متعہ مثل کسی کے قول کی تائید
نکرتا ہو تو دونون سے حلف لیا جائے اور بعد اسکے متعہ مثل شوہر کے ذمہ واجب کردیا جائے
یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب کسی خاص چیز کو مہر نہ بیان کیا جائے اور اگر کوئی خاص چیز مہر مین بیان
کی جائے مثلاً شوہر کہے کہ مین نے یہ گھوڑا مہر مین مقرر کیا تھا عورت کہے کہ نہین یہ گائے مہر مین
مقرر کی گئی تھی تو ایسی حالت مین متعہ مثل کی تائید کی کچھ ضرورت نہین شوہر کے ذمہ متعہ؎
واجب ہو جائیگا اور اگر زوجین مر چکے ہون اور انمین خاص استراحت کی نوبت نہ آئی ہو
اور اُن کے ورثہ باہم اختلاف کرین تو یہ اختلاف اگر اصل مہر مین ہی ایک کہتا ہی کہ مہر مقرر
ہوا تھا دوسرا کہتا ہے کہ مہر کا ذکر ہی نہین آیا جو منکر ہے اُسی کی بات مانی جائیگی اور مہر مثل
شوہر کے وارثون سے زوجہ کے وارثون کو دلایا جائیگا اور اگر مہر کی مقدار مین اختلاف
ہوا ہی تو شوہر کے وارثون کی بات قبول کیجائیگی اور اگر زوجین مین خاص استراحت کیوقت
کچھ حصہ مہر کا دیدیا جائے تو حکم سابق بدستور باقی رہیگا اور اگر اس شہر کا یہ دستور ہو کہ کچھ حصہ
مہر کا قبل خاص استراحت کے زوجہ کو ضرور دیدیا جاتا ہو تو جسقدر دیدینے کا دستور ہو مثلاً
چوتھائی مہر دینے کا دستور ہو تو اُس قدر حصہ وضع کردینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثون کو
دلایا جائیگا مثال شوہر کے وارث کہتے ہین کہ مہر پانچسو مقرر ہوا تھا زوجہ کے وارث

؎ یعنی متعہ مثل نہ واجب ہوگا بلکہ بطور خود اچھی اور اُس عورت کی حیثیت کے مناسب اُس کو متعہ دینا چاہیے
خواہ وہ متعہ متعہ مثل سے قیمت مین کم ہو یا زیادہ یا مساوی ۱۲

کہتے ہون کہ ایک ہزار اور زوجین مین خاصل استراحت ہو چکی ہو اور اُس شہر کا یہ دستور ہو کہ قبل استراحت کے چوتھائی مہر زوجہ کو دیا جاتا ہو تو ایسی حالت مین زوجہ کے وارثون کو تین سو پچھتر روپیہ دلایا جائیگا اور اگر مثال مذکور مین شوہر کے وارث کہتے ہون کہ مہر مقرر ہی نہین ہوا تھا اور عورت کے وارث کہتے ہون کہ مہر مقرر ہو چکا تھا تو اب مہر مثل کا چوتھائی حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثون کو دلایا جائیگا ۔

مسئلہ ۱۴ مہر کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط نہین کہ دیتے وقت یہ بھی بتا دے کہ یہ مہر ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کوئی چیز بھیجے اور یہ نہ بیان کرے کہ کس طور پر بھیجتا ہے آیا بطور مہر کے یا تحفہ اور نیت یہی ہو کہ بطور مہر کے بھیجتا ہون تو یہ چیز مہر مین محسوب ہو گی ۔

ہان اگر زوجین مین اختلاف ہو جائے شوہر کہے کہ مین نے وہ چیز مہر مین بھیجی تھی زوجہ کہے کہ نہین بطور تحفہ کے بھیجی تھی اور وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی نہ ہو تو دونون سے اپنی اپنی بات کا ثبوت طلب کیا جائے ۔ اگر دونون ثبوت پیش کر دین تو زوجہ کا ثبوت مان لیا جائے اور اگر زوجہ ثبوت نہ پیش کر سکے اور شوہر پیش کر دے تو اُسکا ثبوت مان لیا جائے اور اگر دونون ثبوت نہ پیش کر سکین تو شوہر سے حلف لیجائے اور اگر وہ حلف اُٹھالے تو اُسی کی بات مان لیجائے اب اگر وہ چیز موجود ہو تو زوجہ کو اختیار ہے چاہے تو اُس چیز کو واپس کر دے اور کہدے کہ مین اس چیز کو مہر مین منظور نہین کرتی ۔

اور اگر وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی ہو تو اس صورت مین زوجہ ہی کی بات مانی جائیگی مگر پہلے اُس سے حلف لے لیجائیگی ۔

ف جو چیزین ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم رہ سکتی ہین وہ چیزین بالفعل کھانے پینے کی نہ کہی جائینگی جیسے گھی شہد بعض بعض میوہ جات مثل بادام پستہ کشمش وغیرہ کے

اور جو چیزین ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم نہین رہ سکتین وہ چیزین بالفعل کھانے پینے کی کہی جائینگی جیسے روٹی گوشت دودھ دہی وغیرہ۔

مسئلہ ۱۵ اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو کوئی چیز بھیجی زوجہ یہ کہتی ہے کہ مجھے یہ چیز مہر مین بھیجی ہی شوہر کہتا ہے نہین مینے امانت کے طور پر رکھائی ہی تو اس صورت مین دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز از قسم مہر ہے یا نہین اگر از قسم مہر ہو تو زوجہ کی بات مان لی جائے اور وہ چیز اسکو مہر مین دلادی جائے ورنہ شوہر کی بات مان لی جائے اور شوہر اگر چاہی تو اس چیز کو واپس لے لے

مثال مہر مین ایک گھوڑا سو روپیہ کی قیمت کا مقرر ہوا تھا شوہر نے ایک گھوڑا اسی قیمت کا اپنی زوجہ کو بھیجا پس اس صورت مین اگر زوجہ دعوی کرے کہ یہ گھوڑا مجھے مہر مین ملا ہی اور پھر شوہر کو واپس ندے تو درست ہی اور اگر شوہر نے گائے بھیجی تو اب اگر زوجہ دعوی کرے کہ یہ گائے مجھے مہر مین ملی ہے تو اسکی بات نہ مانی جائیگی۔

مسئلہ ۱۶ اگر کوئی مرد کسی عورت کو بامید نکاح کچھ دے (جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان مین دستور ہی کہ نسبت ہو جانے کے بعد اور یون بھی وقتاً فوقتاً شوہر کی طرف سے کچھ چیزین منسوبہ کے گھر مین بھیجی جاتی ہین اور کہین کہین یہ دستور ہی کہ نسبت کے وقت یا اسکے بعد منسوبہ کے لیے کچھ زیورات بھی بنوا کر بھیجے جاتے ہین) بعد اسکے وہ عورت خود یا اسکا ولی نکاح کرنے سے انکار کر جائے تو شوہر کو اختیار ہے کہ جو چیزین اسے مہر مین دی ہون وہ اگر موجود ہون تو خود انھین کو واپس لے لے اور اگر وہ چیزین موجود نہون تو انکی قیمت اور جو چیزین بطور تحفہ کے بھیجی ہون وہ اگر موجود ہون تو انکو واپس لے سکتا ہی اور اگر

عہ یعنی ان چیزوں کا مہر مین ہونا باتفاق زوجین ثابت ہو یا صرف شوہر ان چیزون کے مہر مین ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور اسکا قول قاعدۂ مذکورۂ بالا کے موافق قابل قبول ہو ۱۲

عہ گو یہ چیزین استعمال مین آکر خراب ہو گئی ہون ۱۲

عورت یہ دعوی کرے کہ یہ چیزین میرے پاس بطور ودیعت کے بھیجی تھین اور شوہر کہے کہ مین نے ودیعت کی نیت سے نہین بھیجی تھین بلکہ مین نے مہر مین بھیجی تھین تو اگر وہ چیزین از قسم مہر ہون تو شوہر کا دعوی ورنہ عورت کا دعوی قابل قبول ہے۔

مسئلہ ۱۷ اگر کوئی شخص اپنی بی بی پر کچھ خرچ کرے اور بعد کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ نکاح فاسد تھا مثلاً اُن دونون مین رضاعت کا کوئی رشتہ ثابت ہو جائے تو ایسی حالت مین شوہر نے اگر قاضی کی تجویز سے اسپر خرچ کیا تھا تو اُسکو اس خرچ کے واپس کر لینے کا اختیار ہے اور اگر بغیر تجویز قاضی کے کیا تھا تو کچھ اختیار نہین (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

مسئلہ ۱۸ عورت کو جو چیزین بطور جہیز کے ماں باپ کے گھر سے ملتی ہین انکی مالک وہی عورت ہے اور جہیز مین دی ہوئی چیزون کے واپس لینے کا اختیار ماں باپ وغیرہ کو نہین ہے نہ اُن کے بعد کوئی انکا وارث ان چیزون کو واپس لے سکتا ہے بشرطیکہ ماں باپ نے اُن چیزون کو صحت کی حالت مین اُسکے نامزد کر دیا ہو یا اُسکے بچپن مین اُن چیزون کو اُسکے جہیز کے لیے خریدا ہو۔

اگر جہیز مین دی ہوئی چیزون کی نسبت دُلھن کا باپ کہے کہ مین نے یہ چیزین جہیز مین نہین دین بلکہ عاریۃً دی تھین تو ایسی حالت مین اس شہر کا اور اُسکی قوم کا دستور دیکھنا چاہیئے اگر وہان اسکی قوم مین عاریۃً دینے کا دستور نہو تو باپ کی بات نہ مانی جائیگی اور اگر عاریۃً دینے کا بھی دستور ہو تو باپ سے حلف لے کر اُسکی بات

ع ودیعت امانت کو کہتے ہین عورت کو اس امر کے دعوے کرنے مین کہ یہ چیز بطور امانت کے میرے پاس تھی یہ فائدہ ہے کہ اسکو تاوان نہ دینا پڑیگا امانت اگر ہلاک ہو جائے تو امین پر تاوان نہین آتا بخلاف اسکے اگر وہ چیزین بطور مہر کے مانی جائین تو صورت ہلاک ہو جانے کے ان کا تاوان دینا پڑیگا ۱۲ (رد المحتار)

مان لی جائیگی اور جن جن چیزون کی نسبت وہ کہتا ہے کہ مین نے عاریۃً دی تھین وہ چیزین اسکو واپس دلادی جائینگی۔

مسئلہ ١٩ اگر کسی عورت کو اُسکے مان باپ بالکل جہیز نہ دین یا بہت قلیل دین جو شوہر کے یہان سے آئی ہوئی چیزون کے مناسب نہ ہو ایسی صورت مین شوہر کو یہ اختیار نہین ہے کہ جو کچھ اُسنے بھیجا تھا اوسکو واپس لے لے یا دُلھن کے مان باپ سے جہیز کا مطالبہ کرے (ردالمحتار جلد ٢ صـ ٣٩٩)

مسئلہ ٢٠ عورت پر اگر جبر کرکے مہر معاف کرالیا جائے تو درست نہین حالت مجبوری کی معافی قابل اعتبار نہین مجبور کرنے کا یہ مطلب ہے کہ درصورت نہ معاف کرنے کے اسکو مارپیٹ کا یا اور کسی قسم کی بے عزتی کا خوف دلایا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مرض موت مین مہر معاف کرے تو بھی درست نہین۔ اسی طرح اگر کسی عورت سے عبارت معافی مہ[illegible] کسی ایسی زبان مین کہلوائی جائے جس کو وہ نہ جانتی ہو تب بھی یہ معافی درست نہوگی (بحرالرائق جلد ٣ صـ ١٦١ و ١٦٢)

نکاح فاسد و باطل کا بیان

نکاح فاسد و باطل کی تعریف تو ہم مقدمہ[ع٥] مین بیان کرچکے ہین اب یہان اُسکی

ع٥ مقدمہ مین یہ بات لکھدی گئی ہے کہ باطل وہ معاملہ ہے جو بالکل منعقد ہی نہوا ہو اور فاسد وہ معاملہ ہے جو منعقد تو ہوگیا ہو لیکن شرعًا قابل فسخ ہو اسکے ارکان مین خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطون مین فتور پڑگیا ہو نکاح کی بابت فقہا کا عجیب اختلاف ہے بعض تو کہتے ہین کہ نکاح باطل اور نکاح فاسد مین کچھ فرق نہین جسطرح عبادات مین فساد و بطلان کے ایک معنی ہین ویسا ہی نکاح مین بھی فتح القدیر مین ایسا ہی لکھا ہے

بقیہ صفحہ آئندہ

صورتین اور اُسکے احکام بیان کیے جاتے ہین۔

(۱) نکاح فاسد مین جو مہر مقرر کیا جائے وہ نہین واجب ہوتا بلکہ ہمیشہ مہر مثل واجب ہوا کرتا ہے۔

(۲) نکاح فاسد مین خلوت صحیحہ قائم مقام خاص استراحت کے نہین ہے یعنی اگر نکاح فاسد کی منکوحہ کو قبل خاص استراحت کے طلاق دی جائے گو خلوت صحیحہ ہوچکی ہو تو اُس عورت پر عدت واجب نہو گی۔

(۳) نکاح فاسد مین اگر قبل خاص استراحت کے طلاق دیدے تو شوہر کے ذمہ از قسم مہر کچھ نہ واجب ہوگا۔

(۴) نکاح فاسد مین بعد خاص استراحت کے اگر طلاق دی جائے تو مہر مثل واجب ہوگا خواہ مہر معین ہوچکا ہو یا نہین صرف اسقدر فرق ہے کہ اگر مہر مقرر ہوچکا ہو تو مہر مثل اُس سے زیادہ واجب نہوگا بلکہ اگر مہر مثل زیادہ ہوگا تو اُس زیادتی کو نکال ڈالین گے مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد مین ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کیا ہو اور اُس عورت کا مہر دو ہزار ہے تو اب شوہر کے ذمہ ایک ہی ہزار روپیہ واجب ہوگا ہان اگر مہر مثل کم ہو تو پھر جتنا ہوگا اُتنا ہی واجب ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۹۸ بعض کہتے ہین کہ نکاح باطل و فاسد مین فرق ہے مگر کوئی جامع مانع تعریف اسکی نہین بیان کرتے صاحب بحرالرائق نے نقل کیا ہے کہ جس نکاح کے جواز کا کوئی شخص علماے امت مین سے قائل نہو وہ باطل ہے اور جسکے جواز و عدم جواز مین اختلاف ہو وہ فاسد ہے اس تعریف پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور بہت سی صورتین ایسی ہین جنکے عدم جواز مین کسی کا اختلاف نہین پھر بھی وہ نکاح فاسد مین داخل کیجاتی ہین جیسے محارم سے نکاح کرنا بالآخر اسکی تدبیر یہی ہے کہ جو مثالین فقہانے بیان کی ہین انھین پر قیاس کر لیا جائے ۱۲

مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد مین پانچسو روپیہ مہر مقرر کیا ہو اور اس عورت کا مہر مثل چار سو روپیہ ہو تو شوہر کے ذمہ چار ہی سو روپیہ واجب ہوگا اور اگر مہر کا تقرر نکاح کے وقت نہ ہوا تھا یا ہوا مگر یاد نہین رہا تو ایسی صورت مین مہر مثل واجب ہوگا خواہ اُسکی مقدار بہت زیادہ ہو یا بہت کم۔

(۵) نکاح فاسد مین عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہین حتی کہ اگر نکاح کے وقت فساد نکاح کا معلوم نہین ہوا اور شوہر نے بطور نفقہ کے کچھ خرچ کیا تو اُسکے واپس لینے کا اُسکو اختیار ہے جیساکہ اوپر معلوم ہو چکا۔

(۶) نکاح فاسد مین بعد اس امر کے معلوم ہو جانے کے کہ یہ نکاح فاسد ہی خاص استراحت کرنا گناہ ہی اور ایسے نکاح کا فسخ کرنا ضروری ہے مرد اور عورت دونون کو فسخ کا اختیار حاصل ہے اور یہ بھی اختیار ہی کہ ایک دوسرے کے مواجہہ مین فسخ کرے یا غیبت مین خواہ خاص استراحت ہو چکی ہو یا نہین۔ اور اگر وہ دونون کسی وجہ سے فسخ کرنے مین تاخیر کرین تو قاضی کو چاہیئے کہ فوراً اُن دونون کے درمیان مین تفریق کرا دے۔ فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اُن دونون مین سے کوئی ایک دوسرے سے کہے کہ میرا تجھسے کوئی تعلق نہین یا مینے نکاح کو فسخ کر دیا یا اور کوئی اسی قسم کا کلمہ کہدے۔ نکاح فاسد مین مرد عورت کو طلاق دے تو یہ بھی فسخ ہے۔

(۷) فسخ نکاح کے بعد بشرطیکہ خاص استراحت کے بعد ہوا ہو عورت پر عدت واجب ہی اور عدت وہی ہوگی جو مطلقہ عورت کی عدت ہوتی ہے اگر منکوحہ بنکاح فاسد کا

عہ نہر الفائق مین لکھا ہے کہ بعد خاص استراحت کے ان دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہے کہ دوسرے کی غیبت مین فسخ کرے بلکہ صرف مواجہہ مین فسخ کرنے کا اختیار ہے لیکن یہ قول صحیح نہین ہے ۱۲

شوہر مرجائے تب بھی اسپر عدت واجب ہی اور اس صورت مین بھی اسکی وہی عدت ہی
جو طلاق کی عدت ہی (در مختار)

(۸) بغیر گواہون کے نکاح کرنا یا محارم سے نکاح کرنا یا غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ سے
نکاح کرنا بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہی اور چوتھی عورت کی عدت
مین پانچوین عورت سے نکاح کرنا اور باوجود موجود ہونے آزاد بی بی کے لونڈی
سے نکاح کرنا اور کسی کافر مرد کا (گو وہ اہل کتاب مین سے ہو) کسی مسلمان عورت سے
نکاح کرنا یہ سب نکاح فاسد ہین۔ اور درصورت معلوم ہونے اس امر کے کہ یہ غیر
کی منکوحہ یا معتدہ ہی اس سے نکاح کرلینا نکاح باطل ہی [۵] (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۸۰)

حقوق زوجین

نکاح کا تعلق جو محض ایجاب وقبول کی وجہ سے مرد اور عورت مین قائم ہوتا ہے
شریعت اسلامیہ مین ایسا سخت اور مستحکم تعلق ہی کہ اس تعلق کے قائم ہوتے ہی
طرفین کے بہت سے حقوق ایک دوسرے پر ثابت ہوجاتے ہین جنکی تفصیل
بیان ذیل سے واضح ہے۔

زوجہ کے حقوق عورت کے حقوق اسکے شوہر پر چار ہین۔

(۱) اسکا مہر جسقدر معین ہوا ہو اسکے حوالہ کر دے اگر موجل ہے تو جو مدت

ع ۵ نکاح فاسد اور باطل مین باعتبار نتیجہ کے صرف اتنا ہی فرق ہے کہ نکاح فاسد مین خاص استراحت کے سبب سے عدت لازم ہوتی ہے اور نکاح باطل مین عدت نہین لازم ہوتی بلکہ نکاح باطل مین خاص استراحت زنا کا حکم رکھتی ہے اور اسکا مرتکب سزائے زنا کا مستحق ہوتا ہے ۱۲

معین ہوئی ہو اس مدت مین ادر اگر معجل ہو تو فوراً اور کچھ موجل اور کچھ معجل ہو تو جسقدر معجل ہو اسکو فوراً اور جسقدر موجل ہو اسکو اسکی میعاد معینہ پر ادا کردے ہان اگر عورت معاف کردے تو یہ دوسری بات ہے ۔

اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کا مہر معجل نہ ادا کرے تو زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ اسکے ساتھ خاص استراحت اور تقبیل وغیرہ پر راضی نہو اور ان افعال پر اپنے شوہر کو قدرت ندے اور اُسکے ہمراہ سفر مین جانے سے انکار کردے ۔ اگر کسی وجہ سے برضامندی یا بجبر خاص استراحت ہو بھی گئی ہو تب بھی سفر مین جانے سے وہ انکار کرسکتی ہے اور اس انکار سے نفقہ اُسکا ساقط نہوگا بلکہ بدستور اُسکے شوہر کے ذمہ واجب رہیگا ۔

اگر عورت نابالغ ہو تو اسکا ولی مہر معجل کے وصول کرنے کے لیے یہ باتین کرسکتا ہے کہ اس لڑکی کو اُسکے شوہر کے گھر نہ بھیجے اور نہ اسکی اور اُسکے شوہر کی یکجائی ہونے دے اور ایسی حالت مین وہ نابالغ لڑکی اگر اپنے شوہر کے ہمراہ جانے پر راضی بھی ہوجائے تب بھی قابل اعتبار نہین اور ماں باپ کے سوا اور کسی ولی کو بغیر مہر معجل کے وصول کیے ہوے نابالغ لڑکی کا اسکے شوہر کے حوالہ کردینا درست نہین (درمختار ۔ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۴۸)

(۲) اُسکی عیش وآرام کی فکر رکھے اور کم از کم جو نفقہ زوجہ کا شریعت نے مقرر کردیا ہے اسکے ادا کرنے مین کوتاہی نکرے ۔ شریعت نے عورت کا کھانا کپڑا رہنے کا مکان شوہر کے ذمہ واجب کردیا ہے اسی کو نفقہ کہتے ہین ۔ نفقہ کے مسائل بقدر ضرورت ہم ذیل مین ذکر کرتے ہین

نفقہ کے مسائل

عورت کا نفقہ بشرطیکہ وہ بہ نکاح صحیح زوجیت مین آئی ہو اُسکے شوہر پر ہر حال

مین واجب ہے خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا کافر عـــہ فقیر ہو یا مالدار اور خواہ کبیر السن ہو یا صغیر السن - ہان یہ شرط ضرور ہے کہ وہ قابل خاص استراحت کے ہو یا شوہر کی خدمت کر سکے اور اسکی مانوسی کا باعث ہو سکے خواہ اپنے مان باپ کے گھر مین رہتی ہو یا اپنے شوہر کے گھر مین - اور اگر عورت بہت ہی صغیر السن ہو کہ نہ خاص استراحت کے قابل ہو اور نہ اپنے شوہر کی خدمت یا انسیت کا کام دے سکے اور وہ اپنے مان باپ کے گھر مین رہے تو اسکا نفقہ اُسکے شوہر کے ذمہ واجب نہین اسی طرح اگر شوہر نے اُسکو اپنے گھر لے جانا چاہا اور وہ باوجود قدرت عـــہ کے نہ راضی ہوئی تو اُسکا نفقہ اُسکے شوہر کے ذمہ واجب نہوگا مگر یہ شرط ہے کہ وہ پہلے کبھی شوہر کے گھر جا چکی ہو لیکن اگر عورت کا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا بوجہ عدم وصولی مہر کے ہو تو اُس انکار سے اُسکا نفقہ ساقط نہوگا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا -

جو عورت مرتد ہو جائے یا بغیر رضامندی شوہر کے اور بغیر کسی عذر شرعی عـــہ کے اُسکے گھر سے نکل عـــہ جائے اور وہ عورت جو موت کی عدت مین ہو اور جس سے

عـــہ کافر سے مراد یہود و نصاری کیونکہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے اہل کتاب کے علاوہ اور کافرون سے نکاح جائز نہین جیسا کہ محرمات کے بیان مین گذر چکا ۱۲ عـــہ اگر اسکو نقل و حرکت کی قدرت ہی نہ ہو مثلاً ایسی مریض ہو کہ کسی سواری پر بھی آ جا نہ سکتی ہو تو ایسی حالت مین اسکا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا اسکے نفقہ کو ساقط نکریگا ۱۲ عـــہ عذر شرعی سے مراد یہ ہے کہ جن حالتون مین شریعت نے بغیر رضامندی شوہر کے عورت کو باہر نکلجانے کی اجازت دی ہے اُن حالتون مین نکلنے سے نفقہ ساقط نہ ہوگا مثلاً مہر وصول کرنیکے لیے یا اپنے مان باپ کی تیمارداری کے لیے جبکہ سوا اسکے اور کوئی اسکی تیمارداری کرنیوالا نہ ہو ۱۲ عـــہ جتنے دنون وہ گھر سے نکلی رہیگی اتنے دنون کا نفقہ اسے نہ ملیگا جب پھر وہ واپس آ جائیگی تو اسے نفقہ ملنے لگیگا

نکاح فاسد ہوا ہو اور وہ مریضہ جو ابھی تک اپنے شوہر کے گھر نہین گئی اور نہ اب بحالت موجودہ جا سکتی ہے اور وہ عورت جو کسی کی قید مین ہو یا کوئی اسکو غصب کرکے لے گیا ہو اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے سوا اور کسی کے ہمراہ حج کو گئی ہو گو شوہر نے اجازت دیدی ہو ان تمام عورتون کا نفقہ ان کے شوہر دن پر واجب نہین جو عورت پیشہ ور ہو اور دن کو اپنے پیشہ مین مشغول رہتی ہو مثلاً کھانا پکانے کی یا دودھ پلانے کی نوکری کیا کرتی ہو یا قابلہ کا کام کرتی ہو اس وجہ سے دن کو اپنے شوہر کے گھر مین نہ رہ سکتی ہو صرف رات کو اپنے شوہر کے پاس رہتی ہو ایسی عورت کا نفقہ اُسکے شوہر پر صرف شب کے وقت واجب ہے بشرطیکہ اپنے شوہر کی خلاف مرضی ان کامون کو کرتی ہو اور اگر اُسکی مرضی سے کرتی ہو تو بدستور شب و روز کا نفقہ اُسکے شوہر پر واجب رہیگا اور اگر بغیر کسی عذر کے دن کو اپنے شوہر کے پاس نہ جاتی ہو تو اُسکا نفقہ نہ دن کے وقت اُسکے شوہر پر واجب ہوگا نہ رات کے وقت (ردّ المحتار جلد ۲ صفحہ ۷۰۳)

اگر عورت اپنے یا اپنے ماں باپ کے گھر مین رہتی ہو اور جب اُسکا شوہر اُسکے یہاں جاتا ہو تو وہ شوہر کو اپنے پاس نہ آنے دے اس صورت مین بھی اُسکا نفقہ ساقط ہو جائیگا ہاں اگر شوہر سے یہ کہتی ہو کہ مجھے اس مکان سے لے چل مین اس مکان مین رہنا نہین چاہتی اور وہ نہ لیجاتا ہو تو اُسکا نفقہ ساقط نہو گا۔

نفقہ کے متعلق تین چیزین ہین۔ کھانا کپڑا رہنے کا مکان۔ کھانے مین اس امر کا

ف اگر شوہر کے ہمراہ حج کو جاوے تو شوہر پر اُسی قدر نفقہ دینا واجب ہوگا جس قدر وہ بحالت حضر دیا کرتا تھا سفر کے اخراجات حمل کرایہ وغیرہ کے اُسکے ذمہ نہون گے ۱۲

لحاظ ضروری ہے کہ اپنی اور اِس عورت کی دونو کی حیثیت کےعـــہ موافق اُسکو کھانا کھلائے اور اگروہ بالکل غیر مستطیع ہو کہ عورت کی حیثیت کا لحاظ نکر سکے تو جسقدر اُس سے ہوسکے کھلائے باقی اُسکے ذمہ قرض رہیگا کہ جب اُسکو وسعت حاصل ہو تو اُسس قرض کو ادا کردے **مثال** عورت بہت امیر ہو کہ اپنے باپ کے گھر مین مرغ پلاؤ اور کھیر وغیرہ کھاتی ہو اور شوہر نہایت فقیر ہو کہ جو کوئی روٹی سے زیادہ نہ کھا سکتا ہے نہ کھلا سکتا ہے تو اُسپر واجب یہ ہے کہ گیہون کی روٹی اور بکری کا گوشت اُسکو کھلائے مگر بالفعل وہ اُسکو جو کی روٹی کھلائے اور جو کی روٹی اور گیہون کی روٹی اور بکری کے گوشت کی قیمت مین جسقدر فرق ہو اسپر قرض رہیگا (رد المحتار جلد ۲ صـــ ؟)

عورت اگر آٹا پیسنے اور کھانا پکانے سے انکار کرے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ اُن لوگون مین سے ہے جو کام کرتی ہین یا نہین اگر ہو تو شوہر پر واجب ہے کہ اسکو پکا پکایا کھانا لادیا کرے یا کوئی ملازم رکھدے جو اِن کامون کو کردیا کرے اور اگر نہو تو شوہر پر یہ واجب نہین ہے کہ وہ پکا پکایا کھانا اُسکو لادیا کرے بلکہ اُس عورت پر واجب ہے کہ خود پکائے اور خود ہی تمام کام کرے۔

خانہ داری کے تمام سامانون کا مہیا کردینا مثل چکی توے دیگچی پیالہ رکابی گھڑے لوٹا

عـــہ یعنی اگر دونون امیر ہین تو امیرون کا جیسا کھانا کھلائے اور دونون فقیر ہون تو فقیرون کا جیسا اور جو ایک امیر ہو دوسرا فقیر تو متوسط درجے کا ۱۲ عـــہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکے ماں باپ کے یہان اگر سب لوگ اپنا اپنا کام خود کرتے ہون نوکر چاکر نہون تو وہ اُن لوگون مین سمجھی جائیگی جو کام کرتی ہین اور جو اُسکے ماں باپ کے یہان دولت و ثروت ہو کہ نوکرون کے ذریعے سے کام لیا جاتا ہو تو وہ اُن لوگون مین سمجھی جائیگی جو اپنا کام خود نہین کرتین بس اصل دار مدار اسکا امیری فقیری پر ہے ۱۲

اور فرش وغیرہ کے شوہر کے ذمے واجب ہے اور عورت کی آرایش کی چیزون کا مہیا
کردینا بھی شوہر کے ذمہ ہے مثل کنگھی تیل صابون وغیرہ کے ۔ پانی بھرنے کی اجرت بھی
شوہر کے ذمہ ہے پان تمباکو حقہ وغیرہ کی قیمت بھی شوہر کے ذمہ واجب نہین (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۶۶۸)
عورت اگر بیمار ہوجائے تو اُسکی دوا علاج کے مصارف شوہر کے ذمہ واجب نہین
ہین (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۶۶۷)

جسطرح عورت کے کھانے پینے مین دونون کی حیثیت کا لحاظ ہے اسیطرح لباس مین
بھی دونون کی حیثیت کا لحاظ رہنا ضروری ہے ۔ شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ سال مین دو مرتبہ
اسکے کپڑے بنادے گرمیون مین گرمی کی ضرورت کے موافق اور جاڑے مین جاڑے کی
ضرورت کے موافق ۔ لباس کی تعداد اور اسکی نوعیت دونون کی حیثیت کے موافق
ہونی چاہیئے یعنی اگر دونون امیر ہین تو امیرون کا لباس اور دونون غریب ہون تو غریبونکا
سا لباس اور جو ایک غریب ہو دوسرا امیر تو متوسط درجے کا ۔

کپڑے کی نوعیت مین ہر شہر کے رسم و رواج کا لحاظ بھی ضروری ہے عورت کے لیئے بستر
اور لحاف وغیرہ علحدہ بنادینا چاہیئے اگر وہ اسکی خواہش کرے جوتی وغیرہ بھی
لباس مین داخل ہے ۔

مکان بھی عورت کے رہنے کا دونون کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے اور اُس
مکان مین بغیر عورت کی رضامندی کے کوئی اور عزیز شوہر کا نہین رہ سکتا سوا
ایسے نابالغ بچون کے جو عورت مرد کے باہمی تعلقات کو نہ سمجھتے ہون ۔ شوہر کا بھائی
بیٹا ۔ مان ۔ باپ ۔ دوسری بی بیان وغیرہ سب سے وہ مکان خالی ہونا چاہیے اسیطرح
شوہر کو بھی اختیار رہے کہ اُس مکان مین عورت کے کسی عزیز کو نہ رہنے دے ۔

اگر کسی بڑے مکان کا کوئی خاص حصہ جو محفوظ ہو اور مقفل ہو سکے عورت کو دیدیا جائے تب بھی کافی ہے یہ کچھ ضرور نہین کہ مکان بالکل علٰحدہ ہو۔

اگر شوہر اپنی عورت کے لیے کوئی ایسا مکان تجویز کرے جسکے اطراف مین بالکل آبادی نہو تو عورت کو یہ حق حاصل ہوگا اس مکان مین رہنے پر راضی نہو پس شوہر پر یہ بات ضروری ہوگی کہ کسی ایسے مکان مین اُسکو رکھے جسکے پڑوس مین شرفا اور صلحا رہتے ہون۔

اگر عورت کے ہمراہ کوئی غلام یا لونڈی ہو تو اُسکا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہی بشرطیکہ حاجت سے زائد نہون اور اگر لونڈی غلام نہو بلکہ نوکر ہو تو اُسکا نفقہ شوہر کے ذمے نہین ہے۔

عورت جب مریض ہو جائے تو اُسکی خدمت کے لیے کوئی ملازم رکھدینا شوہر کے ذمہ ہے

اگر کوئی شخص اپنی عورت کا نفقہ نہ ادا کرتا ہو تو عورت کو حق حاصل ہے کہ قاضی کی عدالت مین اپنے نفقہ کی نالش کرے اور قاضی موافق قاعدۂ مذکور کے اُس شخص سے نفقہ دلادے قاضی کو چاہیے کہ اس مرد کے پیشہ اور اُسکی آمدنی کے لحاظ سے نفقہ دینے کی مدت مقرر کرے یعنی اگر کوئی دستکار ہو جسکے روزانہ آمدنی ہوتی ہے تو اُسے روزانہ نفقہ دینے کا حکم دے اور اگر کوئی ملازم ہو جسکے ماہانہ آمدنی ہوتی ہو تو اُسے ماہواری دینے کا حکم دے اور اگر کوئی کاشتکار یا زمیندار ہو جسے سالانہ آمدنی ہوتی ہو تو اُسے سالانہ دینے کا حکم دے۔ اور نیز قاضی کو چاہیے کہ شہر کا نرخ وغیرہ دریافت کرکے نفقہ مقرر کرے اور اگر قاضی نے جو مقدار روپیہ کی مقرر کی تھی غلہ گران ہو جانے کے سبب سے وہ مقدار ناکافی ہو جائے تو ایسی صورت مین شوہر کو روپیہ کی مقدار بڑھانا ہوگی تاکہ کافی ہو جائے اُسی طرح اگر غلہ ارزان ہو جائے تو جس قدر روپیہ فاضل بچتا ہو وہ عورت کو واپس کرنا ہوگا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۔۔۔)

اگر عورت کو شوہر کے مفرور یا روپوش ہو جانیکا خوف ہو تو اُسکو اس امر کا حق حاصل ہو کہ اپنے نفقہ کے لیے شوہر سے ضامن طلب کرے خواہ ایک ماہ کے لیے ضامن طلب کرے یا اس سے زیادہ کے لیے جیسی اُسوقت مصلحت ہو۔ (ردالمحتار جلد ۲ صـ ۷۰۲)

عورت کو اختیار ہو کہ اپنے شوہر کے مال مین سے کھانے پینے کی چیزون کو موافق دستور کے کھا پی لے اور اپنا لباس وغیرہ اُسکے روپیہ سے بنوا لے شوہر کو اطلاع کرے یا نکرے

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نفقہ کی بابت برضامندی خود کوئی مقدار روپیہ کی مقرر کرلے پھر بعد چند روز کے کہے کہ یہ مقدار مجھے کافی نہین ہوتی تو اگر درحقیقت وہ مقدار کافی نہوتی ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ اس مقدار کو بڑھا دے اور اگر بعد تعیین مقدار کے شوہر کہے کہ مین اس مقدار کے دینے کی استطاعت نہین رکھتا تو اُسکی بات نہ مانی جائیگی ہان اگر غلہ مین ارزانی ہو گئی جو اس مقدار معینہ سے کم اس عورت کے لیے کافی ہو جائے تو پھر قاضی اُس مقدار کو کم کر دیگا۔

گذشتہ دنون کی بابت نفقہ کا دعوی ایک ماہ یا ایک ماہ سے زائد کے لیے نہین ہوسکتا کیونکہ ایک مہینہ گذر جانے سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ہان اگر قاضی کے فیصلہ سے یا باہمی رضامندی سے نفقہ کی بابت کوئی مقدار خاص نفقہ کی مقرر ہو گئی ہو تو اسکا دعوی ایک ماہ سے زائد کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ (ردالمحتار جلد ۲ صـ ۷۱۴)

اگر عورت و مرد مین باہم اس گذشتہ زمانے کی مقدار مین اختلاف ہو جسمین شوہر نے نفقہ نہین دیا مثلاً عورت کہتی ہو کہ دو مہینہ سے نہین دیا شوہر کہتا ہو کہ ڈیڑھ مہینہ سے نہین دیا تو ثبوت عورت سے طلب کیا جائیگا اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو شوہر کی بات مانی جائیگی اور اگر عورت نفقہ دینے کی منکر ہو اور شوہر مدعی ہو تو قسم لے سکے

عورت کی بات مان لی جائے گی۔
طلاق سے عورت کا نفقہ ساقط نہین ہوتا یعنی جب تک اسکی عدت نگزجائے اُسکا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ وہ عدت کے گھر مین مقیم رہے طلاق بائن ہو خواہ رجعی (بحرالرائق)

(۳) تیسرا حق زوجہ کا حسن معاشرت ہے یعنی شوہر پر واجب ہے کہ وہ اپنی بی بی سے بخوش خلقی پیش آئے اور اُس سے محبت کا برتاؤ کرے اُسکی خاطرداری اور رضامندی کا ہر امر مین لحاظ رکھے بشرطیکہ کوئی معصیت نہ لازم آتی ہو۔
ہماری شریعت اسلامیہ مین ایک مرد کے لیے ایک ساتھ چار نکاح کی اجازت دی گئی ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ حکم؏ بھی ہے کہ اگر سب کے ساتھ حسن معاشرت نکرسکے اور برابر کا برتاؤ نکرسکے تو ایک سے زیادہ نکاح نکرے یہان سے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین کہ ہماری شریعت مین حسن معاشرت کا کہان تک خیال کیا گیا ہے۔
جس شخص کی کئی بیبیان ہون اُسپر واجب ہے کہ کھانے مین اور ہر ایک کے پاس رہنے مین برابری کا لحاظ رکھے جس قسم کا کھانا اور لباس ایک کو دے ویسا ہی دوسرے کو بھی دے اور جتنی دیر ایک کے پاس رہے اتنی ہی دیر دوسری کے پاس رہے مثلاً ایک شب ایک کے پاس رہے تو ایک شب دوسری کے پاس بھی اور جو دو شب ایک کے پاس رہے تو دوسری کے پاس بھی دو شب رہے۔ ہان خاص اشتراحت مین برابری کا لحاظ نہین واجب کیا گیا کیونکہ یہ بات دل کے میلان سے تعلق رکھتی ہے اور دلی میلان انسان کے اختیار سے باہر ہے لیکن حتی الامکان اسمین بھی برابری کا

؏ اللہ تعالی فرماتا ہے فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنی اگر تمہین بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو"

لحاظ رکھے تو مستحب ہے۔ اور گو خاص استراحت مین برابری کا لحاظ واجب نہین لیکن یہ بات واجب ہے کہ اتنی مدت تک کسی بی بی سے خاص استراحت ترک نہ کرے کہ ایلا کی مدت تک پہونچ جائے ایلا کی مدت چار مہینے ہین - مریضہ اور صحیحہ اور حائضہ غیر حائضہ مجنونانہ اور عاقلہ اور باکرہ اور ثیبہ جدیدہ اور قدیمہ مسلمہ اور کافرہ کتابیہ سب کا حق یکسان ہے سب کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرنا چاہیئے -

اگر کوئی شخص اپنی بی بیون کے ساتھ برابر کا برتاؤ نہ کرتا ہو تو قاضی کو چاہیئے کہ پہلی مرتبہ اسے فہمایش کردے اسپر بھی نہ مانے تو اُسے سزا دے مگر اسکو سزا مین قید کا اختیار نہین ہے - سفر مین برابری واجب نہین ہے شوہر کو اختیار ہے کہ اپنی بی بیون مین سے جسے چاہے سفر مین اپنے ہمراہ لے جائے -

شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بی بی سے اسقدر خدمت نہ لے جو اسکی طاقت سے باہر ہو ایسی بات اُس سے کہے جو اسپر شاق ہو والدین کے یہان جانے سے اور نیز اُن کو اپنے یہان آنے سے نہ روکے اور یہ آمد رفت دستور کے موافق ہونی چاہیئے مثلاً ایک ہی شہر مین رہتے ہون تو ہر ہفتہ مین ایک مرتبہ اور جو مختلف شہرون مین

ف ایک مرتبہ حضرت عمرؓ شب کو گشت کر رہے تھے یکایک ایک عورت کو سنا کہ وہ کہہ رہی تھی فواللہ لولا اللہ تخشی عواقبہ الزحزح من ھذا السریر جوانبہ ، یعنی خدا کی قسم اگر عذاب الٰہی کا خوف نہوتا تو آج اس تخت کے پائے ہلتے ہوتے یعنی مین کسی مرد سے مشغول استراحت ہوتی تو حضرت عمر رضہ نے اُسکی کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ اُسکا شوہر جہاد مین ہے پھر اپنی صاحبزادی ام المومنین حفصہ رضہ سے دریافت کیا کہ عورت اپنے شوہر سے کتنے دنون صبر کرسکتی ہے انھون نے کہا چار مہینے تو انھون نے اپنے سرداران لشکر کو حکم لکھوا دیا کہ کوئی وہ شخص جسکی بی بی موجود ہو چار مہینے سے زیادہ باہر نہ روکا جائے چار مہینے کے بعد فوراً اُسے رخصت دیدی جائے ۱۲

رہتے ہوں تو ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ ہاں اگر دستور سے زیادہ آمد رفت ہو
تو شوہر کو روکنے کا اختیار ہے۔
(۴) چوتھا حق زوجہ کا تعلیم ہے یعنی شوہر پر واجب ہے کہ اسے ضروریات دین کی
تعلیم کرے اُس کے عقائد کی اصلاح میں کوشش کرے اور پابندی شریعت
کی اُسپر تاکید رکھے خود علم دین رکھتا ہو تو خود تعلیم کرے ورنہ کسی دوسرے سے
بطرز مناسب تعلیم کرائے اور بنظر تعلیم زجر و تنبیہ کی بھی اجازت ہے خاصکر ترک
نماز کے لیے اخیر میں یعنی جبکہ زبانی تاکید اور ظاہری ناخوشی سے کام نہ چلے مارنے
کی بھی اجازت ہے مگر منھ پر مارنے کی اور اسطرح مارنے کی جس سے چوٹ آجائے
ممانعت ہے۔

زوج کے حقوق - جس طرح زوجہ کے حقوق شوہر کے ذمے بیان کیے گئے
اسی طرح زوج کے بھی حقوق زوجہ کے ذمہ ہیں اور بہت ہیں حاصل ان تمام حقوق
کا یہ ہے کہ شوہر کا راضی رکھنا اور اسکی اطاعت کرنا زوجہ پر واجب ہے بشرطیکہ
خلاف مرضی الٰہی اور خلاف شریعت بات کا حکم نہ دے۔ شوہر کے حقوق
کی تفصیل میں طول ہو گا لہذا مختصر صرف اسی قدر لکھدینا کافی ہے کہ زوجہ پر
اللہ کے حق کے بعد سب سے زیادہ شوہر کا حق ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ اگر خدا کے سوا کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کا
سجدہ کرے ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ پانچ آدمیوں کی نماز

عہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولھن مثل الذی علیھن یعنے جس طرح عورتوں پر مردوں کا حق
ہے اسیطرح مردوں پر بھی عورتوں کا حق ہے ۱۲

روزہ اور کوئی عبادت قبول نہین ہوتی منجملہ اُن کے وہ عورت ہے جسکا شوہر اُس سے ناخوش ہو۔

عورت کو یہ بھی چاہیئے کہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی آرایش وغیرہ مین کوتاہی نکرے اور اسکے بزرگون کا ویسا ہی خیال وادب رکھے جیسے اپنے بزرگون کا اور شوہر کے مال کی حفاظت جہان تک اُس سے ممکن ہو کرے اور شوہر کی غیبت مین اپنا بناؤ سنگار بالکل نکرے۔

زوجین کے حقوق کا بیان ہو چکا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت جو امہات المؤمنین کے ساتھ تھا نقل کرتے ہین جسکو دیکھکر سوا اسکے کہ یہ آپ ہی کی قوت تھی اور کچھ نہین کہا جا سکتا۔ اس قدر کثرت ازواج پر ایسی حسن معاشرت ہر بشر کے حوصلے سے باہر ہے یہ بھی ایک آپ کا معجزہ تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن معاشرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خیارکم خیارکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی یعنی تم سب مین بہتر وہ ہے جو اپنی بی بی سے عمدہ برتاؤ کرے اور مین اپنی بی بی کے ساتھ تم سب سے زیادہ عمدہ برتاؤ کرتا ہون یہ ایک بہت بڑی شہادت حسن معاشرت کی ہے جو خود حضرت کے کلام سے ثابت ہوئی اب آپکا برتاؤ اپنی ازواج کیساتھ جو حدیث کی کتابون مین مروی ہے نقل کیا جاتا ہے۔ بیان سابق سے یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بی بیان تھین اور ان نو بی بیون کے علاوہ کچھ حرمین بھی تھین یعنی لونڈیان یہ ایک عام بات ہے کہ جب کسی کے نکاح مین

کئی عورتین ہوتی ہین تو اُنہین یا خود بار بخشش و کشش کے علاوہ جو سوت ہونیکے لوازم سے ہی
اُن کو اپنے شوہر سے بھی رنج و ملال رہتا ہے اور اس رنج و ملال اور تنافر
و تباغض کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ شوہر کا التفات سب کی طرف یکسان نہین ہوتا
مگر ایک منصف مورخ جسنے خوب تحقیق سے تواریخ و احادیث و سیر کی کتابین دیکھی
ہون سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات کو ان عیوب سے پاک پاے گا اسکی
وجہ سوا اسکے کچھ نہین کہ آپکا التفات سب کی طرف برابر تھا۔ گو احادیث کی کتابون
مین یہ مروی ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ آپکو بہت زیادہ تھی مگر
اس زیادتی محبت کے باعث سے یہ نہین ہوا کہ آپ نے اوروں کی طرف التفات کم کردیا
ہو اوروں کے یہان آمد و رفت کم کردی ہو اُنکی خبرگیری مین نان و نفقہ وغیرہ کے مصارف
مین کچھ کمی کردی ہو اسی سبب سے کبھی کسی بی بی کو آپسے اس امر کی شکایت کا موقع
نہین ملا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ
یعنی مجھے تمھاری دنیا کی چیزون مین سے صرف دو چیزین پسند ہین عورتین اور خوشبو۔
اسی وجہ سے آپ نے کئی نکاح کیے۔ کثرت ازدواج کی کچھ حکمتین ہم اوپر بیان کرچکے ہین
شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے جو بہت سے نکاح
کیے انمین یہ حکمت تھی کہ بہت سے احکام شرعیہ جو عورتون سے متعلق ہین اور مردون کو اپنر
اطلاع نہین ہوسکتی تھی وہ احکام ان ازواج پاک کے ذریعہ سے امت کو پہنچین اور حجت
خداوندی قایم رہے اور عورتون کے حقوق کا ادا کرنا اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کا برتنا تمام
امت کو معلوم ہوجائے واقعی یہ حکمت ایک بہت بڑی حکمت ہے اگر دقیق نظر سے دیکھی جائے
ایک اولوالعزم پیغمبر جو اپنے حقیقی مالک کی درگاہ مین اعلیٰ درجے کا تقرب رکھتا ہو

اور منصب نبوت کے فرائض کی انجام دہی اُسکے متعلق ہو وہ ایسا کثیر التعلقات ہو کر اُن تعلقات کے اداے حقوق کا اسقدر خیال کرے اور اپنی گرانبہا وقت شریف کا ایک حصہ ان باتوں مین صرف کرے۔ کثرت ازدواج سے جس طرح عورتوں کے حقوق اور اُنکے ساتھ حسن معاشرت کی بہ نظیر تاکید ثابت ہوتی ہے اُسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ اگرچہ حقیقت یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اندازہ کرنا بشری قوت سے باہر ہے۔

الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے ساتھ یکسان برتاو رکھتے تھے یعنی سب کے اداے حقوق کا برابر خیال کرتے تھے ہر ایک کے یہان رہنے کی آپنے باری مقرر کردی تھی ایک کی باری مین دوسرے کے یہان ہرگز نہ جاتے تھے حضرت عائشہ سے باوجودیکہ محبت زیادہ تھی مگر ایک مرتبہ وہ حضرت صفیہ کی باری کے دن حضرت کے پاس آئین تو حضرت نے اُن سے فرمایا کہ تم کیون آئی ہو جاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ آج صفیہ نے اپنی باری مجھے دیدی ہے۔ برابری کا یہانتک خیال تھا کہ مرض وفات مین جبکہ آپکی طبیعت حضرت عائشہ کے یہان رہنے کو چاہتی تھی آپ نے بغیر اجازت اور ازواج کے اس امر کو گوارا نہ کیا جب سب نے اجازت دیدی اُسوقت آپ عائشہ کے یہان تشریف لے گئے جب آپ سفر مین تشریف لیجاتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے جسکا نام قرعہ مین نکل آتا تھا آپ اُسی کو آپنے ہمراہ لیجاتے تھے۔

ہر روز نماز عصر کے بعد آپ اپنی تمام ازواج کے یہان تشریف لیجاتے تھے اور سب کی خیریت دریافت فرمالیتے تھے۔

بہت خوش خوئی اور خوش خلقی سے پیش آیا کرتے تھے کبھی سخت کلامی نفرماتے تھے

گو کیسی ہی خلاف مزاج بات کیوں نہ ہو۔ ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات نے ملکے آپسے اپنی اخراجات کا مطالبہ کیا حضرت کو بہت ناگوار گذرا لیکن اس کے جواب مین کسی قسم کا سخت کلمہ زبان مبارک سے نہین نکلا ہان اس واقعہ پر آپ نے ایک مہینے کا ایلا کر لیا تھا یعنی ایک مہینے تک آپ اپنی ازواج کے پاس تشریف نہین لے گئے۔

حضرت ام المومنین حفصہ کو ایک مرتبہ رجعی طلاق دی بعد اسکے رجوع کر لیا۔

کسی روایت مین یہ نہین دیکھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج پاک کو خطا یا خطا کوئی سخت اور نا ملائم کلمہ کہا ہو ہمیشہ تحمل اور بردباری سے آپ نے کام لیا۔ اگر کبھی کوئی بات نصیحت اور تعلیم کے طور پر فرماتے تو نہایت نرم اور با اثر الفاظ مین۔

لونڈی غلام اور اُن کے نکاح کے احکام

(۱) یہ مسئلہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عورت اپنے غلام کے ساتھ نکاح نہین کر سکتی اور جسطرح اُن مین باہم نکاح جائز نہین اسیطرح بغیر نکاح کے بھی خاص استراحت درست نہین

(۲) مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ درست نہین مگر اسکے درست نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ نکاح کا نتیجہ مرتب نہوگا اور بعد آزاد کر دینے کے نکاح قائم نرہیگا اور اگر اس لونڈی کو طلاق دیجاسے تو طلاق واقع نہ ہوگی (رد المحتار جلد ۲ صہ ۲۹۶)

(۳) اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے خاص استراحت جائز ہے مگر اس زمانہ مین اس امر کے لیے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر لونڈیاں ناجائز طریقے سے قبضہ مین آرہی ہین یعنی آزاد عورتین بغیر تجویز شرع کے لونڈی بنائی جاتی ہین جہادون سے جو عورتین گرفتار ہوکر آتی ہین وہ بوجہ اسکے کہ آجکل مال غنیمت کی تقسیم قاعدہ شرعیہ کے موافق نہین ہوتی لونڈی کا حکم نہین رکھتین اور انسے بغیر نکاح کے خاص استراحت درست نہین

پس اگر کسی طریقہ سے یہ امر معلوم ہو جائے کہ یہ لونڈی دراصل لونڈی ہے تو اُسکے ساتھ خاص استراحت مین کوئی مضائقہ نہین ورنہ احتیاطاً بغیر نکاح کے خاص استراحت سے اجتناب بہتر ہے اور اگر اسکا لونڈی نہ ہونا متحقق ہو جائے تو ایسی حالت مین اُس سے بغیر نکاح کے خاص استراحت ناجائز ہے۔

(۴) ایسی صورت مین جبکہ کسی لونڈی کے لونڈی ہونے مین احتمال ہو اگر اس سے نکاح کیا جائے تو گو اور نتائج نکاح کے اس نکاح پر مرتب ہونگے مگر ایک نتیجہ اُسپر احتیاطاً مرتب کرایا جائیگا وہ یہ کہ اس نکاح کے بعد جو عورتین نکاح اس شخص کے لیے جائز ہین ان سے نکاح سے احتیاطاً اجتناب کرے (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۴۹۶)

(۵) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی لونڈی خاص استراحت کیلیے دے تو اس دوسرے شخص کو اس لونڈی سے خاص استراحت جائز نہین کیونکہ لونڈی سے استراحت کے جائز ہونے کی صرف دو ہی صورتین ہین یا نکاح یا ملک (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ [illegible])

(۶) باپ کی لونڈی سے بیٹے کو اور بیٹے کی لونڈی سے باپ کو اور اسی طرح زوجہ کی لونڈی سے شوہر کو خاص استراحت جائز نہین گو یہ لوگ اجازت بھی دیدین۔

(۷) ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی لونڈی غلام کا نکاح دوسرے سے کر دے یا انکو اجازت نکاح کی دیدے اگر لونڈی غلام نکاح پر راضی نہون تو اُسکا مالک جبراً انکا نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ ملک اسکی کامل ہو۔

عـه لونڈی کا لونڈی ہونا یا اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ وراثۃً نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی چلی آرہی ہو یا اس طور پر کہ خود اقرار کرے یا اسطرح پر کہ بیت المال کے وکیل سے مول لی جائے ۱۲

عـه غلام کی کئی قسمین ہین ایک قن اور یہی کامل غلام ہے دوسرے مکاتب کہ جس سے یہ معاملہ ہو گیا ہو کہ وہ ایک محدود رقم اپنی کمائی سے ادا کرنے کے بعد آزاد ہے تیسرے مدبر جس سے مالک نے یہ کہدیا ہو کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے ان دونون قسمون کے غلام کامل غلام نہین ہین ۱۲

(۸) جس لونڈی کے ساتھ اُسکا مالک خاص مباشرت کیا کرتا ہو اُسکا نکاح اگر کسی دوسرے سے کرے تو یہ امر ضروری ہے کہ پہلے اُسکے رحم٭ کا صاف ہونا معلوم کرلے اگر بغیر اسکے معلوم کیے ہوے نکاح کردیا اور اُس لونڈی کا اپنے مالک سے حاملہ ہونا ظاہر ہوا تو یہ نکاح فاسد ہوجائیگا۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کردے تو اُس صورت میں اُس غلام پر مہر ونفقہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر لونڈی کسی اور کی ہے اور غلام کسی اور کا یا کسی آزاد عورت سے کسی غلام کا نکاح کیا جائے یا کسی لونڈی کے ساتھ کسی آزاد مرد کا نکاح کیا گیا ہو تو ان سب صورتوں میں نفقہ اور مہر واجب ہوگا اور اگر کسی غلام کو بعد نکاح کردینے کے اسکا مالک فروخت کردیگا تو اُسکی بیوی کے مہر ونفقہ کا مطالبہ اُس مالک سے نہ کیا جائیگا بلکہ وہ اُسی غلام سے وصول کیا جائیگا

(۱۰) جب کوئی غلام اپنی بیوی کا نفقہ اور مہر ادا نہ کرسکے تو اُسکے مالک کو چاہیے کہ اُسے بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت سے نفقہ اور مہر ادا کرے اور اگر قیمت کافی نہ ہو تو بقیہ کا مطالبہ اُس سے بعد آزادی کے کیا جائیگا پھر دوسرے مالک کے یہاں بھی اگر وہ نفقہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر بیچا جائیگا مگر مہر کے عوض میں اب دوبارہ نہ بیچا جائیگا کیونکہ ایک مرتبہ اُسکے لیے بک چکا البتہ نفقہ چونکہ بار بار واجب ہوتا ہے لہذا اُسکے لیے بار بار بیچنا چاہیے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مہر ونفقہ کی بابت بیچنے میں سستی کرتا ہو تو قاضی بجبر اُسکی موجودگی میں اُسے فروخت کرڈالے گا۔

٭ رحم کے صاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معلوم ہوجائے کہ حمل کا ہونا نہ ہونا تین حیض کے آنے نہ آنے سے معلوم ہوجاتا ہے ۱۲

(۱۱) بغیر مالک کی اجازت کے اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنا نکاح کسی سے کرلے تو وہ نکاح مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا اگر مالک اجازت دیدیگا تو نکاح صحیح ہوجائیگا ورنہ باطل ہوجائیگا اور باطل ہوجانے کی صورت مین مہر و نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگا ہان اگر خاص استراحت کی نوبت آگئی ہے تو مہر مثل کا مطالبہ اُس سے کیا جائیگا وہ بھی بعد آزاد ہوجانے کے۔

(۱۲) مالک نے اگر ایک نکاح کی اپنے غلام یا لونڈی کو اجازت دی اور اُس نے دو نکاح کرلیے تو پہلا نکاح صحیح ہوجائیگا اور دوسرا نکاح باطل ہوجائیگا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کردے تو اسپر یہ امر ضروری نہین کہ اُس لونڈی کو اُسکے شوہر کے حوالہ کردے یا باہم دونون مین خلوت کا موقع دے لیکن اُس لونڈی کا مہر و نفقہ اُسکے شوہر کے ذمہ جبہی واجب ہوگا کہ جب اُسے خلوت کا موقع دیا جائے

(۱۴) بعد نکاح کے بھی مالک اپنی لونڈی کو سفر مین اپنے ہمراہ لیجا سکتا ہے اگرچہ اُسکا شوہر راضی نہو۔

(۱۵) جس لونڈی کا نکاح ہوگیا ہو وہ اگر آزاد ہوجائے تو اُسکو اختیار ہے چاہے تو اُس نکاح کو قائم رکھے چاہے فسخ کردے اور یہ فسخ قاضی کے فیصلہ پر موقوف نہین بلکہ اُسکی نارضامندی ظاہر کرتے ہی نکاح فسخ ہوجائیگا۔ یہ اختیار سکوت سے باطل نہ ہوگا تاوقتیکہ صریحی طور پر رضامندی یا نارضامندی ظاہر نہ کردے اُسے اختیار حاصل رہیگا نیز اگر اُسکو مسئلہ نہ معلوم ہو یعنی نہ جانتی ہو کہ لونڈی کو بعد آزاد ہوجانے کے نکاح سابق کے قائم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوجاتا ہے اور اس نہ جاننے کے سبب سے اُس نے اپنی رضامندی یا نارضامندی ظاہر نکی ہو تو یہ جاننا شرعًا عذر

سمجھا جائیگا اور بعد مسئلہ معلوم ہونے کے اگر وہ اپنی نارضامندی ظاہر کریگی گو کتنا ہی زمانہ گذر گیا ہو نکاح فسخ ہو جائیگا - ہان جس مجلس مین یہ مسئلہ اُسے معلوم ہوا ہے اُس مجلس سے اگر بغیر رضامندی ظاہر کیے ہوے اُٹھ جائیگی تو اسکا اختیار باطل ہو جائیگا -

(۱۶) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی ہی بیٹی کے ساتھ کر دے اور اس کا کوئی وارث سوا اس بیٹی کے نہو تو جس وقت وہ مر جائیگا اور وہ غلام وراثۃً اس بیٹی کی ملک مین آجائیگا اُسی وقت فوراً وہ نکاح فاسد ہو جائیگا - ہان اگر وہ غلام مدبر ہو تو نکاح فاسد نہوگا کیونکہ وہ اپنے مالک کے مرتے ہی آزاد ہو جائیگا اسکی بیوی کی ملک مین نہ آئیگا - اسی طرح اگر وہ غلام مکاتب ہو تب بھی نکاح فاسد نہوگا کیونکہ مکاتب مین غلامی کی حیثیت کامل نہین ہوتی ہان اگر وہ مکاتب زر کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے اور پھر اپنی اصلی حالت غلامی مین عود کر جائے تو البتہ نکاح فاسد ہو جائیگا -

(۱۷) اگر کوئی آزاد عورت جو کسی غلام کے نکاح مین ہو اپنے شوہر کے مالک سے کہے کہ تو اس غلام کو میری طرف سے ایک ہزار روپیہ مین آزاد کر دے اور وہ آزاد کر دے تو فوراً نکاح فاسد ہو جائیگا کیونکہ اس صورت مین گویا وہ غلام اس شخص نے ایک ہزار روپیہ کے عوض مین اس عورت کے ہاتھ بیچا پھر گویا اسکی طرف سے وکالتاً اُسے آزاد کیا ہان اگر وہ عورت یہ نہ کہے کہ ایک ہزار مین بلکہ صرف اسی قدر کہے کہ اس غلام کو میری طرف سے آزاد کر دے تو نکاح فاسد نہوگا اور یہ آزادی اس

ع مکاتب کی تعریف تو ہم اوپر لکھ چکے ہین اُس سے جسقدر روپیہ ٹھہا ہوا ہو اس روپیہ کو زر کتابت کہتے ہین چونکہ اہل عرب کا دستور تھا کہ اس معاملہ کو لکھ لیا کرتے تھے لہذا اسے کتابت کہتے ہین ۱۲ -

عورت کی طرف سے نہ سمجھی جائیگی۔

(۱۸) جب کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کردے تو پھر اُس لونڈی سے اسکو خاص استراحت کرنا جائز نہیں ہان جب اسکا شوہر اُسے طلاق دیدے یا کسی وجہ سے نکاح فاسد ہوجائے تو پھر اُس سے خاص استراحت جائز ہے مگر بعد اس امر کے معلوم کرنے کے کہ اُسے حمل تو نہین ہے۔

نابالغ بچون کے نکاح کا بیان

نابالغ بچون کے نکاح کے مسائل اگرچہ ضمناً کچھ اوپر بیان ہوچکے ہین لیکن خاص طور پر یہان باقی احکام بیان کیے جاتے ہین۔

(۱) جس طرح لونڈی غلام کا نکاح بغیر اجازت مالک کے نہین ہوتا اسی طرح نابالغ بچون کا نکاح بغیر اجازت اُن کے ولی کے نہین ہوتا۔

(۲) نابالغ لڑکون کو بعد بلوغ کے نکاح کے قائم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے مگر یہ اختیار صرف اسیوقت تک رہتا ہے انکو جسوقت اپنے بلوغ کا علم ہوا ہو یا بعد بلوغ کے نکاح کی خبر ملی ہو اگر معاً بلوغ کا علم ہوتے ہی یا نکاح کی خبر سنتے ہی رضامندی یا نارضامندی ظاہر نہ کی تو اختیار باطل ہوجائیگا۔ ہان اگر عورت ثیبہ ہو تو اُسکا اختیار بغیر صریح رضامندی یا نارضامندی کے باطل نہوگا اس اختیار میں مسئلہ کا معلوم نہونا عذر نہین ہے لہذا اگر کسی نابالغ نے بوجہ اس امر کے نہ معلوم ہونے کے کہ نابالغ کو بعد بلوغ کے اپنے نکاح سابق کو قائم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوتا ہے اپنے نکاح کی خبر سنکے سکوت کیا اس سکوت سے بھی اسکا اختیار باطل ہوجائیگا۔ یہ اختیار جس طرح عورت کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح مرد کو بھی حاصل ہوتا ہے اور مرد کا اختیار ثیبہ عورت کی طرح

بغیر صریح رضامندی یا نارضامندی ظاہر کئے ہوے باطل نہین ہوتا۔ ہان
اگر یہ نکاح باپ نے یا دادا نے کیا ہو تو پھر بلوغ کے بعد اسکے فسخ کا اختیار
نہین ہے اسیطرح اگر یہ نابالغ کوئی غلام یا لونڈی ہو اور اسکے مالک نے اسکا نکاح کیا ہو
تو اسکو بھی بعد بلوغ کے فسخ کا اختیار نہین ہے۔ اسیطرح اگر کوئی شخص مجنون ہوگیا ہو خواہ
مرد ہو یا عورت اور بحالت جنون اُسکا نکاح اُسکے بیٹے نے کردیا ہو تو اس مجنون کو
بعد زوال جنون کے اس نکاح کے فسخ کا اختیار نہین ہے (ردالمحتار جلد ۲ صہ ۳۱۲)
اور اگر یہ لوگ معاملات مین غلطی کرنے اور دہوکا کھانے مین مشہور ہون یا یہ نکاح
انھون نے نشہ مین کردیا ہو تو باپ دادا اور بیٹے کے کیے ہوے نکاح مین اختیار
حاصل رہیگا مگر مالک کے کیے ہوے نکاح کے فسخ کا بھی اس صورت مین اختیار نہین ہے
(۱۲) باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی اگر کسی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے کردے تو یہ
نکاح صحیح نہ ہوگا۔ ہان باپ دادا کا کیا ہوا نکاح اس حالت مین بھی صحیح ہوگا بلکہ لازم
ہوگا یعنی فسخ کا اختیار باقی نہ رہیگا جیسا کہ اوپر گذر چکا۔
یہان تک تو مسلمانون کے نکاح کے احکام تھے جو بیان کیے گئے اب کچھ تھوڑے
مسائل کافرون کے نکاح کے متعلق بھی بیان کیے جاتے ہین۔ اگرچہ ان مسائل
کی زیادہ ضرورت اُسوقت تھی جب اسلام کی حکومت تھی غیر مذاہب کے لوگ اپنے مقدمات
وغیرہ اسلام کے قاضیون اور حاکمون کے سامنے پیش کرتے تھے اور اب انکی چندان
ضرورت نہین رہی لیکن بغرض تحصیل علم کے اور نیز اس وجہ سے کہ کبھی زوجین مین
سے کوئی ایک یا دونون مسلمان ہوجاتے ہین اور اُن کو اپنے نکاح سابق کا حکم قواعد
اسلامیہ کیموافق دریافت کرنا منظور ہوتا ہے اور اس قسم کی کبھی کبھی اور اور ضرورتین

بھی پیش آجاتی ہین لہذا بقدر ضرورت کافرون کے نکاح کے مسائل بھی لکھے جاتے ہین

کافرون کے نکاح کا بیان

(۱) جو نکاح مسلمان کے یہان ازروے شریعت صحیح ہین وہ کافرون کے لیے بھی صحیح ہینعـه (درمختار وغیرہ)

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ کسی کافر کی بی بی سے جنمین قواعد شرعیہ کی روسے نکاح صحیح ہوگیا ہو کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز نہین اگرچہ وہ عورت اُن کافرون مین سے ہو جنکے ساتھ مسلمانون کو نکاح کرنا جائز ہی یعنی اہل کتاب

دوسرا نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہی کہ اگر زوجین ایک ہی وقت مین مسلمان ہوجاین تو اسی نکاح سابق پر قائم رکھے جاینگے جدید نکاح کی ضرورت نہوگی۔

(۲) جو نکاح مسلمانون کے یہان ناجائز ہی بوجہ کسی شرط صحت نکاح کے نپائے جانیکے وہ کافرون کے لیے جائز ہی بشرطیکہ وہ اسکے جواز کا اعتقاد رکھتے ہون۔

نتیجے اس مسئلے کے بھی وہی ہین جو پہلے مسئلے کے تھے **مثال** کسی عیسائی یا یہودی نے اپنے ہم مذہب عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح مین ازروے شریعت اسلامیہ کوئی شرط صحت نکاح کی نپائی گئی مگر شریعت عیسوی یا موسوی مین وہ نکاح بہمہ وجوہ صحیح ہے تو ایسی صورت مین کوئی مسلمان یہ سمجھکر کہ اس کا نکاح تو ہمارے نزدیک صحیح نہین اسکی بی بی سے نکاح کرنا چاہے تو جائز ہی

عـه امام مالک اسکے خلاف ہین وہ کہتے ہین یہ نکاح ناجائز ہین حنیفہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی۔ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ترجمہ عورت اُسی ابولہب کی اٹھانیوالی کانٹون کی۔ پس اگر یہ نکاح ناجائز ہوتا تو ابولہب کی منکوحہ کو حق تعالیٰ اُسکی عورت نہ فرماتا اخیر کے دونون مسئلون مین بھی غالباً امام مالک مخالف ہون گے ۱۲

اور ان دونون زوجین کو اگر خدا ہدایت کردے اور مسلمان ہو جائین تو اسی سابق نکاح پر برقرار رکھے جائینگے۔

(۳) جو نکاح مسلمانون کے یہان بوجہ عدم صلاحیت محل کے ناجائز تھا وہ ان کے لیے جائز رکھا گیا ہے یہی صحیح ہی (درالمختار وغیرہ)

اس مسئلے کے بھی دو نتیجے ہین اول یہ کہ ایسی منکوحہ سے اگر کوئی مسلمان نکاح کرے تو ناجائز دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص ایسے زوجین پر بوجہ اس نکاح کے تہمت زنا کی لگائے تو اسپر حد قذف[ع] جاری کی جائیگی یہ نتیجہ صرف اُسی زمانہ کے ساتھ خاص تھا جب اسلام کی سلطنت تھی اور قوانین اسلام پر عمل کیا جاتا تھا یہ نتیجہ پہلے دونون مسئلون مین بھی ہے (درالمختار وغیرہ)

اس مسئلے مین یہ نتیجہ نہین پیدا ہو سکتا کہ اگر زوجین بتوفیق خداوندی مسلمان ہو جائین تو بھی نکاح اونکا باقی رکھا جائے مسلمان ہو جانے کے بعد اس نکاح پر وہ قائم نہ رکھے جائینگے اور نہ اب جدید نکاح بوجہ عدم صلاحیت محل کے جائز ہوگا مثال کسی یہودی نے اپنی مان سے نکاح کر لیا تو اب اسکی مان سے کوئی مسلمان نہین کر سکتا اور اگر اس یہودی یا اسکی مان پر کوئی شخص اس نکاح کے سبب سے زنا کا الزام لگاتا تو اسلامی شریعت کی رو سے قذف کی سزا دی جاتی ہان اگر یہ دونون مسلمان ہو جائین تو یہ نکاح قائم نہ رہیگا۔

(۴) جس نکاح پر کفار بعد اسلام کے قائم رکھے جائین اُس نکاح مین زوجین باہم ایک دوسرے کے وارث نہین ہو سکتے اور جس پر قائم رکھے جائین اُسس

ع قذف کے معنی کسی پاکدامن کو تہمت زنا کی لگانا ایسے شخص کی سزا شریعت مین اسی درہ ہین اسکو حد قذف کہتے ہین ۱۲

اسمین وارث ہوسکتے ہین یہی صحیح ہی (ردالمحتار)

(۵) اگر کفار مسلمانون مین کسی کو حکم بنا کے اپنا نکاح فسخ کرانا چاہین تو وہ نکاح اگر وہی ہو جسکا بیان تیسرے نمبر مین ہوا تو وہ حکم اُن دونون مین تفریق کرا دے اور جو زوجین مین سے کوئی ایک کسی مسلمان کو حکم بنا کے تفریق کا خواستگار ہو تو اس صورت مین وہ حکم تفریق کا حکم نہین دیسکتا کیونکہ مسلمانون کو اس امر سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ کسی کے مذہبی معاملات مین دست اندازی نکرین ہان اگر کوئی خود اُنسے دست اندازی کی استدعا کرے تو البتہ اُنھین دست اندازی جائز ہی اور اس صورت مین چونکہ یہ معاملہ دو آدمیون سے متعلق ہی اور انمین سے صرف ایک نے دست اندازی کی استدعا کی ہے لہذا ایسی حالت مین از روے شریعت دست اندازی کا حق حاصل نہین ہی۔

(۶) اگر کافر زوجین مین سے صرف کوئی ایک مسلمان ہو جاے تو دوسرے کو بھی اسلام کی ترغیب دیجاے اور اُس سے مسلمان ہونے کے لیے کہا جائے اگر وہ مسلمان ہو جائے تو فبہا یعنی نکاح سابق بدستور قائم رہیگا اور اگر وہ مسلمان ہو جانے سے انکار کر دے تو قاضی ان دونون کے درمیان مین تفریق کرادے یہ سب صورتین اُس وقت مین ہین جبکہ زوجین عاقل بالغ ہون اور اگر جو مسلمان ہو گیا وہ تو عاقل بالغ ہے مگر جو مسلمان نہین ہوا وہ عاقل بالغ نہین ہی تو اُسکے سن تمیز کا انتظار کیا جائیگا جب سن تمیز کو پہونچ جائے گو بالغ نہوا اُسوقت اُسپر اسلام پیش کیا جاے اگر مسلمان ہو جائے تو وہی نکاح سابق قائم رہیگا ورنہ تفریق کرادیجائے اور اگر وہ نابالغ مجنون ہو تو پھر اُسکے سن تمیز کا انتظار نہ کیا جائیگا بلکہ اسکے والدین پر اگر وہ زندہ ہونگے تو اسلام پیش کیا جائیگا انمین سے اگر ایک بھی اسلام لے آئیگا تو یہ نابالغ مجنون اسیکا تابع قرار دیا جائیگا اور نکاح سابق قائم

رکھا جائیگا اور اگر والدین[عـــہ] اسکے زندہ نہون تو پھر قاضی اُسکی طرف سے کسی کو وصی مقرر کردے اور اُس وصی کے مواجہ مین ان زوجین مین باہم تفریق کردے۔

(۷) کافرون کی طلاق اور خلع[عـــہ] وغیرہ صحیح ہی۔

نتیجہ اس مسئلے کا یہ ہے کہ اگر کوئی کتابی کافر اپنی بی بی کو طلاق دیدے یا اُس سے خلع کرلے تو اُس سے دوسرا شخص جو مسلمان ہو نکاح کرسکتا ہے۔

(۸) کافرون کے ذمہ اُنکی بی بیون کا مہر اور نفقہ واجب ہی۔

نتیجے اس مسئلے کے دو ہین۔ اول یہ کہ اگر کسی قاضی کی عدالت مین کوئی کافر عورت اپنے کافر شوہر پر نان ونفقہ کا دعویٰ کریگی تو اسکا دعوی مسموع ہوگا مگر یہ نتیجہ اس وقت کے مسلمانون کو کچھ کارآمد نہین کیونکہ نہ انکی حکومت ہے نہ کوئی انکا قاضی دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی کافر عورت مسلمان ہوجائے اور اسکے شوہر نے زمانۂ نکاح مین اسکو نان نفقہ نہ دیا ہو اور مہر بھی اسکا نہ ادا کیا ہو تو اُس عورت کی طرف سے بعد مسلمان ہوجانے کے بھی مہر ونفقہ کا دعویٰ دائر ہوسکتا ہی اور اگر اُسکا شوہر کچھ مال چھوڑکر مرے تو یہ عورت اُس شوہر کے تمام وارثون سے زیادہ اُسکے مال کا استحقاق رکھتی ہے پہلے اسکا نفقہ ومہر ادا کردیا جائیگا بعد اسکے وارثون کا حق اس مال مین قائم ہوگا کیونکہ یہ عورت قرض کا دعویٰ کرتی ہے اور قرض کا ادا کرنا توریث پر مقدم ہی۔

عـــہ درمختار کے بعض محشیون سے اس مقام پر غلطی ہوگئی ہی انھون نے لکھدیا ہی کہ اگر اُس مجنون کی مان زندہ ہو باپ نہو تو اس مان پر اسلام پیش نہ کیا جائیگا بلکہ قاضی وصی مقرر کرکے نکاح فسخ کردیگا ۱۲

عـــہ خلع اسکو کہتے ہین کہ عورت کچھ مال دے کے شوہر سے اپنی گلو خلاصی کرائے۔ طلاق اور خلع کے مسائل عنقریب اسی جلد مین انشاء اللہ بیان ہون گے ۱۲

(۹) کافر زوجین مین جو تفریق ہو خواہ طلاق وخلع وغیرہ کے سبب سے یا تفریق قاضی کی وجہ سے یا ان مین سے کسی کے مسلمان ہو جانے کے باعث ہے یہ تمام تفریقین طلاق کے حکم مین ہین -

نتیجہ اس مسئلے کا یہ ہے کہ کافرہ عورت سے بعد تفریق کے قبل عدت گذر جانیکے نکاح کرنا مسلمان کو جائز نہین -

ہان جو تفریق کہ عورت کی طرف سے ہوگی وہ طلاق کے حکم مین نہین ہے **مثال** کافر مسلمان ہو گیا اسکی عورت سے مسلمان ہو جانیکو کہا گیا مگر اس نے انکار کر دیا ایسی حالت مین تفریق تو ہو جائیگی مگر یہ تفریق طلاق نہ سمجھی جائیگی حتی کہ اگر اس عورت سے اگر وہ کتابیہ ہو کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے -

(۱۰) اگر کتابی کافرون مین سے کوئی دوسرے کتابی مذہب کو اختیار کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت تو اسکا نکاح فسخ نہو گا ہان اگر وہ کسی ایسے مذہب کو اختیار کرے جو کتابی نہو تو نکاح فسخ ہو جائیگا **مثال** کوئی عیسائی یہودی ہو گیا تو اس کی بی بی اسکے نکاح سے خارج نہو گی ہان اگر آریہ یا آتش پرست بن جائے تو اسکی بی بی اسکے نکاح سے باہر ہو جائیگی -

نتیجہ اس مسئلے کا یہ ہے کہ اگر کوئی عیسائی یہودی ہو جائے تو کوئی مسلمان یہ سمجھکے کہ اسکی بی بی اسکے نکاح سے باہر ہو گئی اس سے نکاح کرنا چاہیے تو ناجائز ہے ہان اگر وہ ہندو ہو جائے تو بے تامل اسکی بی بی سے بعد عدت گذر جانے کے نکاح کی اجازت ہے

(۱۱) مرتد ہو جانے سے بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگر کوئی مسلمان معاذ اللہ عیسائی ہو جائے تو بے تامل بعد عدت گذر جانے کے اسکی بی بی سے نکاح درست ہے

ہاں اگر دونوں ساتھ ہی مرتد ہوے ہوں تو اس صورت مین نکاح قائم رہیگا اور پھر اگر انمین سے کوئی شخص دوسرے سے پہلے مسلمان ہوجائیگا تو یہ نکاح فسخ ہوجائیگا اور دونوں اسلام لے آئین تو پھر بھی قائم رہیگا۔

یہ مسئلہ بہت خیال رکھنے کے قابل ہے بعض اوقات جاہلون کی زبان سے ایسے کلمات نکلجایا کرتے ہین جنسے کفر و شرک لازم آتا ہے اور بعض اوقات وہ کلمات ایسے صاف ہوتے ہین کہ خواہ مخواہ اُس کے کہنے والے کو مرتد کہنا پڑتا ہے اور اسکی بی بی اسکے نکاح سے باہر ہوجاتی ہے اور اُسے خبر بھی نہین ہوتی اب جو ان مین باہم خاص استراحت ہوتی ہی وہ حرام ہے اولاد ولدالزنا یہ سب خرابیان جہالت سے لازم آتی ہین اسکا تدارک جاہلون کے لئے کچھ نہین سوا اسکے کہ توبہ کا ہر وقت ورد رکھین تاکہ اگر کسی وقت بے خبری مین کوئی کلمہ نکلجائے تو توبہ سے اسکی تلافی ہوجائے۔

مین نے خود دیکھا ہے کہ بعض اوقات جب جاہلون کی خلاف مرضی کوئی مسئلہ انھین بتایا جاتا ہے تو صاف کہدیتے ہین کہ اپنی شریعت کو طاق پر رکھدو ایسی شریعت کو ہمارا سلام ہی ایسی شریعت کو ہم نہین مانتے یہ کلمات صاف صاف کفر ہین بعض عالم نما جاہل آجکل یہ فساد برپا کررہے ہین کہ جب دو میان بی بی مین انھین تفریق کرانا منظور ہوتی ہی تو انمین سے کسی سے کفر کے کلمات نکلوادیتے ہین معاذ اللہ یہ کیسی شوخ چشمی ہے۔ بعض لوگ جاہلون کے خوش کرنے کو فقہا کیطرف یہ مسئلہ منسوب کرتے ہین کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی کو مغلظہ طلاق دے اور پھر اُس سے تجدید نکاح چاہے بغیر اسکے کہ کسی دوسرے شخص سے اسکی بی بی کا نکاح کیا جائے اور پھر اسکی طلاق کا انتظار کیا جائے

وہ شخص کوئی کلمہ کفر کا اپنی زبان سے نکالدے حالانکہ فقہا کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے
عورت کیا اگر جان بھی جائے تو کفر کا کلمہ زبان سے نکالنا درست نہیں۔
(۱۲) مرتد مرد یا عورت کا نکاح کسی سے درست نہیں نہ کسی مسلمان سے نہ کسی کافر سے نہ کسی مرتد سے
(۱۳) اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے اور اُسکے نکاح مین پانچ عورتین ہون تو اگر انکا نکاح
ایک ہی عقد مین کیا تھا تو ان سب کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر یکے بعد دیگرے اُنکے ساتھ
نکاح کیا ہو تو جسکے ساتھ آخر مین نکاح کیا ہو اُسکا نکاح باطل ہو جائیگا۔
مثال (۱) کسی کافر نے پانچ عورتون سے مخاطب ہو کے کہا کہ مین نے تم سب کے
ساتھ اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہو جانے کے بعد یہ سب عورتین اسکے نکاح سے باہر ہو جائینگی
اور اگر یکے بعد دیگرے پانچ عورتون سے نکاح کیا جس عورت سے اخیر مین نکاح کیا اسکا
نکاح باطل ہو جائیگا (۲) کسی کافر نے دو بہنون یا دو ماں بیٹیون سے مخاطب ہو کے
کہا کہ مین نے تم دونون سے اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہو جانیکے بعد یہ دونون اُسکے
نکاح سے باہر ہو جائینگی اور اگر پہلے ایک سے کیا اُسکے بعد دوسرے سے تو اخیر
مین جس سے نکاح کیا اسی کا نکاح باطل ہو جائیگا۔

نکاح کا بیان ختم ہو گیا

اب طلاق وغیرہ کا بیان شروع ہوتا ہے

ومن اللہ التوفیق

انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ جسقدر فقہی اختلافات امت مرحومہ مین ہوے سب کے وجوہ
واسباب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہین کہ پوری تشفی ہوجاتی ہے سیکڑون کتابون کے دیکھنے سے وہ نتیجہ نہ حاصل ہوگا جو
اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے قیمت ۶؍ تین جلدون کے خریدار سے صرف عہ؍

مختصر سیرت نبویہ جو پہلے انجمن کے ساتھ شایع ہوچکی ہے ولادت شریف سے اخیر عمر تک آپکے ضروری
ضروری حالات نہایت مختصر جنکا یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے لکھے گئے ہین۔ قیمت ا؍

سیرۃ الحبیب الشفیع من الکتاب العزیز الرفیع مختصر سیرت قدسیہ نبویہ علیہ السلام جو صرف قرآن مجید سے ملخص کیگئی ہے یہ سیرت مقدسہ ایک مقدمہ
اور چار باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ مین نہایت ضروری چار مسائل کا بیان ہے باب اول
مین عرب کے زمانہ جاہلیت کا باب دوم مین آپکے حالات قبل از نبوت کا باب سوم مین نبوت و دلائل نبوت کا باب چہارم مین
حالات بعد از نبوت کا۔ خاتمہ مین ان عظیم الشان نعمتون کا جنکا وعدہ مسلمانون سے ہے۔ حجم ۱/۲ جز ۴؍

الدر المکنون فی بحث الطاعون طاعون کے متعلق اردو مین ایسی کوئی کتاب نہ تھی۔ نہایت عمدہ ترتیب سے مفید مضامین
جمع کئے گئے ہین۔ طاعون کی طبی و شرعی تحقیق۔ علماے کرام کے تجربے اور اقوال طاعون
کی تاریخ۔ طاعون قبل اسلام۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے طاعون کے عبرت
انگیز اور نصیحت بخش واقعات۔ کس کس زمانہ مین کہان کہان طاعون پھیلا۔ طاعونی مقامات سے متعلق
شرعی احکام واسباب علاجات وغیرہ درج ہین پوری کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوگی۔ قیمت ۸؍

شمائل ترمذی مترجم میلاد شریف مین ایسی مستند کتابون کو پڑھنا چاہیے روایتین سب معتبر امام ترمذی
جیسے محدث کی کتاب ایک کالم مین اصل حدیثین اور دوسرے کالم مین اس کا
ترجمہ حجم ۱۳۲ صفحہ کاغذ سفید عمدہ مگر باوجود اسکے قیمت صرف ۸؍

ردشیعہ کی لاجواب اور بے نظیر کتابین

افسوس ہے کہ شیعہ تو رد اہل سنت کے اسقدر شایق ہین کہ اگر انکو رد اہلسنت کے نام سے فسانہ عجائب
اور طلسم ہوش ربا بھی دیدیجاے تو سو جان سے اسکو خریدتے ہین مگر اہل سنت کو رد شیعہ کے نام سے
نفرت ہے۔ حسب ذیل کتابین اسوقت موجود ہین اور کچھ زیر طبع ہین جنکے نام بعد الطبع شایع کیے جاینگے

مناظرہ حصہ اول وغیرہ پورا لطف دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ سلیس دلچسپ اردو مین علمی تحقیقات

قرآن وحدیث کے معرکۃ الآرا مسائل ۔ شیعون کے عقائد کی تنقید اونکے امام مولوی حامد حسین کی کتاب استقصا کے عجیب وغریب لطیفے ۔ غرض جو بحث ہے ۔ وہ دلچسپ ہے ۔ پانچ حصے تیار ہین پہلے اور دوسرے مین علاوہ اور کارآمد مضامین کے قرآن کریم کے متعلق ایسے انیق مباحث ہین جنکے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور قرآن پاک کی رفعت وجلالت ظاہر ہوتی ہے جو تھے اور پانچوین مین فن حدیث کے مباحث ہین جو ابتک اردو مین کسی نے لکھے تھے ۔ قیمت حصہ اول ۱۲؍ دوم ۸؍ سوم ۸؍ چہارم ۸؍ پنجم

آیات بینات (مصنفہ نواب محسن الملک رحمۃ اللہ علیہ) اسوقت اس بے نظیر کتاب کی تینون جلدین ہمارے پاس موجود ہین ۔ کاغذ ۔ لکھائی ۔ چھپائی ۔ تینون جلدون کی اعلی ہے مضامین کی عمدگی اور خوبی کی نسبت کچھ کہنا فضول ہے اس کتاب کی شہرت ایسی نہین ہے کہ کچھ کہنے کی حاجت ہو پہلی دونون جلدون مین صحابہ کرام کے عقلی ونقلی شواہد اور مسلمہ فریقین دلائل سے دلچسپ عبارت مین بیان کئے ہین اور شیعون کی صحیح ومعتبر روایتین تقریبًا دوسو نقل کی ہین جلد اول کے آخر مین نکاح ام کلثومؓ کی بحث بہت ہی نفیس ہے ۔ جلد سوم مین طعن [illegible] کے قلع قمع کے علاوہ شروع کتاب مین چند مقامات لکھے ہین اور اتنین ایسے عمدہ اور کارآمد مضامین لکھے ہین اور شیعون کی کتابون سے ایسا عمدہ سامان فراہم کیا ہے کہ اسکی خوبی دیکھنے سے متعلق ہے جلد اول ودوم ۸؍ جلد سوم ۸؍

مطرقۃ الکرامہ رد شیعہ مین بے مثل کتاب ہے اسکے دیکھنے سے مذہب شیعہ کی پوری حقیقت معلوم ہوجاتی ہے اہل سنت کے خالص عقائد کا ضروری علم حاصل ہوجاتا ہے استدلال کی متانت اور عبارت کی صفائی شیعون کی عجیب غریب روایتون کا لطف قابل دید ہے قیمت ۸؍

آفتاب صدق وصفا شیعون کے مایہ ناز رسالہ آئینہ حق نما کا جواب جسکے لیے پچیس ہزار روپیہ کا انعام مشتہر کیا گیا تھا ۔ لائق دید ہے قیمت ۲؍

ایڈیٹر اصلاح کی ہزیمت اس رسالہ مین ایڈیٹر اصلاح سے مناظرہ کے لیے سیوان جانا اور اڈیٹر اصلاح کا کئے بعد دیگرے بار بار عذر تراشی کر مناظرہ سے فرار کرنا مع تحریرات طرفین درج ہے قیمت ۱؍

مناظرہ پنجاب یعنی اس مناظرہ کی روئداد جو بمقام چکوال ضلع جہلم شیعہ سنی مین ہوا اور حق تعالی کے فضل وکرم سے اہل سنت وجماعت کو ایسی فتح نمایان ملی کہ خدا کی مدد کا کرشمہ تمام مجمع نے جس کی تعداد چھ ہزار سے زائد تھی اپنی آنکھون سے دیکھا ۔ قیمت ۵؍

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
جلد ٦

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس انتظامی، مجلس [illegible] ایک وقت میں پانچ کتابیں لے سکیں گے
مجالس تعلیمات و نصابات پانچ کتابیں ایک [illegible] لے سکیں گے

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات تین کتابیں ایک ایک ماہ [illegible] لے سکیں گے
دارالترجمہ و دارالترجمہ [illegible] دو کتابیں ایم اے ایل ایل بی و تحقیقات جامعہ [illegible]

۳۔ طلبا ایم اے [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے
کے طلبہ تین کتابیں اور دو [illegible] کتابیں واپس نہ ہوں [illegible] جواب
طلبا پانچ کتابیں [illegible] رکھ سکیں گے

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس لیا جائیگا
ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible] جائیگی [illegible]

۵۔ بشرط موقع کتابیں [illegible] کتاب کا لوٹانا لازم ہے
یہ کتب خانہ میں [illegible] اگر خراب ہو جائیں تو [illegible] ذمہ داری

۶۔ کتابیں گم [illegible] ہوگی

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible] نہ لگایا جائے

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی فقط